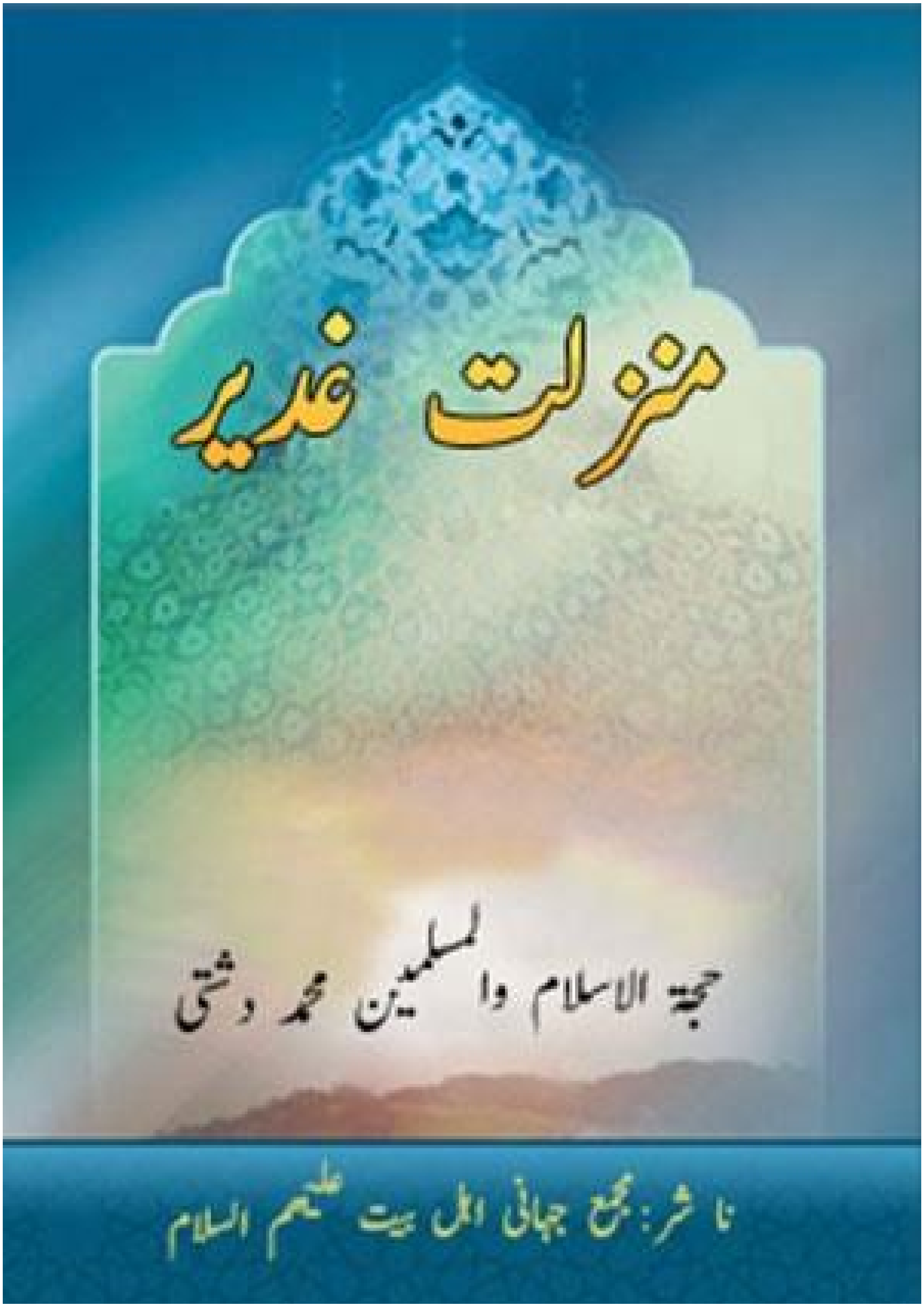
منزلت غدیر
حجۃ الاسلام والمسلمین محمد دشتی
ناشر: مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

یہ کتاب برقی شکل میں نشرہوئی ہے اور شبکہ الامامین الحسنین (علیہما السلام) کے گروہ علمی کی نگرانی میں تنظیم ہوئی ہے

منزلت غدیر

حجۃ الاسلام والمسلمین محمد دشتی

مترجم : ضمیر حسین آف بہاول پور

مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

قال رسول الله ﷺ قال لی جبرئیل قال اللہ تعالی:

وِلَا یَۃُ عَلِی اِبنِ اَبِی طَالِب حِصنِی فَمَن دَخَل حِصنِی اَمِنَ مِن عَذا بی [1]

(حدیث قدسی)

ترجمہ: علی ابن ابیطالب کی ولایت میرا قلعہ ہے جو میرے قلعہ میں داخل ہو گیا وہ میرے عذاب سے نجات پا گیا۔

---

(1) شواہد التنزیل، ج1، ص170، الحاکم الحسکانی:

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت و ظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتیٰ ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچہ و کلیاں رنگ و نکھار پیدا کرلیتی ہیں تاریکیاں کافور اور کوچہ و راہ اجالوں سے پرنور ہوجاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت و قابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام کے مبلغ و موسس سرورکائنات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم و آگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمۂ حق و حقیقت سے سیراب کردیا، آپ کے تمام الٰہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھا، اس لئے 23 برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمتاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمراں ایران و روم کی قدیم تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑ گئیں، وہ تہذیبی اصنام جو صرف دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت و عمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہبِ عقل و آگہی سے روبرو ہونے کی توانائی کھودیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان و مذاہب اور تہذیب و روایات پر غلبہ حاصل کرلیا۔

اگرچہ رسول اسلام ﷺ کی یہ گرانبہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیرووں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت و پاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزندان اسلام کی بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ہو کر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کردئی گئی تھی، پھر بھی حکومت و سیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمۂ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء و دانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنھوں نے بیرونی افکار و نظریات سے متاثر اسلام و قرآن مخالف فکری و نظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگین تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشتپناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانے میں ہر قسم کے شکوک و شبہات کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر عصر حاضر میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام و قرآن اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کی طرف اٹھی اور گڑی ہوئی ہیں، دشمنان اسلام اس فکری و معنوی قوت و اقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب و کامراں زندگی حاصل کرنے کے لئے بے چین و بے تاب ہیں، یہ زمانہ علمی اور فکری مقابلے کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر و اشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھاکر انسانی عقل و شعور کو جذب کرنے والے افکار و نظریات دنیا تک پہنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائے گا۔

(عالمی اہل بیت کونسل) مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیت عصمت و طہارت کے پیرووں کے درمیان ہم فکری و یکجہتی کو فروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تاکہ موجودہ دنیائے بشریت جو قرآن و عترت کے صاف و شفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق و معنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان و ولایت سے سیراب ہو سکے، ہمیں یقین ہے عقل و خرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیت عصمت و طہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت و بیداری کے علمبردار خاندان نبوت ﷺ و رسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدو خال میں دنیا تک پہنچادی جائے تو اخلاق و انسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خوں خواروں کی نام نہاد تہذیب و ثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن و نجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جا سکتا ہے۔

ہم اس راہ میں تمام علمی و تحقیقی کوششوں کے لئے محققین و مصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مؤلفین و مترجمین کا ادنیٰ خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج و اشاعت کے اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، فاضل علاّم محمد دشتی کی گرانقدر کتاب "منزلت غدیر" کو فاضل جلیل مولانا ضمیر حسین نے اردو زبان میںاپنے ترجمہ سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں اور معاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنیٰ جہاد رضائے مولیٰ کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام

مدیر امور ثقافت، مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم

پیش لفظِ مترجِم

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنی وحدانیّت و یکتائی کے انوار سے ہمارے دلوں کو منوّر فرمایا اور ہمارے سینوںمیں اپنی اور اپنے اطاعت گزار بندوں کی محبّت اور دوستی کے پودے لگائے، اور درود و سلام ہو اسکی مخلوق میں سب سے اچھے اور اشرف بندے محمد ﷺ اور ان کے اہلِ بیت (ع) پر مخصوص اس ذات پر جس نے آنحضرت کے چہرۂ انور سے کرب و اندوہ کا غبار صاف کیا جو وصیّوں کے سردار اور متّقیوں کے امام علی ابنِ ابی طالب ہیں اور انکے دشمنوں پر لعنت ابدی ہو۔

اما بعد: تاریخی واقعات و حوادث کی اہمیّت و عظمت کے لحاظ سے ان کی قدرو قیمت کا اندازہ لگانے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس واقعہ کے رموز، اس کے اغراض و مقاصد اور اس واقعۂ میں موجود افراد اور عوامل کی عظمت و رفعت کا اندازہ لگایا جائے لہٰذہ جتنا اِس واقعہ کے اسباب و عوامل کی منزلت عظیم ہوگی اور اِس کے رموز کا مقام اعلیٰ و اشرف ہوگا یہ واقعہ بھی اتنا ہی عظمت و اہمیّت کا حامل اور توجّہ کے قابل ہوگا۔

تاریخِ اِسلام میں واقعۂ غدیر کے بارے میں یہ کہنا بلا مبالغہ ہوگا کہ وہ مسلمانوںکے سامنے رونما ہونے والے اہم واقعات و حادثات میں سے ایک نہایت اہم واقعہ ہے اسکی اس اہمیّت کا سرچشمہ اسکا موضوع، اس کے رموز اور افراد کا بلند و بالا مرتبہ اور اس کے اغراض و مقاصد کی پاکیزگی اور انکا تقدّس ہے واقعۂ غدیر کا موضوع مسلمانوں پر ایسے شخص کو خلیفہ و حاکم مقرّر کرنا ہے جو رسول اللہ ﷺ کے بعد اسلام کی باگ ڈور سنبھالے اور اِس واقعۂ کے رمز و محور رسولِ خدا ﷺ ہیں جو خلیفہ اور حاکم مقرّر کرنے والے ہیں اور امیرالمومنین ہیں جن کو حاکم بنایا گیا اِس واقعۂ کے گواہ تمام مسلمان ہیں اور اِس کا محرّک اور دستور دینے والا خدا وندِ متعال ہے چونکہ اسی نے اپنے نبی ﷺ کو اس امر کے اعلان اور لوگوں تک پہنچانے کا حکم دیا۔

چنانچہ اِرشاد فرمایا: (یٰاَیُّھَاالرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَابَلَّغْتَ رِسٰلَتَہ، الخ)

اے رسول جو حکم تمہارے پروردگار کی جانب سے تمہارے پاس آچکا ہے اُس کو پہنچاؤ. اگر تم نے یہ حکم نہ پہنچایاتو گویا تم نے رسالَت کا کوئی کام انجام نہیں دیا اور اللہ تمہیں لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا، اس واقعۂ کے اغراض و مقاصد دینِ خدا کو لہو و لعب اور جھوٹ کا نشانہ بننے سے محفوظ رکھنا، احکام خدا کو تحریف و تعطیل سے بچانا، تمام لوگوں کی ہدایت کا انتظام کرنا اور انھیں گمراہی اور رسّہ کشی سے دُور رکھنا ہے، اس واقعہ کی عظمت و اہمیت ہی کی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ علمایَ، مؤرّخین، ادبا اور محدّثین نے مذہب و مسلک کے اختلاف کے با وجود اس واقعہ کو بڑے اہتمام سے پیش کیا ہے، اس واقعہ کے ثبوت اور اسکی تصدیق میں اتنی وافر مقدار یںدلیلیں موجود ہیںکہ جن کی وجہ سے تاریخِ اسلامی کا محقّق، اور اس واقعہ کے مقصد سے آگاہی رکھنے والا انسان آنحضرت کی وفات کے بعد رونما ہونے والے ایسے بہت سے واقعات کو شک کی نظر سے دیکھتا ہے جن میں غدیر خُم میں کی گئ وصیّت سے انحراف کا عنوان پایا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دشمنوںنے، اس واقعہ کے ثبوت مٹانے والوں، منحرف و گمراہ محدثوں، مؤرخوںاور درباری مُلّاؤں نے اِس واقعہ پر پردہ ڈالنے اور نصفُ النّہار کے آفتاب سے زیادہ روشن اِس حقیقت کو دھندلا بنانے اور اِس میںشک و وہم پیدا کرنے کی ناپاک اور ناکام کوشش کی ہے ۔ لہٰذا حق کے متوالوں اور امیرالمومنین کی محبّت و دوستی اور اخلاص کی راہ پر چلنے والوں نے اِس ظالمانہ حملے کا مقابلہ کرنے اور قطعی دلیلوں اور روشن برہانوں کے ذریعے اِس واقعہ پر ڈالے گئے شکوک و شبہات کے پردے ہٹانے کا عزمِ بالجزم کیا اُنہیں بزرگوں میںسے محققِ عصر حجۃالاسلام والمسلمین محمد دشتی ہیں۔

جنہوںنے اپنی علمی، فنی تاریخی، ادبی اور اخلاقی صلاحیتوں کو برُوئے کار لاتے ہوئے اِس کتاب کو تاَلیف کیا اور حق کے راہیوں کے لئے شمعِ ہدایت روشن کی، چونکہ میں نے اردو دان طبقہ کے لئے ایسی کتاب کی اشد ضرورت محسوس کی جس کی وجہ سے باوجود نامساعد حالات کے اِس کتاب کے ترجمہ میں مشغول ہوا، خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے مجھے یہ ہمّت بخشی اور میں اپنے اُردو دان حضرات کے لئے یہ گوہرنایاب ہدیہ کرنے میں کامیاب ہوا مُجھے اُمید ہے کہ یہ کتاب اہلِ حق کے ایمان میں اضافے، اور حق کے متلاشیوں کے لئے مشعلِ راہ بنے گی۔

ضروری وضاحت:

یہاں پر یہ وضاحت کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ ایک مطلب کو ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنا آسان نہیں ہوتا لہٰذا تحتُ اللّفظی ترجُمہ کو معیار نہیں بنایا بلکہ مؤلّف کے اصل مفہوم کو اپنے الفاظ میں بیان کیا ہے، اربابِ قلم سے بصد خلوص گزارش ہے کہ اگر الفاظ و عبارات کی ترکیب و توجیہ اور انکے معانی ومفاہیم کی ادائیگی میں کوئی غلطی نظر آے تو اُسکی راہنمائ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشنوں میں اُسکی تصحیح کی جا سکے۔

آخر میں ان تمام لوگوں کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اِس کتاب کی کتابت، نشر و اِشاعت میں میری مدد کی اور خدا کی بارگاہ میں دعا گو ہوں کہ وہ اِن لوگوں کی توفیقات میں اضافہ فرمائے، وہی بہترین ناصر و مددگار ہے۔

والسّلام

ضمیر حسین

18 ذی الحجہ 1424ھ

قال الامام الباقرعلیه السلام:

لَمْ یُنَادِ بِشَیٍٔ مِثْلَ مَا نُوْدی بِالوِلَایَۃِ یَوْمَ الغَدیر

امام باقر فرماتے ہیں کہ کسی بھی حکم کا ایسے اعلان نہیں کیا گیا جیسے غدیر کے دن ولایت کا اعلان کیا گیا ہے۔

مدینہ سے لے کر مقامِ غدیر تک کے مختصر حالات (مترجم)

رسول اکرم ﷺ کی مدینہ کی طرف ہجرت کو تقریباً دس سال گذر رہے تھے کہ ماہ ذیقعدہ کی ایک رات کو حضرت ﷺ نماز شب سے فارغ ہو کر صحنِ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ امین وحی نازل ہوا اور فرمایا کہ اے رسول ﷺ خداوندِ عالم آپ پر درود و سلام کے بعد فرماتا ہے کہ میں نے کسی بھی رسول کو اس وقت تک اپنی طرف نہیں بلایا یہاں تک کہ انکے دین کو کامل کیا اور انکی حجت کو لوگوں پر تمام کیا پس آپکی رسالت کے دو وظایف آپ پر باقی ہیں ایک حج اور دوسرا وصایت و امامت۔

اے رسول اکرم ﷺ خداوند عالم آپ کو حکم دیتا ہے کہ حج بجا لائیں اور لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دیں جیسے نماز و روزہ سکھایا ہے، اور باقی احکام دین کو بیان کیا ہے، دس ہجری کو پہلی بار حضور اکرم ﷺ نے قانونی طور پر لوگوں کو حج کی دعوت دی اور فرمایا کہ اس مراسم حج میں زیادہ سے زیادہ لوگ شرکت کریں، اور اس سفرحج کو رسول خدا ﷺ حجۃالوداع کے نام سے یاد فرمایا ،اوراس سفر سے آپ ﷺ کا ہدف قوانین اسلام کے دو اہم احکام کو بیان کرنا تھا جو ابھی تک لوگوں کے درمیان کامل اور قانونی طورپر بیان نہیں ہوئے تھے ایک حج اور دوسرا آنحضرت کی وفات کے بعد امامت اور خلافت کا مسئلہ تھا۔

حکم خداوند عالم کے بعد حضرت رسول اکرم ﷺ نے منادی کرنے والوں کو بلایا اور فرمایا کہ مدینہ اور اسکے اطراف میں جا کر منادی کرو اور یہ اطلاع پہنچا دو کہ جو بھی میرے ساتھ مراسم حج کی ادائگی کے لئے جانا چاہتا ہے وہ تیاری کر لے، یہ اعلان سننے کے بعد مدینہ کے گرد و نواح سے بہت سے لوگ شہرِ مدینہ میں داخل ہونا شروع ہو گئے تاکہ آنحضرت ﷺ اور مہاجرین و انصار کے ساتھ فریضۂ حج کے لئے مکّہ کی طرف سفر کریں جب یہ کاروان مکّہ کی طرف چلا تو بہت سے قبائل کے لوگ راستے میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہوئے اور جب اطراف مکّہ اور دوسرے اسلامی ممالک تک یہ خبر پہنچی تو بہت سے لوگ حج کے لئے آمادہ ہو گئے تاکہ حج کے جزئیات حضرت رسول اکرم ﷺ کی زبانی سن لیں اور یاد کر لیں۔

آنحضرت ﷺ نے یہ بھی اشارہ فرما دیا تھا کہ یہ میری زندگی کا آخری سال ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ مراسم حج میں شرکت کریں، یہی وجہ ہے کہ تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار افراد نے مراسم حج میں شرکت کی جن میں سے اَسّی ہزار افراد وہ تھے جو مدینہ سے آنحضرت ﷺ کے ساتھ سفر میں شامل ہوئے تھے۔

مدینہ سے مکّہ تک :

پیغمبر اکرم ﷺ کے اس عظیم کاروان نے 25 ذیقعدہ بروز ہفتہ مدینہ سے حرکت کی اور آپ ﷺ کے حکم کے مطابق لوگوں نے لباس احرام ساتھ لیا اور خود رسول گرامی اسلام ﷺ نے غسل فرمایا اور دو لباس احرام ساتھ لئے اور احرام باندھنے کے لئے مدینہ کے نزدیک مسجد شجرہ تک آے ٔاہل بیتِ پیغمبر ﷺ (حضرت ِفاطمہ زہرا سلامُ اللہِ علیہا، امامِ حسن ، امامِ حسین) اورآنحضرت ﷺ کی تمام بیویاں اس سفر میں آپ ﷺ کے ساتھ تھیں ۔

احرام باندھنے کے بعد مکّہ کے لئے دس روزہ سفر کا آغاز کیا اور اتوار کے دن صبح ایک جگہ پر قیام فرمایا اور شام تک وہاں ٹھرے نماز مغرب و عشا کے بعد حرکت کی اور مقامِ عِرقُ الظبیۃ پر پہنچے اور اس کے بعد مقامِ رَوحاءَ پر مختصر قیام کیا اور نماز عصر کے وقت مقامِ منصرف پر پہنچے اور نماز مغرب و عشا کیلئے متعشّیٰ پر قیام کیا اور صبح کی نماز مقامِ اثایۃ پر ادا کی اور بروز منگل مقامِ عَرج پر پہنچے اور بروز بدھ مقامِ سقیاءِ پر پہنچے اور بروز جمعرات مقامِ اَبواءِ پر پہنچے کہ وہاں آپ ﷺ کی مادرِ گرامی حضرت آمنہ علَیہا السَلام کی قبرِ مبارک تھی۔

آپ ﷺ نے قبرِ مادرِ گرامی کی زیارت کی اور جمعہ کے دن مقامِ جحفۂ اور غدیرِ خُم کو عبور کرتے ہوے ُبروز ہفتہ مقامِ قُدیَد پر پہنچے اور بروز اتوار مقامِ عُسفان پر اور بروز سوموار مقامِ مَرالظّہران پہنچے اور شام تک وہاں قیام فرمایا اور رات کو مقامِ سَیرَف کی طرف حرکت کی اور اس کے بعد کی منزل مکّۂ معظّمہ تھی دس دن مسافت کے بعد پانچویں ذی الحجہ بروز منگل یہ عظیم کارواں عظمت و جلالت کے ساتھ شہرِ مکّہ میں وارد ہوا ۔

جب سفرِ حج کے لئے اعلان کیا گیا تھا اُن دنوں حضرت علی تبلیغِ اسلام اور خُمس و زکوۃ کی رقم وصول کرنے نجران اور یمن گئے ہوئے تھے آنحضرت ﷺ نے مدینہ سے حرکت کرتے وقت ایک قاصد حضرت امیرُالمؤمنین کے پاس بھیجا اور دستور فرمایا کہ اہالیِ یمن میں سے جو بھی مراسمِ حج میں شرکت کرنا چاہتے ہیں ان کو اپنی ہمراہی میں لے کر آپ مکہ آجائیں، حضرت مَیرُالمؤمنین یہ حکم ملتے ہی بارہ ہزار افراد پر مشتمل کاروان لے کر عازمِ مکہ ہوئے جب آپ ﷺ کا کاروان مکّہ کے نزدیک پہنچا تو حضرت علی بھی یمن سے مکّہ کے نزدیک پہنچے ایک شخص کو اپنا جانشین مقرّر فرمایا اور خود حُضورِ اکرم ﷺ سے ملاقات کی غرض سے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حالاتِ سفر بیان کئے ۔

رسول گرامیِ اسلام ﷺ بہت خوش ہوئے اور حکم دیا کہ کاروانِ یمن کو مکّہ میں داخل کیا جائے حضرت امیرالمؤمنین دوبارہ کاروان کے پاس تشریف لے گئے اور آپ کا قافلہ آنحضرت

ﷺ کے قافلے کے ساتھ پانچویں ذی الحجۃ بروز منگل واردِ مکہ ہوا۔

نویں ذی الحجۃ کو مراسمِ حج کا آغاز ہوا آنحضرت ﷺ نے عرفات اور مشعر کے بعد دسویں ذی الحجۃ کے روز منیٰ میں قربانی اور باقی اعمال کو انجام دیا اور طواف اور سعی کے بعد تمام واجبات اور مستحبَاتِ الٰہی کو لوگوں کے لئے بیان فرمایا اور بارہ ذی الحجہ کو تین دن میں اعمالِ حج تمام ہوے ، مراسمِ حج کے بعد آنحضرت ﷺ پر دستورِ الٰہی یوں نازل ہوا آپ ﷺ کی نبوّت تمام ہونے والی ہے اسمِ اعظم و آثارِ علم اور میراث انبیاء کو حضرت علی ابن ابی طالب کے حوالے کردیں جو سب سے پہلے مؤمن ہیں اور میں زمین کو حجّت خدا سے خالی نہیں رہنے دونگا۔

یادگارِنبیاء ، صحفِ آدم و نوح وبراہیم علیٰ نبِیّنا وَعلَیہِمُ السَّلام ، تورات انجیل ، عصایٔ موسیٰ علیٰ نبِیّنا وَعلَیہِ السّلام انگشتر سلَیمان علیٰ، نبِیّناوعلَیہِ السّلام اور باقی تمام انبیاء علیٰ نبِیّنا وَعلَیہِمُ السَّلام کی میراث جن کے خاتمُ الانبیاء حضرت محمد ﷺ محافظ تھے آنحضرت ﷺ نے حضرت علی کو بلایا اور انبیاء ناسبق کی میراث کو حضرت علی کے سپرد کیاجو آپ کے بعد آنے والے گیارہ ئمہ تک منتقل ہوتی رہی۔

سب لوگ اس بات کے منتظر تھے کہ مراسمِ حج کے بعد آنحضرت ﷺ کچھ مدّت کے لئے مکہ میں قیام فرمائیں گے تا کہ لوگ آپ ﷺ کی زیارت کے لئے آئیں اور اپنے مسائل پوچھیں، لیکن اس کے بر عکس مراسمِ حج تمام ہوتے ہی آپ ﷺ نے اپنے منادی حضرت بلال کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کردیں کہ کل 16 ذی الحجۃ کو تمام لوگ مکّہ کو ترک کرکے مقامِ غدیر کی طرف حرکت کریں اور وقتِ معیّن پر غدیر خُم پر پہنچ جائیں اور جو نہ پہنچے وہ ملعون ہوگا۔

آنحضرت ﷺ کے اس دستور کے مطابق کوئی بھی حاجی مکّہ میں باقی نہ رہا یہاں تک کہ مکّہ کے5ہزار حاجی بھی مکّہ کو ترک کرکے آپ ﷺ کے ہمراہ عازمِ مقامِ غدیر ہوئے، مکّہ سے نکلتے وقت پہلی آبادی بنام سَیرَف پہنچے اور اسکے بعدمَرَالظہران پہنچے اور اسی طرح بالترتیب عُسفان، قُدیداور جحفہ جو کہ غدیر سے نزدیک ترین مقام ہے 18ذی الحجۃ سوموار کے دن ظہر کے وقت مقامِ غدیرِ خُم پہنچے تب آپ ﷺ نے فرمایا!

"أَیُّھاَالنَّاسْ اجِیبُوا دَاعِیَ اللہ انَا رَسُوْلُ اللہ"

اے لوگو! خداوند عالم کی طرف دعوت دینے والے کی دعوت کو قبول کرو، میں اللہ کا پیغام لے کر آیا ہوں۔

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

مقدمۂ مولّف

جس دن سے فرشتۂ وحی غدیر خم میں ولایت کی نورانی آیات لے کرآیا اور مسلمانوں نے حضرت علی کی بیعت کی اور راہِ رسالت ہمیشہ کے لئے زندہ ہو گئ اس وقت سے لے کر آج تک غدیر خم کے متعلق مختلف قسم کے نظریات پیش کئے گئے؛ بعض اسلامی گروہوں نے اصلِ غدیر کو قبول کیا مگر اُس کے ہدف کو تبدیل کر دیا، بہت سی کتابیں خُطبۂحَجَّۃُ الوداع کے نام سے چھاپی گئیں لیکن ولایت و رہبری حضرت علی کی بحث کو حذف کر دیا اور صرف اخلاقیات کو بیان کیا گیا اور یہاں تک کہ فیلمنامۂ محمد رسول اللہ ﷺ میں بھی خطبۂ حجّۃُ الوداع میں تحریف کی گئ اور اس فیلمنامہ میں پیغمبر اکرم ﷺ کے آخری خطبہ کو اخلاقیات کے بیان سے مخصوص کر دیا گیا ۔

انہوں نے پیغامِ غدیر کو صحیح طور پر نہیں پہچانا اور نہ ہی پہچاننا چاہتے ہیں ، اور بعض دوسرے غدیر کو شواہد ، اسناد و مدارک کے ساتھ پہچاننے کے با وجود عذر لے کر آئے اور ہوا وہی جو ہونا چاہیے تھا۔

ماجرائے سقیفہ کے بعد اب کچھ نہیں کیا جا سکتا ، حکومت کی مخالفت کرتے ہوئے اختلافی مسائل کو نہیں چھیڑا جا سکتا، بعض دوسروں نے سکوت اختیار کیا اور بغیر کسی دلیل و مدرک کے سر دران سقیفہ کی حکومت کو تسلیم کر لیا ، اُن میں حقیقت و واقعیّت کو قبول کرنے کی شہامت و جرأت نہ تھی، صرف ایک گروہ ایسا ہے جس نے واقعۂ غدیر کو کما حقّہ، جس طرح پہچاننا چاہیے تھا اس طرح پہچانا اور سینہ بہ سینہ اب تک اپنی آئندہ نسلوں کو مُنتقل کیا اور وہگروہ کوئ نہیں سوائے حضرت علی ابن ابی طالب کے شیعوں کے کہ جنہوں نے اپنا آئین زندگی ، دین ومذہب اور عقائد، غدیر سے لئے ہیں غدیر شیعوں کا کُل عقیدہ ہے ، غدیر کی بات ان کی روحوں کو جلا بخشتی ہے ، شیعوں کی شادابی کا نام غدیر ہے ، کیوں کہ اِن کی سرشت اور انکے وجود کے خمیر کی سرشت عترت کی باقی ماندہ مٹّی سے بنی ہے۔

"خُلِقُوْامِنْ فَاضِلِ طِينَتِنَا "کہ یہ لوگ انکی خوشی میں خوشی مناتے ہیں اور انکے غم میں غمناک ہوتے ہیں۔ "يُفَرَ حُوْ نَ بِفَرَحِنَا وَ يَحْزُنُوْنَ بِحُزْنِنَا"جس دن سے دستِ مبارک حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے غدیر کے اعلیٰ مقام پر دستِ حضرتِ ولی اللہ کو پکڑا اور بلند کیا ، اور خدا کا پیغام لوگوں تک پہنچایا اب تک بہت سے قصیدے کہے گئے ٗبہت سی کہانیاں لکھی گئیں ، اوراعتقادی اور کلامی کتابیں لکھی گئیں تا کہ جہاں تک ہو سکے اس زندہ و جاوید واقعہ کو ہمیشہ زندہ رکھا جا سکے، اور اس بہتے ہوئے دریا سے بعد میں آنے والی نسلوں کو سیراب کیا جا سکے۔

لمحۂ فکریہ:

جو چیز انسان کو مطالعات اور ریڈیو، ٹیلی ویژن، مسجد و ممبر، عیدِ غدیر کی مناسبت سے برپا ہونے والی محافل جشن میں غدیر جیسے بے مثل واقعہ کے بارے میں سننے کے بعد بھی بے قرار رکھتی ہے وہ بے توجّہی اور دقّت کا فقدان ہے، اور انتہائی افسوس کیساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہی سطحی سوچ کی تاریکی ہے جس نے ابھی تک غدیر خم کو اپنے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں چھپا رکھا ہے۔

بہت سے قصیدے، محافل جشن، کتابیں، تقاریر ایسی ہیں کہ جن میں غدیر کا کما حقہ، حق ادا نہیں ہوتا اور آہستہ آہستہ بعض لوگوں کے لئے صرف ایک راسخ عقیدہ کی حیثیت سے رہ گیا ہے کہ روز غدیر اعلانِ ولایت کا دن ہے، " حضرت امیرُ المومنین کی امامت اور وصایت پہنچانے کا دن ہے، اور یہ سخن حق ہے کہ جو عاشقان ولایت کی زبان، قلم وفکراورذوق سے صادر ہوتا ہے، لیکن صرف یہی حق نہیں ہے، بلکہ حقیقت اور واقعیّت کا صرف ایک گوشہ ہے، سکّہ کا ایک رُخ ہے، کیونکر سطحی سوچ کے ساتھ فیصلہ کیا جائے، کہا جائے اور لکھا جائے؟

جبکہ ہمارا دشمن غدیر کی حقیقت کو چھپانے کی سر توڑ کوشش کر رہا ہے؛ ہزاروں حیلے اور بہانے تلاش کرتا ہے کہ کسی طرح غدیر خم کی حقیقت کو اجاگر نہ ہونے دیا جائے اور اس تاریخی حقیقت کو پس پردہ ڈالا جائے، ایسا کیوں ہے کہ ہمارے مقرّرین غدیر کے عمیق اور گہرے مطالب کو بیان نہیں کرتے؟ ایسا کیوں ہے کہ ہمارے مصنِّفین غدیر خم کی اصل حقیقت کو نہیں لکھتے؟

بعض لا علمی کی وجہ سے اپنے خطاب، اشعار اور مرثیوں میں غدیر کے دن کو صرف اعلان ولایت کے ساتھ مخصوص کر دیتے ہیں لیکن افسوس کہ بعض جان بوجھ کر غدیر کے دن کو اعلان ولایت کا دن کہتے ہیں، اور لوگوں نے بھی اس بات پر یقین کر لیا؛ کیوں کہ ہمارے مسلمان اپنے روحانی پیشواؤں کی اطاعت کرتے اور اپنے عقائد اُن ہی سے لیتے ہیں، بار بار یہ سُننے کے بعد یقین کر لیا ہے کہ روز غدیر صرف اور صرف پیغامِ ولایت پہنچانے کا دن ہے۔

واقعۂ غدیر میں تحقیق کی ضرورت:

کیا رسول گرامی اسلام ﷺ نے آغاز بعثت کے وقت حضرت امیرُالمومنین کی ولایت کا پیغام نہیں پہنچایا۔

کیا بارہا وبارہا مدینہ کے ممبر سے امام علیؑ اور انکے گیارہ بیٹوں کی ولایت کو لوگوں کے کانوں تک نہیں پہنچایا؟ کیا امام علی اور انکے بعد آنے والے اماموں کے نام آسمانی کتابوں جیسے توریت، انجیل اور زبور میں نہیں آئے؟

کیا جنگ خیبر، اُحد اور تبوک کے زمانے میں رسول گرامی اسلام ﷺ کی متعدّد احادیث اس وقت کے تمام اسلامی ممالک میں نہیںپہنچیں تھیں جبکہ امام علی (کا تعارف اپنے) بعد"ولی" اور "وصی"کی حیثیت سے کروایا؟اورحدیث منزلت " أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هارُوْنَ مِنْ مُوْسی" کیا واقعۂ غدیر سے پہلے بیان نہیں کی گئ؟

اگر رسول گرامی اسلام ﷺ نے واقعۂ غدیر سے پہلے اپنی بہت سی تقاریر، احادیث اور روایات کے ذریعے امامِ علی کی ولایت کا اعلان فرمادیا ہے،تو پھر یہ اعلان غدیر سے پہلے ہو چکا تھا، اب دیکھنا یہ ہے کہ غدیر میں کونسی حقیقت آشکار ہوئی اور بیان کی گئی ؟ وہ کونسا ایسا اہم وظیفہ تھا کہ جسے رسول خدا ﷺ نے انجام دیا ؟اور منافقین اور کُفّار کو حسد اور کینہ کس بات پر تھا؟غدیر کے دن ایسا کیا ہوا کہ اُن سے تحمُّل نہ ہو سکا اور رسول ﷺ کے قتل کے درپے ہو گئے؟

اگر مسئلہ صرف " اعلان ولایت"کا ہوتا تو اتنے تلخ سیاسی واقعات رونما نہ ہوتے، کیوں کہ مدینہ میں کئ بار حضرت علی کی ولایت کا اعلان سن چکے تھے اور اکوئی عتراض نہ کیا !کیونکہ انھیں تو صرف اس زمانے کا انتظار تھا کہ جب رسول گرامی اسلام ﷺ درمیان نہ ہوں، غدیر میں ایسا کیا ہوا کہ عاشقانِ ولایت خوش ہوے اور منافقین نا اُمید ہو گئے؟اور اپنی تمام شیطانی اُمیدوں کو برباد ہوتا ہوا دیکھ رہے تھے یہاں تک کہ تلواریں لے کر تاریکی شب سے فائدہ اُٹھاتے ہوے رسول اکرم ﷺ کے راستے میں بیٹھ گے ؟ لیکن خدا کو یہ ہرگز منظور نہ تھا کہ ان کے یہ ناپاک ارادے پورے ہوں(اور پیغمبر گرامی اسلام ﷺ محفوظ رہے)اس میں شک نہیں کہ ظاہر آیۃِ (بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ لَيْکَ) ابلاغِ ولایت سمجھاتی ہے ،مگر دیکھنا یہ ہے کہ (مَا أُنْزِلَ) کیا ہے؟

اسلامی جمہوریۂ ایران کے تبلیغاتی ادارے اور گروہ صحافت سے مجھے امید یہ ہے کہ وہ غدیر کے بارے میں تحقیقی اور شائستہ نظر سے سوچیں گے، اور وہ یہ ہے کہ غدیر روزِ تحقق ہے بارہ اماموں کی ولایت کا (حضرت امیرُالمومنین سے لیکر حضرت مہدی تک) کہ جس کا ظاہری طور پر اعلان بھی کیا گیا اور حضرت رسولِ خدا نے بیعت بھی لی، دنیا بھر کے اسلامی ممالک سے آئے ہوئے تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار (120 000) حاجیوں نے آپکی بیعت کی اور یہ تاریخ ساز اور اہم واقعہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے اوراق تاریخ پر ثبت ہوگیا۔

اس حقیقت کے تاریخ میں ثبت ہونے کے ساتھ، غدیر کے موضوع پر قصیدہ گوئی (کہ جس کا آغاز حضور ﷺ کے زمانے میں ہی ہوگیا تھا) اور مہاجرین و انصار میں سے ہزاروں سچے گواہوں کی گواہی کی وجہ سے وہ منافقین جو موقع کی تلاش میں تھے تحمُّل نہ کر سکے یہاں تک کہ حملہ آور ہوگئے ان کے بدنما چہروں سے نقابیں ہٹ گئیں اور تاریخ کے اوراق میں ہمیشہ کے لیئے وہ ذلیل و رسوا ہو گئے۔

اس کتاب کی تحریر کا ہدف یہ ہے کہ ہمارے اسلامی ملک میں جہاں بھی غدیر کے بارے میں کچھ لکھا جائے یا کہا جائے بات تحقیقی اور مناسب ہو کہ غدیر کا دن حضرت علی کے ساتھ لوگوں کی عمومی بیعت کا دن ہے روز غدیر حضرت علیؑ سے لے کر حضرت مہدی تک بارہ ائمہ (ع) کی اثبات ولایت اور تحقق امامت کا دن ہے۔

قُم مؤسّسۂ تحقیقاتی امیرُالمومنین

مُحمّد دشتی

پہلی فصل

کیا واقعۂ غدیر صرف اعلانِ دوستی کے لئے تھا؟

پہلی بحث : دوستانہ نظریات

دوسری بحث: حقیقتِ تاریخ کا جواب

تیسری بحث : رسولِ اکرم ﷺ اور علی کی دوستی

چوتھی بحث : خطبۂ حجۃ الوداع پر ایک نظر

علماء اہل سنّت نے روزِ غدیر سے لے کر آج تک اس موضوع پر مختلف قسم کے نظریات کا اظہار کیا ہے، بعض نے خاموشی اختیار کی تاکہ اس خاموشی کے ذریعے اس عظیم واقعہ کو بھول اور فراموشی کی وادی ینڈھکیل دیا جائے، اور یہ حسین یاد لوگوں کے ذ ہنوں سے محو ہو جائے، لیکن ایسا نہ ہو سکا، بلکہ سینکڑوں عرب شاعروں کے اشعار کی روشنی میں جگمگاتا گیا جیسے عرب کا مشہور شاعر فرزدق رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں موجود تھا۔

اس نے اپنی فنکارانہ شاعری میں نظم کرکے اس عظیم واقعہ کو دنیا والوں تک پہنچا دیا، اور بعض نے حکّامِ وقت کی مدد سے سقیفہ سے اب تک تذکرہ غدیر پر پابندی لگا دی اس کو جرم شمار کیا جانے لگا! کوڑوں، زندان اور قتلِ عام کے ذریعے چاہا کہ اس واقعہ کو لوگ فراموش کرڈالیں۔ لیکن اپنی تمام تر کوششوں کی باوجود ناکام رہے، ولایت کے متوالوں پر ظلم ڈھایا گیا انھیں قتل کیا گیا ،تازیانوں کی زد پر رکھا گیا، جتنا راہ غدیر کو خونی بنایا گیا اُتنا ہی مقامِ غدیر اُجاگر ہوتا گیا اور آخرکار ان کا خون رنگ لایا اور شفق کی سرخی کے مانند جاوید ہو گیا۔

حضرت فاطمہ زہرا سلامُ اللہِ علَیہا کی ہمیشہ یہ کوشش رہی بحث و مباحثہ اور مناظرات کے دوران غدیر کے موضوع پر بات کریں، خود حضرت علی نے غدیر کی حساس سیاسی تبدیلیونسے، متعلق گفتگو کی اور میدان غدیر میں حاضر چشم دید گواہوں سے غدیر کے واقعہ کا اعتراف لیا، اور دوسرے ائمۂ معصومین اور ولایت کے جانثاروننے اس دن سے لے کر آج تک ہمیشہ غدیرِ خُم کو اُجاگر کیا، اور پیامِ غدیر کو آئندہ نسلوں تک پہنچایا اب کوئی غدیر میں شک و تردد کا شکار نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اس کو جھٹلا سکتا ہے۔

1 ۔ دوستانہ نظریات

بعض اہل سنت مصنِّفین جو اس بات کو سمجھتے تھے کہ واقعۂ غدیر سورج کی طرح روشن و منوّر ہے اور جس طرح سورج کو چراغ نہیں دکھایا جاسکتا اُسی طرح اس کا انکار بھی ممکن نہیں ہے اور اگر اِس کو نئے رنگ میں پیش نہیں کیا گیا تو غدیر کی حقیقت بہت سے جوانوں اور حق کے متلاشیوں کو ولایتِ علی کے نور کی طرف لے جائے گی ،تو وہ حیلہ اور مکر سے کام لینے لگے اور حقیقت غدیر میں تحریف کرنے لگے ، اور کہا کہ ! ہاں واقعۂ غدیر صحیح ہے اور اس کا انکار ممکن نہیں ہے لیکن اس دن رسولِ خدا ﷺ کا مقصد یہ تھا کہ اس بات کا اعلان کریں کہ (علی کو دوست رکھتے ہیں) اور یہ جو آپ ﷺ نے فرمایا: مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیّ مَوْلَاہُ آپ ﷺ کا مقصد یہ بتانا تھا کہ (جو بھی مُجھے دوست رکھتا ہے ضروری ہے کہ علی کو بھی دوست رکھے)۔

اور یہیں سے وہ الفاظ کی ادبی بحث میں داخل ہوئے لفظِ " ولی " اور " مولیٰ " کا ایک معنیٰ (دوستی) اور (دوست رکھنے) کے ہیں لہذا غدیر کا دن اس لئے نہیں تھا کہ اسلامی دنیا کی امامت اور رہبری کا تذکرہ کیا جائے بلکہ روزِ غدیر علی کی دوستی کے اعلان کا دن تھا۔

اُنہوں نے اس طرح پیغامِ غدیر میں تحریف کر کے بظاہر دوستانہ نظریات کے ذریعہ یہ کوشش کی کہ اہلسُنّت جوانوں اور اذہانِ عمومی کو پیغامِ غدیر سے منحرف کیا جائے ،چنانچہ اپنی کتابوں میں اس طرح بیان کیا کہ اہلِسُنّت مدارس کے طالبِ علموں اور عام لوگوں نے اس بات پر یقین کر لیا کہ روزِ غدیر علی کی دوستی کے اعلان کا دن ہے ، پس کوئی غدیر کا انکار نہیں کرتا اور رسولِ خدا ﷺ نے اُس دن تقریر کی لیکن صرف علی کی اپنے ساتھ دوستی کا اعلان کیا اور اس بات کی تاکید کی کہ مسلمان بھی حضرت علی کو دوست رکھیں۔

2 ۔ حقیقتِ تاریخ کا جواب:

واقعۂ غدیرکی صحیح تحقیق کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ غدیر خم صرف اعلان دوستی کا نام نہیں ہے بلکہ اس کی حقیقت کچھ اور ہے۔

1۔ واقعۂ روزِ غدیر کی تحقیق:

حقیقتِ غدیر تک پہنچنے کے لئے ایک راستہ یہ ہے کہ غدیر کی تاریخی حقیقت اور واقعیت میںتحقیق کی جائے ، حجۃالوداع رسولِ گرامیِ اسلام ﷺ کا آخری سفرِ حج ہے اس خبر کے پاتے ہی مختلف اسلامی ممالک سے جوق در جوق مسلمان آپ ﷺ کی خدمت میں آئے اور بے مثال و کم نظیر تعداد کے ساتھ فرائض حج کو انجام دیا اور اسکے بعد سارے مسلمان شہرِ مکّہ سے خارج ہوئے اور غدیر خُم پر پہنچے کہ جہاں سے اُنہیں اپنے اپنے شہر و دیار کی طرف کوچ کرنا تھا۔

اہلِ عراق کو عراق کی طرف ، اہلِ شام کو شام کی طرف ،بعض کو مشرق کی سمت اور بعض کو مغرب کی سمت ، ایک تعداد کو مدینہ ، اور اسی طرح مختلف گروہوں کو اپنے اپنے قبیلوں اور دیہاتوں کی طرف لَوٹنا تھا،رسولِ خدا ﷺ ایسے مقام کا انتخاب کرتے اور توقّف کرتے ہیں شدید گرمی کا عالم ہے ، سائبان اور گرمی سے بچنے کے دوسرے وسائل موجود نہیں ہیں اور عورتوں اور مردوں پر مشتمل ایک لاکھ بیس ہزار (120،000)حاجیوں کی اتنی بڑی تعداد کو ٹھہرنے کا حکم دیتے ہیں یہاںتک کہ[1] پیچھے رہ جانے والوں کا انتظار کیاجائے ،آگے چلے جانے والوں کو واپس بلایا جائے اور پھر آپ ﷺ نے اُونٹوں کے کجا ووںاور مختلف وسائل سے ایک اُونچی جگہ بنانے کا حکم دیا تاکہ سب لوگ آپ ﷺ کو آسانی سے دیکھ سکیں، اور اسلامی ممالک سے آئے ہوئے حاجیوں کے جمع ہونے تک انتظار کیا گیا، گرمی کی شدّت سے پسینے میں شرابور لوگ صرف اس لئے جمع ہوئے تھے کہ پیغمبر اکرم ﷺ کا پیغام غور سے سنیں اور آپ ﷺ یہ فرمائیں!

---

(1) واقعۂ غدیر کی خصوصیات میں سے ایک خصوصیت حاجیوں کا جمع غفیر تھا جوکہ مختلف اسلامی ممالک سے آئے ہوئے تھے جنکی تعداد مؤرّخین نے نوے ہزار (90،000) سے ایک لاکھ بیس ہزار (120،000)تک نقل کی ہے اورحج کی ادائگی کے بعد اپنے اپنے وطن لَوٹتے ہوئے 18 ذی الحجہ کے دن خدا کے حکم سے سرزمینِ غدیر خُم پر جمع ہوئے اور جنھوں نے رسولِ خدا ﷺ کے پیام کو سُننے کے بعد حضرت علی کی بیعت کی،غدیر کے دن لوگوں کی اس عام بیعت کا اعتراف بہت سارے مؤرِّخین نے کیا ہے ۔جو مندرجہ ذیل ہیں!

1 ۔ سیرۂ حلبی ، ج 3 ص 283 : حلبی :

2 ۔ سیرۂ نبوی ، ج 3 ص 3 : زینی دحلان

3 ۔ تاریخُ الخُلَفاء ، ج 4 : سیوطی (متوفٰی 911 ہجری)

4 ۔ تذکرۃُخواص الاُمّۃ، ص 18 : ابنِ جَوزی(متوفٰی 654 ہجری)

5 ۔ احتجاج ، ج 1 ص 66 : طبرسی (متوفٰی 588 ہجری)

6 ۔ تفسیرِ عیاشی ، ج 1 ص 332/329 حدیث 154 : ثمر قندی

7 ۔ بحارُ الانوار ، ج 37 ص 138 حدیث 30 : علاّمہ مجلسی

8۔ اثباث الہُداۃ ، ج 3 حُرِعاملی ص 543 / 544 حدیث 593/591/590 :

9 ۔ تفسیرِ برہان ، ج 1 ص 485 حدیث 2 ، ص 489 حدیث 6 :بحرانی

10 ۔ حبیبُ السِّیر ، ج 1 ص 441/412/404/375/297 : خواند میر

"اے لوگو !میں علی کو دوست رکھتا ہوں"

پھر آپ ﷺ کی لوگوں سے بار بارتاکید کی کہ آج کے اس واقعہ کو اپنی اَولادوں، آئندہ آنے والی نسلوںؔاور اپنے شہرودیار کے لوگوں تک پہنچادیں۔

یہ اہم واقعہ کیا ہے؟

کیا صرف یہ ہے کہ آپ ﷺ یہ فرمائیں ! میں علی کو دوست رکھتا ہوں ؟

کیا ایسی حرکت کسی عام شخص سے قابلِ قبول ہے ؟

کیا ایسی حرکت بیہودہ ، اذیّت ناک اور قابل مذمّت نہیں ہے ؟

پھر کسی نے اعتراض کیوں نہیں کیا؟

کیا مسلمان یہ نہیں جانتے تھے کہ پیغمبراکرم ﷺ حضرت علی کو دوست رکھتے ہیں ؟کیا علی ایسے صف شکن مجاہد کی محبّت پہلے سے مسلمانوں کے دلوں میں نہیں بسی ہوئی تھی؟

2۔فرشتہ وحی کا بار بار نزول:

اگر غدیر کا دن صرف دوستی کے اعلان کے لئے تھا تو ایسا کیونہؔوا کہ جبرئیل امین جیسا عظیم فرشتہ تین بار آپ ﷺ پر نازل ہو اورپیغامِ الٰہی سے آپ ﷺ کو آگاہ کرے؟! جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے خود ارشاد فرمایا!۔

"إنَّ جِبْرَئِیْلَ هَبَطَ اِلَیَّ مِرٰاراً ثَلاثاً یَاْ مُرُنِیْ عَنِ السَّلاٰمِ رَبِّیْ وَهُوَالسَّلاٰمُ انْ قُوْمَ فِی هٰذا الْمَشْهَدِ، فُعْلِمَ کُلَّ بْیاَضٍ وَ سْوَدٍ اَنَّ عَلِیَّ ابْنَ اَبِیْ طَالِبٍ اخِیْ وَ وَصِیِیّ وَ خَلِیفَتِی عَلٰی اُمَّتِیْ وَ الْاِمٰامُ مِنْ بَعْدِیْ اَلَّذِی مَحَلَّه مِنِّیْ مَحَلُ هٰارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّا انَّه لاَ نَبِیَّ بَعْدِیْ وَ هُوَ وَلِیُّکُمْ بَعْدَ اللهِ وَرَسُوْلِه وَ قَدْ اَنْزَلَ اللهُ تَبٰارَکَ وَ تَعٰالٰی عَلَیَّ

بِذٰ لِکَ آیَۃً مِنْ کِتٰابِہ!"

(اِنَّمٰاوَلِیُّکُمُ اللہ ُوَرَسُوْلُہُ وَالَّذِیْنَ آمَنُوْاالَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْ تُوْن الزَّکٰوۃَ وَ ھُمْ رٰاکِعُوْنَ)[1]

وَعَلِیُّ بْنَ اَبِیْطالِبٍ اَلَّذِیْ اقٰامَ الصَّلٰوۃَوَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَھُوَرٰاکِع یُرِیْد اللہَ عزَّ وَجَلَّ فِیْ کُلّ حٰالٍ[2]

جبرائیل تین بار وحی لے کرمجھ پرنازل ہوئے اور درود و سلام کے بعد فرمایا کہ یہ مقام غدیر ہے یہاں قیام فرمائیں اورہر سیاہ و سفید، یہ بات جان لے کہ حضرت علی میرے بعدآپ کے وصی خلیفہ اورتمہارے پیشوا ہیں، انکا مقام میری نسبت ایسا ہی ہے جیسا مقام ہارون کا موسٰی کی نسبت تھا، بس فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گاعلی خدا اور رسول ﷺ کے بعد تمہارے رہنما ہیں خدا وندِ صاحب عزّت و جلال نے اپنی پاک وبابرکت کتاب قرآنِ مجید میں اس مسئلہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ آیت نازل فرمائی۔ اس کے سوا کچھ نہیں کہ تمہارے ولی اور سرپرست خدا، رسول ﷺ اوروہ لوگ ہیں جو ایمان لائیں ،نماز بپا کریں اور حالتِ رکوع میں زکٰوۃ ادا کریں یہ بات تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ علی نے نماز بپا کی اور حالتِ رکوع میں زکٰوۃ ادا کی اور ہر حال میں مرضیِ خدا کے طلبگار رہے۔

---

(1)مائدہ، 5/ 55

(2) حجۃالوداع کے موقع پر آپ ﷺ کا خطبہ (کتاب احتجاج طبرسی، ج 1، ص66)

خطبہ کے مدارک و اسناد:

(1) ۔ احتجاج، ج 1، ص 66: طبرسی (2)۔ اقبال الاعمال، ص455: ابن طاؤوس (3)۔ کتاب الیقین، باب127: ابن طاؤوس

(4) التحصین، باب29: ابن طاؤوس (5)۔روضۃالواعظین، ص89: فتال نیشابوری (6)۔ البرہان، ج1 ص433: بحرانی

(7)۔ اثباث الہداۃ، ج3 ص2: عاملی(8)۔ بحارُالانوار، ج37ص 201: بحرانی(9)۔ کشف المہم، ص 51: بحرانی

(10)۔تفسیرِ صافی، ج2، ص539: فیض کاشانی

3۔ پیغمبر اکرم ﷺ کی پریشانی:

اگر غدیر کا مقصد صرف علی کی دوستی کا پیغام پہنچانا تھا تو اس پیغامِ الٰہی کے پہنچا دینے میں آپ ﷺ کی پریشانی کا کیا سبب ہے؟آپ ﷺ نے تین بار پس و پیش کیوں کی؟ اور جبرَئیل کا مسلسل اصرار کرنا اور اس آیت کا پڑھنا کہ (یٰا اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مٰا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَبِّکْ وَاِنْ لَمْ تَفْعَل فَمٰا بَلَّغْتَ رِسٰالَتَہُ)[1]

(اے پیغمبر ﷺ !جو حکم خدا کی طرف سے آپ پر نازل کیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچا دیں اگر آج آپنے یہ کام انجام نہیں دیا تو گویا آپنے اپنی رسالت کو ادھورا چھوڑ دیا ۔[2]

---

(1) مائدہ 67/5

(2)بہت سارے مسلمان عُلماء نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ! یہ آیۂ مبارکہ غدیر کے دن حضرت ِعلی کی ولایت کے اعلان کے لئے نازل ہوئی۔

1۔ الولایۃ فی طرق حدیث الغدیر : طبری 2۔ ما نزل القرآن فی امیر المؤمنین : ابو بکر فارسی 3۔ ما نزل القرآن فی علی : ابو نعیم 4۔ الدرایۃ فی حدیث الولایۃ : سجستانی

5۔ الخصائص العلویۃ: نطنزی 6۔ تفسیر شاہی : محبوب العالم 7۔ ارجح المطالب ، ص 67/68/203/ 566 : امر تسری 8۔ اسباب النزول ، ص 135 : واحدی

9۔ تاریخ دمشق ، ج 2 ، ص 85 : ابن عساکر 10۔ فتح القدیر ، ج 3 ، ص 57 : شوکانی 11۔ مفاتیحُ الغیب ، ج 12 : فخر رازی 12۔ تفسیر المنار ، ج 6 ، ص 463 : رشید رضا

13۔ حبیبُ السِّیر، ج 2 ،ص 12 : خواند میر 14۔ الدرّ المنثور ، ج 2 ص 298 : سیوطی 15۔ شواھد التنزیل ، ج 1، ص 187 / 192 : حسکانی 16۔ فرائد السّمطین : حموینی

17۔ فصول المہمۃ، ص ، 23 /74 : ابن صبّاغ 18۔ مطالب السؤول : ابن طلحہ 19۔ ینا بیع المودۃ: ص ،120 قندوزی 20 ۔ روح المعانی : ج 2 ص، 348 آلوسی

21۔ عمدۃ القاری ، ج 8 ، ص584: عینی 22۔ غرایب القرآن ، ج 6، ص 170 : نیشابوری 23 ۔: مودۃ القربی : ھمدانی

یہ اتنا بڑا اور اہم کام کیا تھا؟ حضرت علی کی دوستی کا پیغام تو کوئی اتنا بڑا کام نہیں تھا ! اور یہ کام کسی خاص خطرہ کا حامل بھی نہیں تھا کہ رسول خدا ﷺ کو اتنا پریشان کرتا یہاں تک کہ 3 بار حضرت جبرئیل نازل ہوں اور آپ ﷺ اس کام کو انجام دینے سے عذر خواہی کریں ، اس بات کا اظہار خود آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس دن کے خطبہ میں کیا !

وَسَاَلْتُ جِبْرَئِیْل ا َنْ یَسْتَعْفِیَ الیَ السَّلٰامَ عَنْ تَبْلِیْغِ ذٰلِکَ اِلَیْکُمْ؛ اَیُّهَاالنّٰاسُ؛ لِعِلْمِیْ بِقِلَّةِ الْمُتَّقِیْنَ وَکَثْرَةِالْمُنٰافِقِیْنَ ، وَاِدْغٰالَ الا ثْمِیْنَ وَحِیَلِ الْمُسْتَهْزِئِیْنِ بِالاِسْلٰامِ اَلَّذِیْنَ وَصَفَهُم اللہ فِیْ کِتٰابِه:(بِاَنَّهُمْ یَقُوْ لُوْنَ بِاَلْسِنَتِهِمْ مٰالَیْسَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ وَیَحْسَبُوْنَه هَیِّناً وَ هُوَ عِنْدَاللہ عَظِیْم)[1]

وَکَثْرَ ةِ اذٰا هُمْ لِیْ غَیْرَ مَرَّةٍ ، حَتّیٰ سَمُّوْنِی اُ ذُناً، وَزَعَمُوْاَنِّیْ کَذٰلِک لِکَثْرَةِ مُلٰازِمَتِه ا یّٰای، وَاِقْبٰالِیْ عَلَیْهِ، وَهَوٰاهُ وَقَبُوْلِه حَتّیٰ اَ نْزَلَ اللہُ عَزَّ وجَلَّ فِیْ ذٰلِکَ قُرْآناً

(وَمِنْهُمُ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ النَّبِیَّ وَیَقُوْلُوْنَ هُوَاُذُ ن قُلْ اذُن خَیْرٍلَکُم)[2]

وَلَوْ شِئْتُ اَنْ سَمّیَ القٰائِلِیْنَ بِذٰلِکَ بِاَسْمٰائِهِمْ لَسَمَّیْتُ، وَاِنْ وْمَیءَ لَیْهِمْ بِاَعْیٰانِهِمْ لاَوْمَتُ،وَاَنْ دُلَّ عَلَیْهِمْ لَدَلَلْتُ،وَلٰکِنِّیْ وَاللہِ فِیْ مُوْرِهِمْ قَدْ تَکَرَّمْتُ۔

میں نے جبرَئیل سے درخواست کی کہ مجھے علی کی ولایت کے اعلان سے معاف رکھے کیونکہ اے لوگو !میں اس بات سے بخوبی واقف ہوں کہ ،پرہیزگار بہت کم اور منافقوں کی تعداد

---

(1)نور،15/24

(2)توبہ / 61

بہت زیادہ ہے ، مکّار گنہگار اور اسلام کا مذاق اڑانے والے موجود ہیں وہ لوگ کہ جن کے بارے میںخدا وندِعالم نے اپنی کتاب میں فرمایا: (وہ لوگ اپنی زبانوں سے ایسی باتیں کہتے ہیں کہ جن پر دل میں یقین نہیں رکھتے اور انکا خیال یہ ہے کہ یہ آسان اور بہت سادہ سی بات ہے جبکہ منافقت خدا کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہے)

ان منافقوں نے بارہا مجھے تکلیف پہنچائی یہاں تک کہ مجھ پر تہمتیں لگائیں اور کہا کہ (پیغمبر ﷺ معاذاللہ دوسروں کے کہنے پر عمل کرتے ہیں اور اس میں انکا اپنا کوئی ارادہ شامل نہیں ہوتا) کیونکہ! میں ہمیشہ علی کے ساتھ تھا اور وہ زیادہ تر میری توجہ کے مرکز تھے لہٰذا منافقین حسد کی وجہ سے اس بات کو تحمل نہ کرسکے یہاں تک کہ خداوندِ بزرگ و برتر نے ایک آیت نازل کی جسکے ذریعہ اُنکی ان بیہودہ باتوںکا مُنہ توڑ جواب دیا فرمایا کہ:(بعض منافقین ، پیغمبر ﷺ کو تکلیف پہنچاتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ سراپا گوش ہیں، اے رسول کہدو کہ پیغمبر اچھی باتیںسننے والا ہے یہی تمہارے لئے بہتر ی ہے) اگر ابھی چاہوں تو منافقوں کونام اور پتے کے ساتھ پہچنوا دوں، یا انکی طرف انگلی کا اشارہ کردوںیا لوگوں کو انکو پہچاننے کے لئے راہنمائی کردوںتوجو چاہوں کر سکتا ہوںلیکن خدا کی قسم میں ان کیلئے کریم ہوں اور بزرگواری سے کام لیتا ہوں[1]

اگر اُس دن پیغمبر ﷺ حضرت علی کی دوستی کا پیغام نہ پہنچاتے تو آپ ﷺ کی رسالت پر کیا حرف آتا ؟ یہ کام ایسا کونسا کام ہے کہ اگر پیغمبر گرامی ﷺ انجام نہ دیں تو انکی رسالت نامکمّل رہ جائے گی؟ اور پھر فرشتۂ وحی آنحضرت ﷺ کی تسلّی کے لئے پیغام الٰہی لے کر آئے کہ (وَاللہ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ)[2]

1۔ یہ آنحضرت ﷺ کے حجۃالوداع کے موقع پر معروف خطبہ کا کچھ حصّہ ہے مکمّل خطبہ اس کتاب کے آخر میں اسناد و مدارک کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے رجوع فرمائیں:

(2)مائدہ 67/5

(خدا آپ ﷺ کو انسانوں کے شر سے محفوظ رکھے گا)

وہ رسول جن پر آغاز بعثت سے لے کر حجۃ الوداع تک کبھی بھی خوف غالب نہیں آیا ، ہمیشہ میدان جنگ میں موجود رہے[1] کارِ رسالت کے مشکل اور کٹھن راستے میں آپ ﷺ کے قدم کبھی متزلزل نہیں ہوئے اب آپ ﷺ کو کیا بات پریشان کئے ہوئے ہے ؟

آپ ﷺ کو کونسا کام انجام دینا ہے کہ جسکے انجام دینے میں آپ ﷺ دشمن کے مخالفانہ پروپیگنڈے، منکروں کے انکار ،کافروں کے کفر اور منافقوں کے نفاق سے خوفزدہ ہیںاور تین بار جبرَئیل سے اس کام کو انجام نہ دینے کی درخواست کرتے ہیں ؟

پیغمبر ﷺ تو کبھی خوف میں بتلا نہیں ہوتے تھے ، اور وحیِ الٰہی کے پہنچانے میں ایک لحظہ پس وپیش سے کام نہیں لیتے تھے، حقیقت میں پیغمبر ﷺ ُمت کے بکھر جانے سے خوفزدہ تھے،رسولِ اکرم ﷺ کوداخلی اختلاف اور جھگڑوں کا ڈر تھاکہ کہیں لوگ آپ ﷺ کے مقابلہ میںنکھڑے نہ

---

1 ۔آنحضرت ﷺ کی شجاعت اور خط شکنی کے سلسلے میں امیرالمؤمنین نے فرمایا:

(کُنَّا ذَا اُحْمَرَّالْبَاْسُ اُتَّقَیْنَا بِرَسُوْلِ اللہ صلی‌اللہ‌علیہ‌وآلہ‌وسلم ،فَلَمْ یَکُنْ حَد مِنَّااَقْرَبَ لَیٰ الْعَدُوِمِنْہُ)

(جب بھی شعلۂ‌جنگ بھڑکتا ہم رسولخدا ﷺ کی پناہ میں چلے جاتے تھے کیونکہ ایسے نازک وقت میں ہم لوگوںمیں سب سے زیادہ رسولخدا ﷺ دشمن کے نزدیک ہوتے تھے ۔)

1۔کشف الغمۃ: مرحوم اربلی(متوفیٰ 689ھ)

2۔غریب الحدیث ، ج2 ص185 : ابن سلام (متوفیٰ 223ھ)

3۔کتاب النہایۃ، ج1 ص 89 ، 439 : ابن اثیر (متوفیٰ 630ھ)

4۔تاریخ طبری ، ج2 ص135 : طبری (متوفیٰ 310ھ)

5۔بحار الانوار ، ج5 ص 220 : مرحوم مجلسی (متوفی1110ھ)

6۔بحار الانوار ، ج16ص 117، 232، 340 : مرحوم مجلسی (متوفی1110ھ)

ہوجائیں اور آپ ﷺ کی کہیں موجودگی میں امّت کے درمیان خونریزی شروع نہ ہو جائے، احترام جاتا رہے، جو کچھ جہاد کی قربانیوںاور شہادتوں سے حاصل ہوا تھا بھلا دیا جائے آیا یہ سب کچھ حضرت علی سے دوستی کے اعلان کی وجہ سے تھا ؟ پیغمبر اکرم ﷺ نے ماضی میں آغاز بعثت سے لے کر غدیر کے موقع تک بارہا و بارہا فرمایا تھا کہ میں علی کو دوست رکھتا ہوں ۔

یہ تو کوئی اتنا اہم مسئلہ نہیں تھا کہ امّت مسلمہ کی صفوں میں تزلزل اور دراڑ کا باعث ہو دوستی کا اعلان کوئی خاص اہمیت کا حامل مسئلہ نہ تھا کہ صاحب عزّت و جلال خدا اپنے پیغمبر اکرم ﷺ کو اطمینان دلائے اور کہے کہ (وَ اللهُ يَعصِمُکَ مِنَ النَّاسِ)

اور تم ڈر و نہیں خداوند عالم آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا اگر ہدف صرف یہ تھا کہ "دوستی کا ابلاغ " ہو جائے تو پیغمبر اسلام ﷺ نے حضرت علی کا ہاتھ بلند کرکے انکی بیعت کیوں کی ؟ اور تمام مسلمانوں کو بیعت کا حکم کیوں دیا کہ حضرت علی کی بیعت کریں !! اور حاضرین میں سے مرد آدھی رات تک اور خواتین اگلے دن کی صبح تک حکم بیعت کی بجاآوری میں مشغول رہیں ۔ حضرت علی کی دوستی یا اسکا ابلاغ تو اس بات کا متقاضی نہیں ہے کہ بیعت طلب کی جائے اور لوگ بھی امتثال حکم کرتے ہوئے مشغول ہوجائیں ۔

پیغمبر اسلام ﷺ مختلف اسلامی ممالک سے آئے ہوئے ایک لاکھ بیس ہزار حجاج کو ایک دن اور رات کے لئے غدیر خم کے میدان میں روکے رہیں صرف یہ کہنے کے لئے کہ (اے لوگو ! میں علی کو دوست رکھتا ہوں) آیا یہ دعویٰ قابل قبول ہے ؟

4۔ تکمیلِ دین کا راز:

یہاں ایک سوال اور پیدا ہوتا ہے کہ آیا حضرت علی کی دوستی کے اعلان کے ساتھ دین کامل ہو جائے گا؟ اگر پیغمبر گرامی اسلام ﷺ روزِ غدیر اپنے ساتھ علی کی دوستی کا اعلان نہ کرتے تو کیا دین ناقص تھا؟ اور چونکہ اُس دن آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا کہ (میں علی کو دوست رکھتا ہوں) تو دینِ خدا کامل ہو گیا؟ اور خدا کی نعمتیں لوگوں پر تمام ہو گئیں؟ اور جیسا کہ بہت سارے شیعہ اور سُنّی علماء [1] نے اس بات کا اعتراف کیا ہے غدیر کے دن آپ ﷺ کے اعلانِ ولایت اور لوگوں کے بیعت کر لینے کے بعد ختمی مرتبت ﷺ پر یہ آیۂ مبارکہ نازل ہوئی!

(اَلْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ دِيْنِكُمْ ، فَلاَ تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ،اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ أَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِى وَرَضِيْتُ لَكُمُ الاِسْلاَمَ دِيْناً) [2]

(مسلمانوں) اب تو کفّار تمہارے دین سے (پھر جانے سے) مایوس ہو گئے ہیں، لھذا تم ان سے تو ڈرو ہی نہیں بلکہ صرف مجھ سے ڈرو آج (غدیر کے دن) میں نے تمہارے دین کو مکمّل کر دیا اور تم لوگوں پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں، اور تمارے اس دین اسلام کو پسند کیا غدیر کے دن ایسا کونسا کام انجام پایا کہ فرشتۂ وحی مذکورہ آیت کو بشارت و خوشخبری کے ساتھ لیکر نازل ہوا؟

وہ عظیم واقعہ کیا تھا کہ جس کی وجہ سے

الف۔ کافر دین کی نابودی سے مایوس ہو گئے۔

1۔تمام موٴرّخوں اور بہت سارے اہلِ سنّت مفسّروں نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ سورۂ مبارکہ مائدہ کی آیت شمارہ /3 (اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ) غدیر کے دن حضرت علی کی اعلانِ ولایت اور لوگوں کی بیعتِ عمومی کے بعد آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی۔ مورخوں اور مفسّروں کے نام مندرجہ ذیل ہیں!

1۔تاریخ دمشق، ج2 ص 75 و 577: ابن عساکر شافعی (متوفیٰ 571ھ) 2۔ شواہدُ التنزیل، ج1 ص 157: حسکانی حنفی (متوفیٰ 504ھ) 3۔ مناقب، ص19: ابن مغازلی شافعی 4۔ تاریخ بغداد، ج8، ص 290: خطیبِ بغدادی (متوفیٰ 484ھ) 5۔ تفسیرِ درّالمنثور، ج2، ص 259: سیوطی شافعی (متوفیٰ 911ھ) 6۔ الِتقان، ج 1، ص 31 و52: سیوطی شافعی (متوفیٰ 911ھ) 7۔ مناقب، ص80: خوارزمی حنفی (متوفیٰ 993ھ) 8۔تذکرۃُ الخواص، ص 30 و 18: ابن جوزی حنفی (متوفیٰ 654ھ) 9۔ تفسیرِ ابن کثیر، ج2، ص 14: ابن کثیرِ شافعی (متوفیٰ 774ھ) 10۔ مقتلُ الحُسین، ج1، ص47: خوارزمی حنفی (متوفیٰ 993ھ) 11۔ینابیعُ المودة، ص115: قندوزی حنفی 12۔ فرائدُ السّمطین، ج 1، ص، 72 و 74 و315: حموینی (متوفیٰ 722ھ) 13۔ تاریخ یعقوبی، ج 2، ص 35: یعقوبی (متوفیٰ 292ھ) 14۔ الغدیر، ج 1، ص 230: علّامہ امینی 15۔ کتاب الولایۃ: ابن جریر طبری (متوفیٰ 310ھ) 16۔ تاریخ ابن کثیر، ج5، ص 210: ابن کثیرِ شافعی (متوفیٰ 774ھ) 17۔ مناقب، ص 106: عبداللہِ شافعی 18 ۔ ارجح المطالب، ص 568: عبداللہِ حنفی 19۔ تفسیرِ روحُ المعانی، ج6 ص55: آلوسی 20 ۔ البدایۃ والنہایۃ، ج5، ص213 وج7 ص 349: ابن کثیرِ شافعی (متوفیٰ 774ھ) 21۔ الکشف و البیان: ثعلبی (متوفیٰ 291ھ) 22۔ بحارُ الانوار، ج37 باب 52: علّامہ مجلسی اور بہت ساری تفاسیر اہل سنّت، اور تمام شیعہ علماء کی تفاسیر جن کے ذکر کے لئے ایک الگ کتاب کی ضرورت ہے۔

(2) مائدہ 3/5

ب ۔ جس کے بعد کافروں کی سازشوں سے نہ ڈرا جائے ۔

ج ۔ دین اسلام کامل ہوگیا۔

د۔ اللہ کی نعمتیں پوری ہو گئیں ۔

ھ ۔ اسلام کے پائندہ رہنے کی ضمانت دی گئی ۔

کیا یہ سب کچھ صرف دوستی کا پیغام پہنچانے کے لئے تھا ؟

آیا اس قسم کے دعوے تمام دنیا کے مسلمانوں کے لئے قابلِ قبول ہیں ؟

ہم غدیر کے پر نور خورشید کے مقابلے میں جہل کی تاریکی اور کینہ پروری کی پناہ کیوں لیں؟

بلکہ غدیر کا واقعہ تو کوئی بہت بڑا واقعہ ہونا چاہیے کہ جس نے آیاتِ الٰہی کے (بہت سی بشارتوں اور پیغاموں کے ساتھ) نزول کی راہ ہموار کی۔

اُس واقعہ کو تو بہت اہم واقعہ ہونا چاہیے کہ جسکا نتیجہ "اکمالِ دین" اور "اتمامِ نعمت ہو۔

ایسا واقعہ کہ جس نے راہ رسالت کو رنگ جاویدانی بخشا اور آپ ﷺ کی آغاز بعثت سے لے کر ہجرت اور اسکے بعد کی زحمتوں کا پھل دیا۔

آیا یہ عظیم واقعہ "عام مسلمانوں کا حضرت علی کی بیعت کرنے" کے علاوہ کچھ اور ہے؟ آیا یہ عظیم واقعہ "حضرت علی اور انکے گیارہ بیٹوں کی "قیامت تک کے لئے بیعت عمومی کے علاوہ کچھ اور ہے ؟

کیا یہ عظیم واقعہ پیغمبر ﷺ کے بعد سے قیامت تک کے لئے مسلمانوں کے رہبر اور پیشوا معیّن ہونے کے علاوہ کچھ اور ہے؟

یہ اہل سنّت مصنّفین، تاریخ کا مطالعہ کیوں نہیں کرتے کہ روزِ غدیر کے بعد کس قسم کے تلخ حوادث رونما ہوئے ؟

5۔ آپ ﷺ کے قتل کی ناکام سازش:

اگر پیغمبر ﷺ کا ہدف غدیر کے دن صرف حضرت علی کی دوستی کا پیغام پہنچانا تھا تو ایک گروہ نے آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ کیوں کیا ؟ اور مدینے کے راستے میں اپنے اس باغیانہ ارادے کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کیوں کی لیکن خداوند عالم نے آپ ﷺ کی حفاظت کی ؟ دوستی کا پیغام تو آپ ﷺ کے قتل کا سبب نہیں ہو سکتا ؟

امیرُ المؤمنین کی ولایت کے مخالفوں نے سوچا کہ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ آپ ﷺ کو قتل کر دیا جائے ، اور اس قتل کو طبیعی موت ظاہر کرنے کے لئے ان لوگوںنے آپس میںسازش یہ کی کہ جب آپ ﷺ کی سواری "عقبہ" (جو کہ پہاڑی علاقہ ہے اور وہاں بہت گہری گہری کھائیاں ہیں) کے قریب پہنچے تو پتھر اور لکڑیاں وغیرہ ان کھائیوں میں پھینکی جائیں جن سے مختلف قسم کی خوفناک آوازیں پیدا ہونگی جن آوازوں سے ڈر کر آپ ﷺ کی سواری کسی گہری کھائی میں جا گرے گی۔ اور ہم تاریکی شب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں سے فرار ہو جائینگے پھر کل سب لوگوں میں یہ بات مشہور کر دیں گے کہ آپ ﷺ کی وفات کا سبب طبیعی حادثہ ہے۔

پھر یہ سارے مخالفین تیزی سے اس مقام پر جمع ہو کر گھات لگا کر بیٹھ گئے اور آپ ﷺ کی سواری کا انتظار کرنے لگے، لیکن خداوند عالم نے فرشتہ ٔوحی کو نازل کر کے اپنے حبیب ﷺ کو دشمن کی اس سازش سے آگاہ فرما دیا، جب آپ ﷺ کی سواری اس مقام کے نزدیک پہنچی تو آپ ﷺ نے حذیفہ ٔیمانی اور عمار یاسر سے کہا کہ اُن میں سے ایک اونٹ کی مہار تھامے اور ایک سواری کو ہنکائے، گھات لگائے ہوئے منافقوں نے جو کچھ بھی ہاتھ میں آیا کھائی کی طرف پھینکنا شروع کر دیا اور مختلف قسم کی خوفناک آوازوں سے اُونٹ کو ڈرانے کی کوشش کی ، لیکن خدا کی مدد آپ ﷺ کے شامل حال رہی اور اُونٹ پر کوئی اثر نہ ہوا۔

اور اس طرح دشمن کی سازش ناکام ہوئی، مگر یہ منافقین اس سنہرے موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتے تھے اور جب اس سازش کو ناکام ہوتے دیکھا تو تلوار یںلے کر پیغمبر گرامیِ اسلام ﷺ پر حملہ آور ہو گئے لیکن ان کے سامنے حذیفہ ؓ یمانی اور عمار یاسر جیسے عاشقانِ ولایت تھے جن کے بے نظیر اور شجاعت سے بھرپور دفاع کے سبب اس سازش میں بھی ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، اب اگر یہ منافقین تھوڑی سی دیر کرتے تو قافلے میں شامل عاشقانِ ولایت سر پر پہنچ جاتے اور منافقوں کا کام تمام کر دیتے۔

لہٰذا اب منافقین کے پاس فرار کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا، حذیفہ ؓ یمانی نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ یہ کون لوگ تھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا خود ہی دیکھ لو، اُس وقت بجلی چمکی اور منافقوں کے چہرے تاریکی کے پردے سے بے نقاب ہوئے اور حذیفہ نے اُن افراد کو آسانی سے پہچان لیا! جن کی تعداد پندرہ (15) ہے اور ان کے نام درج ذیل کتب میں درج ہیں۔[1]

6۔ نفرین آمیز طومار کا انکشاف:

روزِ غدیر پیغمبر ﷺ کا ہدف صرف حضرت علی کی دوستی کا اعلان اور لوگوں سے حضرت علی کی بعنوان امام اور رہبر بیعت لینا نہیں تھا تو ایک گروہ نے اس دن کے بعد اُمّتِ اسلامی کی امامت اور رہبری کے متعلّق مخفیانہ تحریر کیوں لکھی کہ جسکے ذریعہ رسولِ خدا ﷺ کے بعد قدرت و حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیں؟

جب یہ گروہ آنحضرت ﷺ کو قتل کرنے اور مسلمانوں کے درمیان تفرقہ ڈالنے میں کامیاب نہ ہوسکا تو انہوں نے احتیاط کا دامن تھاما اور تا حیاتِ رسول خدا ﷺ اس قسم کی حرکتوں

---

(1) کشف الیقین، ص 137: علاّمہ حلّی 2۔ ارشاد القلوب، ص 112 و 135: دیلمی 3۔ بحار الانوار، ج28 ص 86 و 114: علاّمہ مجلسی

سے اجتناب کرنے کا فیصلہ کیا، لیکن ایک دوسرے گروہ نے ولایتِ علی کی کھلم کھلّا مخالفت کی اور اس طرح ایک تحریر لکھی جس پر بہت سارے لوگوں کے دستخط لئے تاکہ یہ ظاہر کرسکیں کہ ہماری مخالفت بہت منظّم اور مستحکم ہے ۔

اس مقصد کے لئے ابو بکر کے گھر پر جمع ہوئے باہم گفتگو کے بعد اس نتیجے پر پہنچے کہ ایک عہد نامہ لکھا جائے ،چنانچہ سعید بن عاص نے ایک عہد نامہ لکھا ، اس عہد نامے پر جن لوگوں نے دستخط کئے ان کے ناموں سے قریش اور امیرُالمؤمنین کے مخالفوں کے سینوں میں کینے اور بغض کی شدت ثابت ہو جاتی ہے ، ان ناموں میں سرِ فہرست ابو سفیان ، فرزندِ ابی جہل اور صفوان بن اُمیَہ جیسے نام دیکھنے میں آتے ہیں، یعنی مشرکوں اور کافروں کے سردار منافقوں (نام نہاد مسلمانوں) کے ہاتھوں ینہاتھ دئے ہوئے ہیں تاکہ خورشیدِ ولایت کا انکار کیا جاسکے ۔

عہد نامہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ

یہ وہ عہد نامہ ہے کہ جس پر اصحابِ رسول میں سے انصار و مہاجرین پر مشتمل ایک گروہ نے اتفاق کیا ہے، یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی تعریف خداوندِ عالم نے اپنی آسمانی کتاب میں رسول کے ذریعہ اور بزبانِ رسالت کی ہے،اس گروہ نے ولایت و امامت کے مسئلے میں مختلف آراء اور مشوروں کی روشنی میں اجتہاد اور کوشش کرنے کے بعد اسلام اور مسلمانوں کی بھلائی کے لئے جو کچھ دین اور لوگوں کے لئے مناسب تھا اس عہد نامے میں تحریر کردیا ہے تاکہ آئندہ آنے والی نسلیں بھی اس سے فائدہ اُٹھا سکیں اور اسکے دستورالعمل کی پیروی کرتے ہوئے دنیا اور آخرت کی سعادت حاصل کرسکیں ۔

اما بعد! خداوند منّان نے اپنے کرم اور مہربانی کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کو لوگوں کی طرف بھیجا تاکہ اسکے پسندیدہ دین کو لوگوں تک پہنچائیں، اور رسول اکرم نے اپنے اس تبلیغی وظیفے کو انجام دینے میں کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی، جن جن امور کی تبلیغ پر مامور کئے گئے تھے ان کو بخیر و خوبی لوگوں تک پہنچایا، یہاں تک کہ دین کامل ہو گیا اور اسلامی معاشرے میں واجبات و سننِ الٰہی رائج ہوگئے۔ اس کے بعد خداوند عالم نے اپنے رسول ﷺ کو اپنی طرف بُلا لیا اور آنحضرت ﷺ مکمّل عزّت و احترام کے ساتھ دعوت حق کو لبّیک کہا اور اپنی جانشینی کے لئے کسی شخص کی نشان دہی کئے بغیر اس دارفانی سے دار بقاء کی طرف کوچ کر گئے، بلکہ خلیفہ و جانشین چننے کا اختیار لوگوں کو سونپ گئے تاکہ جس کو بھی مورد وثوق و اطمنان پائیں اسے جانشین رسول اور ولایت امرالمسلمین کے لئے منتخب کر لیں اور رسول خدا ﷺ کی اطاعت مسلمانوں کے لئے باعث افتخار ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا: (جو بھی روز قیامت اپنے پروردگار سے ملاقات کرنا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ رسول کی اطاعت کرے) حقیقت میں رسول اکرم ﷺ نے اس لئے اپنا جانشین مقرّر نہیں کیا کہ خلافتِ رسول ایک ہی خاندان میں منحصر نہ رہے بلکہ دوسرے خاندان بھی خلافت سے کچھ فائدہ حاصل کر سکیں میراث کی طرح ایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف منتقل نہ ہوتی رہے، اور اس لیے کہ دلتمندوں کے ہاتھوں کا کھلونا نہ بن جائے اور کوئی خلیفہ بھی قیامت تک کے لئے اپنی نسل میں خلافت کا دعوے دار نہ ہو۔

ہر عہد اور زمانے میں تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ایک خلیفہ کے مرنے کے بعد صاحبانِ حلّ و عقد مل کر بیٹھیں اور باہمی صلاح و مشورے سے جس کو بھی صالح اور خلافت کے لائق سمجھیں مسلمانوں کے تمام امور کی لگام اسکے سپرد کردیں اور اسکو ولیِ امرِ مسلمین اور ان کے اموال و نفوس کا مختار قرار دیں، کیونکہ اصحابِ حل ّو عقد ایسے امور کی پوری صلاحیّت رکھتے ہیں اس لئے یہ کبھی بھی خلافت کے لئے انتخاب سے قاصر نہیں ہوں گے، لہٰذا اگر کوئی اس بات کا دعوے دار ہو کہ رسولِ خدا ﷺ نے ایک خاص شخص کو اپنی جانشینی کے لئے چن لیا تھا اور اسکے نام اور حسب و نسب سے سب کو آگاہ فرمادیا تھا، اسکی یہ بات بیہودہ اور اصحابِ رسول کی رای کے خلاف ہے، اور اس نے مسلمانوں کی جماعت میں اختلاف ڈالا ہے اور اگر کوئی دعوی کرے کہ رسول خدا ﷺ کی خلافت اور جانشینی وراثت ہے اور اسکے بعد دوسرے کو ملے گی تو اسکی یہ بات بے معنیٰ ہے کیونکہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: (ہم انبیاء کسی کو ارث نہیں دیتے اور جو کچھ ہم سے باقی بچے صدقہ ہے۔)

اور اگر کوئی اس بات کا دعوے دار ہو کہ خلافتِ رسول خدا ﷺ ہر کسی کو زیب نہیں دیتی بلکہ مسلمانوں میں سے ایک معیّن شخص اس مقام کے لائق ہے، اور خلافت اسکا حق ہے کوئی دوسرا خلافت کا مستحق نہیں ہے کیونکہ خلافت نبوّت کے بعد بالکل ویسا ہی ایک سلسلہ ہے، یہ بات قابلِ قبول نہیں ہے اور اسکا کہنے والا جھوٹا ہے، اس لئے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! (میرے صحابہ آسمان کے ستاروں کے مانند ہیں جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پا جاؤ گے۔)

اور اگر کوئی کہے کہ وہ خلافت کا مستحق ہے وہ بھی اس لئے کہ حسب و نسب کے لحاظ سے پیغمبر ﷺ کے قریب ہے اوریہی معیار رہتی دنیا تک خلافت کا ملاک اور معیار ہے، اسکا یہ کلام بے جا ہے کیونکہ ملاک اور معیار تقویٰ ہے، نہ رسول ﷺ سے رشتہ داری،

جیسا کہ خدا وند عالم نے فرمایا: (اِنَّ کْرَمَکُمْ عِنْدَاللہ اَتْقٰاکُمْ)

تم میں سے خدا کے نزدیک صاحب عزت وہ ہے جس کا تقوی زیادہ ہو اور ایسے ہی رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:(سارے مسلمان ایک ہیں اور مخالفوں کے سامنے ایک صف میں ہیں۔

لہٰذا جو بھی کتاب خدا پر ایمان لائے اور سُنّت رسول کو قبول کرتے ہوئے اس پر عمل کرے وہ حق کے راستے پر ہے اور اسکے نیک اور صالح ہونے میں کوئی شک نہیں اور جو بھی قرآن و سُنّت کے بر خلاف عمل کرے اور مسلمانوں کی جماعت سے الگ ہو جائے اسے قتل کر دو کیونکہ اسکے قتل میں ہی اُمّت کی صلاح پوشیدہ ہے۔ کیونکہ پیغمبر اکرم ﷺ نے بھی یہی فرمایا:

(جو بھی میری اُمّت میں تفرقہ ڈالے ، انکو ایک دوسرے سے جدا کرے اورانکی صفوں میں شگاف ڈالے تو اس کو قتل کر دو، چاہے وہ کوئی بھی ہو ؛ کیونکہ اجتماع اُمّت رحمت ہے اور اُمّت کی جدائی عذاب ہے اور میری اُمّت ضلالت اور گمراہی پر متّفق نہیں ہو سکتی ، اور یہ سب دشمن کے مقابلے میں بہت زیادہ متّحد اوریکدست ہیں معاندین کے گروہ کے علاوہ کوئی بھی مسلمانوں کی جماعت سے جدا نہیں ہوگا جو جدا ہو اس کا خون مباح ہے۔

تاریخ: محرّمُ الحرام 10ھ[1]

اس دستاویز کو سعید بن عاص نے لکھا اور تیرہ لوگوں (کہ جنہوں نے اس دستاویز پر دستخط کئے)کو اس کا گواہ بنایا جن کے اسماء ذیل کتب میں موجود ہیں[2]

غدیر کے روز ایسا کونسا اہم کام انجام دیا کہ جس کی وجہ سے ہمیشہ موقع کی تلاش میں رہنے والے نا اُمّید ہو گئے ،اُنکے تمام منصوبے خاک میں مل گئے اور تمام سازشوں پر پانی پھر گیا، مزید صبر نہ کر سکے اور جتنی مخالفت کر سکتے تھے کی اور کھل کر سامنے آ گئے ،یہاں تک کہ ان میں سے ایک نے عذاب طلب کیا۔

---

(1)1۔ بحارُ الانوار ، ج28 ص 105۔103

(2)ارشاد القلوب دیلمی ،ص 135۔ 112، کشف الیقین، ص137، مسند احمد ،ج 1 ۔ ص 109

7۔ بعض حاضرین کی علی الاعلان مخالفت:

ایک شخص جسکا نام "حارث بن نعمان فہری" تھا اور امام علی کے خلاف دل میں بغض لئے تھا اپنے اونٹ پر سوار ہو کر رسولِ خدا ﷺ کے خیمے کے سامنے آیا اور کہا!

(اے محمّد ﷺ! تم نے ہمیں ایک خدا کی تعلیم دی ہم نے تسلیم کیا، اپنی نبوت کا دعویٰ کیا ہم نے لاالٰہَ الّ اللہ وَ محمّد رسولُ اللہ کہا، ہمیں اسلام کی دعوت دی ہم نے قبول کی اور اسلام لے آئے، تم نے کہا پانچ وقت نماز پڑھو ہم نے پڑھی، زکوٰۃ و روزہ و حج و جہاد کا حکم دیا ہم نے اطاعت کی، اب اپنے چچا زاد بھائی کو ہمارا امیر بنا دیا معلوم نہیںیہ حکم خدا کا ہے یا تمہارے ذاتی ارادے کی پیداوار ہے۔)

رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا (خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی خدا نہیں، یہ حکم اس خدا ہی کی طرف سے ہے میرا کام فقط اس حکم کو تم لوگوں تک پہنچانا تھا) حارث آپ ﷺ کا یہ جواب سن کر غضبناک ہو گیا اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا!

(خدایا! اگر جو کچھ محمّد ﷺ نے علی کے بارے میں کہا ہے تیری طرف سے ہے اور تیرے حکم سے ہے تو ایک پتھر آسمان سے مجھ پر گرے اور میں ہلاک ہو جائوں)

ابھی حارث بن نعمان کے یہ جملے ختم نہیں ہوئے تھے کہ آسمان کی طرف سے ایک پتھر آیا اور اس کو ہلاک کر دیا، تو اس وقت سورۂ معارج کی آیات نمبر 1 و 2 نازل ہوئی۔[1]

---

(1)۔ (سَالَ سَآئِل بِعَذَابٍ وَاقِعٍ لِلْکَافِرِیْنَ لَیْسَ لَه دَافِع)

1۔ غریب اُلقرآن: ہروی2۔ شفاء الصدور: موصلی3۔ الکشف والبیان: ثعلبی 4۔ رعاۃ الہداۃ: حسکانی 5۔ الجامع لاحکام القرآن: قرطبی6۔ تذکرۃ الخواص، ص19: سبط ابن جوزی7۔ الاکتفاء: وصابی شافعی 8۔ فرائد السّمطین، باب13: حموینی9۔ معارج الاصول: زرندی 10۔ نظم درر السمطین: زرندی11 ۔ ہدایۃ السعداء: دولت آبادی12 ۔ الفصول المہمّۃ، ص46: ابن صبّاغ 13۔ جواہر العقدین: سمہودی14۔ تفسیر ابن سعود، ج8 ص292: عمادی 15۔ السراج المنیر، ج4 ص 364: شربینی16۔ الاربعین فی فضائلِ امیرالمؤمنین: جمال الدّین شیرازی17۔ فیض القدیر، ج6 ص 218: مناوی18۔ العقد النّبوی والسّر المصطفوی: عبد روس 19۔ وسیلۃ المآل: باکثیر مکّی20۔ نزہۃ المجالس، ج2 ص242: صفوری21۔ السیرۃ الحلبیّۃ، ج3 ص302: حلبی22۔ الصراط السوی فی مناقب النّبی ﷺ: قاری3 2۔ معارج العلی فی مناقب المصفی: صدر عالم24۔ تفسیر شاہی: محبوب عالم25 ۔ ذخیرۃ المآل: حفظی شافعی26۔ الروضۃ النّدیّۃ: یمانی27۔ نورالابصار، ص 78: شبلنجی 28۔ تفسیر المنار، ج6 ص 464: رشید رضا29۔ الغدیر، ج1 ص 239: علّامہ امینی (اور سینکڑوں شیعہ اور سُنّی کتبِ تفسیر جنہوں نے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے

(ایک سوال کرنے والے نے اس عذاب کا سوال کیا کہ جو کافروں پر آتا ہے اور اسکو کوئی نہیں روک سکتا۔) دوسرے نے وہ شرمناک تحریر لکھی، اور ایک گروہ تو کھلے دشمن کی طرح برہنہ شمشیر لئے رسولِ اسلام ﷺ کے قتل کے درپے ہو گئے، اگر غدیر کے دن صرف علی کی دوستی کا اعلان ہوا تھا اور کوئی بہت اہم کام انجام نہیں پایا تھا تو پھر سیاسی پارٹیوں کے سربراہ، موقع کی تلاش میں رہنے والے حکومت اور اقتدار کے بھوکے رسول خدا ﷺ کے قتل کی سازش میں ناکام ہونے کے بعد مسلمانوں کی منظّم صفوں کو درہم برہم کرنے کی کوششیں کیوں کرتے رہے؟ اور مکّہ سے مدینہ تک راستے بھر اس کوشش میں کیوں لگے رہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب پر کاری ضرب لگائیں؟

"غدیر خم" میں ایسا کونسا اہم واقعہ رونما ہوا کہ ان سارے گروہوں نے جو سازش ممکن تھی کی اور شیطانی چالیں چلیں؟

8۔ناکام سازشیں:

تمام مسلمانوں کے حضرت علی کی بیعت کر لینے کے بعد اور مخالفوں کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے یہ احتمال ہر آن بڑھتا جارہا تھا کہ سرزمین غدیر خم سے مدینہ تک کے طویل راستے میں کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن اس شیطانی سازش میں کامیاب ہو جائے اور ایسی جارحانہ حرکتوں کا مرتکب ہو جو دنیائے اسلام اور امت مسلمہ کے اتحاد کے لئے خوش آیند نہ ہو، لہٰذا اس خطرے کے پیش نظر پیغمبر ﷺ نے حکم دیا کہ منادی یہ اعلان کردے:

(رسول خدا کا حکم ہے کہ مدینہ پہنچنے تک راستے میں دو یا تین آدمی اس بات کا حق نہیں رکھتے کہ ایک ساتھ جمع ہوں اور ایک دوسرے کے کانوں میں باتیں کریں۔)

آپ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے شیطانی منصوبے خاک میں مل گئے، تمام سازش آمیز اتحاد ٹوٹ گیا اور مخالفین اپنی ان شیطانی سازشوں اور حرکتوں کو عملی جامہ نہ پہنا سکے، اس قافلے کے مدینہ کی طرف سفر کے دوران حذیفہ کے غلام (جس کا نام سالم تھا) نے دیکھا کہ ابو بکر، عمر اور ابو عبیدہ جرّاح ایک جگہ جمع ہیں اور آپس میں گفتگو میں مشغول ہیں، اس نے کہا کہ اگر مجھے نہیں بتاؤ گے تو پیغمبر ﷺ کو اطلاع دے دوں گا، انہوں نے وعدہ و وعید کے بعد سالم سے کہا کہ:

(ہم چاہتے ہیں کہ ولایت علی کی اطاعت نہ کرنے پر اتّحاد کرلیں تو بھی ہمارے ساتھ شامل ہو جا۔) سالم نے کہا: کیونکہ میں بنی ہاشم اور علی کا دشمن ہوں اس لئے مجھے منظور ہے۔ لیکن یہ چھوٹا سا جلسہ بھی رسولِ خدا ﷺ کی نگاہوں سے پوشیدہ نہ رہ سکا اور راستے میں اُن سے مخاطب ہو کر آپ ﷺ نے فرمایا: (میں نے تم لوگوں کو جمع ہونے اور کانوں میں باتیں کرنے سے منع کیا تھا تم لوگوں نے اطاعت کیوں نہیں کی جان لو کہ خداوند عالم تمہارے ہر عمل سے واقف ہے اور کوئی شی اس سے مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے۔)

اگر غدیر کے دن کی تاریخی حقیقت کا کما حقّہ مطالعہ اور تحقیق کی جائے تو یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ روزِ غدیر صرف دوستی کے اعلان کے لئے نہیں تھا، اور لفظ "مولیٰ" اور" ولی "کے معنیٰ صرف (امامت اور رہبری) ہی کئے جاسکتے ہیں، گویا پیغمبر ﷺ نے غدیر میں فرمایا: (ہر اسکا کہ جسکا میں رہبر، امام اور مولیٰ ہوں علی بھی رہبر، امام اور مولیٰ ہے) اور کیونکہ آپ ﷺ نے امت مسلمہ کی رہبری اور امامت کا واضح اور قطعی اعلان کیا اور حضرت علی کے لئے بیعت لے لی تو منافقوں کی امیدوں، موقع کی تلاش میں رہنے والوں کے انتظار اور انکی حد درجہ مخالفانہ کوششوں پر پانی پھر گیا۔

سوم۔رسولِ اکرم ﷺ اور علی کی دوستی

امام علی کا دوست رکھنا اور پیغمبر اسلام ﷺ کی حضرت علی کے ساتھ دوستی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں تھی، علی پیغمبر ﷺ کی جان او رپیغمبر اکرم ﷺ حضرت علی کی جان تھے آغاز بعثت کے وقت سے سب لوگ یہ دیکھتے رہے کہ علی اور حضرت خدیجہ سلامُ اللہِ علیہا حجر اسمٰعیل کے برابر میں آپ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے ہیں یہ سب نے دیکھا کہ حضرت علی پیغمبر ﷺ کے بستر پر سوئے اور اپنی جان کی پرواہ نہ کی تاکہ آپ ﷺ کی جان بچا سکیں سب نے دیکھا کہ حضرت علی بعثت وھجرت میں ایک پروانے کی طرح شمع رسالت کے گرد چکر لگاتے رہے سب نے یہ بارہا سنا کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے حضرت علی کے ساتھ اپنی دوستی کا اعلان کیا : جن میں سے چند نمونے مندرجہ ذیل ہیں

1۔ جنگ اُحُد میں دوستی کا اعلان :

ابن اثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں پیغمبر ﷺ نے مشرکوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ حملے کے لیے تیار ہے حضرت علی کو حکم دیا کہ اس گروہ پر حملہ کریں، حضرت علی نے حکم کی اطاعت کی اور ان لوگوں پر حملہ کرکے کافی کو قتل اور باقی کو فرار پر مجبور کردیا بعد ایک اور گروہ کو دیکھا اور حضرت علی کو حملہ کا حکم دیا علی نے انکو بھی مار بھگایا اس وقت فرشتۂ وحی نے پیغمبر اکرم ﷺ سے کہا کہ یہ فداکاری کی انتہا ہے جو حضرت علی دکھا رہے ہیں رسول خدا ﷺ نے فرمایا ! (وہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں) اس وقت آسمان سے یہ آواز آئی، لاَ فَتیٰ اِلّا عَلِیّ ،لاَ سَیْفَ اِلّا ذُوالْفِقٰار (علی جیسا شجاع جوان اور ذوالفقار جیسی تلوار وجود نہیں رکھتی)۔

ابن ابی الحدید بھی لکھتے ہیں: جب اصحاب پیغمبر ﷺ میں سے اکثریت فرار ہو رہی تھی تو دشمن کے مختلف دستے آپ ﷺ کے گرد گھیرا تنگ کرنے لگے قبیلۂ بنی کنانہ کا ایک گروہ، اور ایک گروہ قبیلہ عبد مناۃ کا جس میں چار نامور جنگجو بھی؛ تھے جب پیغمبر ﷺ کی طرف بڑھنے لگے تو آپ نے حضرت علی سے فرمایا: ان لوگوں کے حملے کو رفع دفع کرو علی جو پا پیادہ جنگ میں مصروف تھے، پچاس افراد پر مشتمل اس گروہ پر حملہ کر کے انھیں پسپا کر دیا انھوں نے کئی بار جمع ہو کر حملہ کیا لیکن پسپائی انکا مقدّر تھی ان حملوں میں چار مشہور جنگجو اور دس دوسرے افراد جنکا نام تاریخ میں نہیں ملتا علی کے ہاتھوں قتل ہوئے جبرَئیل نے رسولِ خدا ﷺ سے کہا: (حق یہ ہے کہ علی فداکاری کر رہے ہیں، فرشتے انکی اس جاں فشانی سے تعجب میں بتلا ہیں)

پیغمبر ﷺ نے فرمایا: ایسا کیوں نہ ہو حضرت علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں، جبرئیل نے کہا: میں بھی آپ سے ہوں۔

اس وقت آسمان سے دوبارہ یہ آواز آئی" لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفَقٰارِوَلاَ فَتیٰ اِلَّا عَلِیّ" لیکن کہنے والا دکھائی نہیں دے رہا تھا، جب پیغمبر ﷺ سے سوال کیا گیا یہ کس کی آواز ہے؟ تو آپ نے فرمایا جبرئیل کی آواز ہے۔[1]

2۔ جنگ خیبر میں دوستی کا اعلان:

جنگ احزاب میں کامیابی کے بعد جب یہودیوں نے خیانت کی اور عہد و پیمان کا پاس نہ کیا تو مسلمان رسولِ خدا ﷺ کی قیادت میں جنگ خیبر کے لئے تیار ہوئے اور حملے کے آغاز میں ہی یہودیوں کے بعض قلعوں کو فتح کر لیا حضرت علی آشوبِ چشم میں بتلا تھے۔

---

(1)۔ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ، ج14 ص 253 میں اور خوارزمی نے کتاب المناقب' ص 223 میں روایت کی ہے اپنی اس فداکاری (کہ جس کے نتیجے میں آسمان سے یہ ندا آئی) کو حضرت علی نے شوریٰ کی تشکیل کے وقت اعضا کے سامنے دلیل کے طور پر پیش کیا۔

چھوٹے چھوٹے قلعوں کو فتح کرنے کے بعد مسلمان سپاہیوں نے بڑے قلعوں " وطیع 'اور "سلالم"کی طرف پیش قدمی کی لیکن قلعہ کے باہر ہی یہودیوں کی سخت مقاومت کا سامنا ہوا ، یہی وجہ تھی کہ اسلام کے دلیر سپاہی اس تمام جاں نثاری ،فداکاری اور سنگین نقصانات (جنکا ذکر اسلامی مورخ ابن ہشام نے مخصوص باب میں کیاہے) کے با وجود کامیابی حاصل نہ کر سکے ، لشکرِ اسلام کے سپاہی دس دن سے زیادہ نبرد آزمائی کرتے رہے۔

لیکن ہر روز بغیر کامیابی کے لوٹتے رہے ایک دن جلیل القدر صحابی رسول ﷺ ، ابو بکر سفید پرچم لے کر قلعہ خیبر کو فتح کرنے کے لئے روانہ جنگ ہوے مسلمانوں نے بھی ان کی سالاری میں حرکت کر دی لیکن کچھ دیر بعد بغیر کسی نتیجہ کے واپس لشکر گاہ کی طرف پلٹ آئے سالار اور سپاہی سب ایک دوسرے کو قصور وار ٹھراتے ہوئے بزدلی اور فرار کا الزام لگارہے تھے ۔

ایک دن لشکر کی سالاری عمر کو دی گئی انہوں نے بھی اپنے دوست کی کہانی دہرائی اورجیسا کہ طبری[1] نے نقل کیا ہے،میدانِ جنگ سے پلٹنے کے بعد قلعۂ خیبر کے سردارمرحب کی غیر معمولی دلاوری اور شجاعت کے ذکر سے پیغمبر ﷺ کے ساتھیوں کو ہراساں کرتے رہے اس صورت حال نے پیغمبر ﷺ اور مسلمان سرداروں کو سخت پریشانی میں بتلا کردیا، ان حسّاس حالات میں پیغمبر اکرم ﷺ نے فوج اسلام کے سپاہیوں اور سرداروں کو جمع کیا اور یہ قیمتی کلمات ارشاد فرمائے :

"لَاَعْطَیَنَّ الرَّایَۃَ غَدَاً رَجُلاًیُحِبُّ اللہَ وَرَسُوْلَہ وَیُحِبُّہ اللہوَ رَسُوْ لُہ یَفْتَحُ اللہ عَلیٰ یَدَیْہِ ، لَیْسَ بِفَرَّارٍ."[2]

---

(1)۔تاریخ طبری ، ج2 ، ص300

(2)۔ مجمع البیان ، ج9، ص120 ۔ سیرۂ حلبی ، ج 2، ص 43 ۔ سیرۂ ابن ہشام ، ج 3 ، ص 349

(یہ علم میں کل اس مرد کے ہاتھوں میں دونگا جو خدا اور اسکے رسول ﷺ کو دوست رکھتا ہوگا اور خدا اور پیغمبر ﷺ اس کو دوست رکھتے ہونگے، اللہ اسکے ہاتھوں پر فتح (قلعہ پر غلبہ) دیگا وہ مرد ہرگز میدان جنگ سے دشمن کی طرف پشت کر کے بھاگنے والا نہ ہوگا۔)

طبری اور حلبی کی ایک روایت کے مطابق اس طرح فرمایا:"کَرّارٍ غَیرُ فَرّار" (دشمن پر حملہ کرتا ہے اور ہر گز فرار نہیں ہوتا)[1] یہ جملہ اس سردار کی فضیلت، معنوی برتری، شہامت اور شجاعت کی حکایت کرتاہے کہ فتح و کامرانی جسکا مقدّر ہے اور کامیابی جسکے ہاتھوں حاصل ہوگی؛ سپاہیوں اور سرداروں کے درمیان خوشی، اضطراب اور پریشانی کی ملی جُلی کیفیت ہے کہ کل یہ اعزاز کس کو ملنے والا ہے؟ ایک عجیب غوغا خیموں اور اطراف میں بلند تھا، ہر شخص کے دل میں یہ آرزو تھی کہ کل یہ اعزاز مجھے مل جائے۔[2]

---

(1)۔ ابن ابی الحدید نے ان دو سرداروں کے فرار سے سخت متأثر ہوتے ہوئے اپنے معروف قصیدہ میں اس طرح بیان کیا

وما انس لا انس اللّذینَ تقدما و فر هما و الفر ، قد علما

(اگر ہر چیز کو بھول بھی جاؤں لیکن ان دو سرداروں کے فرار کو نہیں بھول سکتا کیونکہ وہ تلواریں ہاتھ میں لے کر دشمن کی طرف گئے اور یہ جاننے کے باوجود کہ جہاد سے فرار کرنا حرام ہے دشمن کی طرف پیٹھ کرکے فرار ہو گئے۔)

و للر ایة العظمیٰ و قد ذهبابها ملابس ذل فوقها و جلابیب

(وہ لوگ بڑا پرچم لے کر دشمن کی طرف گئے لیکن معنوی طور پر ذلّت اور خواری کے پردے میں لپٹا ہوا تھا۔)

یَشلّهمامن آل موسیٰ شمردل طویل نجاد السّیف ،اجید یعبوب

فرزندانِ موسیٰ میں سے ایک تیز و طرّار اور بلند قامت جوان انکو میدانِ جنگ سے دور کر رہا تھا وہ بہترین اور تند رو سوار تھا۔

(2)۔ جب حضرت علی نے خیمہ میں آپ ﷺ کے اس فرمان کو سنا تو بڑے شوق دل کے ساتھ فرمایا!

"اللّٰهُمَّ لَا معطی لما منعت ولا مانع لماَ عطیت" سیرۃ حلبی، ج3، ص 41

اے پرودگار جس سے تو منع کیا اسے انجام نہیں دوں گا اور جس کا امر فرمایا اسے انجام دوں گا۔

رات کی تاریکی نے ہر جگہ کو اپنی آغوش میںلے لیا تھا مسلمان سپاہی اپنے اپنے خیموں میں تھے سب جلداز جلد یہ جاننا چاہتے تھے کہ کل یہ اعزاز کس کو دیا جائے گا؟ (1)

ناگاہ پیغمبر ﷺ نے فرمایا! علی کہاں ہیں ؟ جواب دیا گیا کہ ؛ وہ آشوبِ چشم میں مبتلا ہیں اور ایک گوشے میں آرام فرما رہے ہیں پیغمبر ﷺ نے فرمایا! انکو بلایا جائے لہٰذا امیر المؤمنین کے ساتھ دوستی کا اعلان تو غدیر خم سے کئی سال پہلے ہو چکا تھا جب علی دشمن کی صفوں کو توڑتے اور سردارانِ قریش کے سروں کو کچلتے ؛جب جنگ اُحد میں قریش کے طاقتور علمداروں کو خاک میں ملایاجب جنگِ احزاب میں قریش کے دلیر پہلوان عمرو ابن عبد ود کو مغلوب کیا ۔

جب جنگ ذاتُ السّلاسل میں دشمن کی طاقت کو خاک میں ملایا مسلمانوںنے دیکھا اور سنا کہ پیغمبر ﷺ دل و جان سے علی کو چاہتے ہیں اور انکے زخموں پر آنسو بہاتے ہیں اور ان کا تعارف اپنی جان کہکر کراتے ہیں، جب علی میدان جنگ کی طرف جاتے تو اشک آلودہ آنکھوں کے ساتھ ہاتھ دعا کے لئے بلند کرتے اور علی کی خدا سے سلامتی طلب کرتے ہیں، پیغمبر ﷺ کی حضرت علی کے ساتھ دوستی کوئی ایسی ڈھکی چھپی اورپوشیدہ بات نہیں تھی جو غدیر میں عام کی گئی ہو امیر المؤمنین کی پیغمبر ﷺ سے دوستی اور محبت کی شدّت سے ہر خاص و عام واقف تھا اور مہاجرین و انصار میں سے بہت سارے بزرگ افراد اس دوستی اور محبت پر رشک کرتے تھے ۔

سیاسی جماعتوں کے سربراہ اور منافقین اس موقع کی تلاش میں رہتے تھے کہ اعتراض کر سکیں اور حسد کی آگ بجھا سکیں، لہٰذاکوئی بھی دانشمند مورّخ یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ " غدیر خم"صرف دوستی کا اعلان تھا اور کوئی خاص بات رونما نہیں ہوئی۔

---

(1)۔ تاریخ طبری کی عبارت اس بحث میں کچھ ایسی ہے: فتطاول ابو بکر و عمر

3۔ امام کے دوستوں کی پہچان :

نہ صرف یہ کہ حضور اکرم ﷺ امیر المؤمنین کے ساتھ اپنی دوستی کا بارہا و بارہا اعلان کر چکے تھے بلکہ انکے دوستوں کو بھی پہچنوا چکے تھے اور انکے دشمنوںکے چہروں سے بھی پردے اُٹھا چکے تھے۔

4۔ حضرت علی کی دوستی مؤمن اور منافق کی پہچان کا معیار:

غدیر خم سے کئی سال پہلے پیغمبر اکرم ﷺ نے حضرت علی کی دوستی کو "حق و باطل" اور مؤمن و منافق "کی پہچان کا معیار قرار دیا، اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ علی بن ابی طالب ایمان اور کفر کا معیار ہیں۔ صرف مؤمنین ہی آنحضرت کے دوست ہو سکتے ہیں اور صرف منافقین ہی آپ سے دشمنی کر سکتے ہیں۔

یہ حدیث شریف جس سے شیعہ اور سُنّی کتابیں بھری ہوئی ہیں حد تواتر سے گذر چکی ہے، اور امیرُالمؤمنین کے لئے ایسی فضیلت کا درجہ رکھتی ہے کہ جو آپ کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں۔ اس حدیث کو مختلف تعابیر کے ساتھ پیغمبر اکرم ﷺ سے نقل کیا گیا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:"قٰالَ رَسُوْلُ الله ﷺ : یٰا عَلِیُّ لَا یُحِبُّکَ اِلّٰا مُؤْمِن وَلَا یُبْغِضُکِ الّٰا مُنٰافِق"[1] (یا علی! سوائے مؤمن کے کوئی تمہارا محب اورچاہنے والا نہیں اور سوائے منافق کے کوئی تم سے بغض وکینہ نہیں رکھتا۔)

1۔ ارشاد مفید۔ص 18، بحار الانوار۔ ج39 ص 346۔ 310، صحیح مسلم۔ ج1 ص 48 (باب الدَلیل علی حسب الانصار)، صواعق محرَقہ۔ ابن حجر ص120، حدیث ۔(ہشتم از فضائل آنحضرت)، شرح ابن ابی الحدید ج18 ص 173 حکمت 42 کے ذیل میں کہتا ہے کہ (ہٰذا الخبر مرویٌ فی الصّحاح)

حارث ہمدانی کہتے ہیں :

میں نے ایک دن حضرت علی کو دیکھا کہ ممبر پر تشریف فرما ہیں اور پروردگار کی حمد وثنا کے بعد فرمایا : " قَضٰاء قَضٰاه اللهُ تَعٰالیٰ عَلیٰ لِسٰانِ النَّبِیّ ﷺ ، اِنَّہ قٰالَ: لاٰ یُحِبُّنِی اِلّاٰمُؤمِن و لَا یُبْغِضُنِیْ اِلّاٰمُنٰافِق وَ قَدْ خَابَ مَنِ افْتَرٰی"[1]

(یہ منظورِ خدا تھا جو رسولِ اکرم ﷺ کی زبانِ مبارک پر یہ کلمات جاری ہوئے کہ مجھے دوست نہیں رکھے گا سوائے مؤمن کے اور مجھے دشمن نہیں جانے گا سوائے منافق کے جس نے باطل دعویٰ کیا وہ جھوٹا ہے ۔)

---

(1)ارشاد مفید، ص 18 ، بحار الانوار ، ج 39 ص 346 / 310 ، صحیح مسلم ، ج 1 ص 48 (باب الدّلیل علی حسب الانصار) صواعق محرّقہ ، ابن حجر ص 120 ، حدیث ، (ہشتم از فضائل آنحضرت) ، شرح ابن ابی الحدید ، ج 18 ص 173 حکمت 42 کے ذیل میں کہتا ہے کہ : (ہٰذا الخبر مرویّ فی الصّحاح)

5۔ امام کی دوستی نہج البلاغہ کی زبانی :

امیرُ المؤمنین خود نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں !

"لَوْضَرَبْتُ خَيْشُوْمَ الْمُؤْمِنِ بِسَيْفِيْ هٰذَا عَلَىٰ اَنْ يُبْغِضَنِي مَا اَبْغَضَنِيْ ؛ وَ لَوْصَبَبْتُ الدُّنْيَا بِجَمَّاتِهَاعَلَىٰ المنافق علٰى اَنْ يُحِبَّنِيْ مَاَ حَبَّنِيْ وَذٰلِكَ انَّه قُضِي فَانْقَضَىٰ عَلَىٰ لِسَانِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ﷺ ؛ اَنَّه قَال: يَا عَلِيُّ لا يُبْغِضُكَ مُؤْ مِن ، وَ لاَ يُحِبُّک مُنٰافِق."

(میں اگر اپنی شمشیر سے مؤمن کی ناک پر وار کروں تاکہ وہ میرا دشمن ہو جائے وہ کبھی بھی مجھ سے دشمنی نہینکرے گا اور اگر ساری دنیا منافق کو دے دوں تاکہ وہ میرا دوست ہوجائے ، وہ کبھی بھی میرا دوست نہیں ہو گا یہ خداوند عالم کی مرضی تھی جو پیغمبر ﷺ کی زبان سے جاری ہوئی ، اے علی ! مومن تم سے دشمنی نہیں کرے گا اور منافق تمہارا دوست نہیں ہو گا۔)[1]

---

(1)۔وہ مصنِّفین جنہوں نے اس کلامِ امام کو اپنی کتابوں میں ذکر کیا مندرجہ ذیل ہیں :

1۔بشارۃ المصطفیٰ ، ص 130 و 181 : مرحوم طبری (متوفّیٰ 553ھ)2۔ کتابِ امالی ، ج 1 ، ص 209 : شیخ طوسی (متوفّیٰ 460ھ)3۔ ربیع الابرار ، ج 1، ص 138 : زمخشری (متوفّیٰ 538ھ)4۔ روضۂ کافی ، ص 268 : مرحوم کلینی (متوفّیٰ 328ھ)5۔ مشکاۃ الانوار ، ص 74 : مرحوم طبرسی (متوفّیٰ 548ھ)6۔ مقتلِ امیرُ المؤمنین ، ص 3 : ابن ابی الدنیا (متوفّیٰ 281ھ)7۔ تاریخ دمشق ، ج2 ، ص 190 : ابن عساکر (متوفّیٰ 673ھ)8۔ علل الشّرایع ، ص 58/59 : شیخ صدوق (متوفّیٰ 380ھ)9۔ بحار الانوار ، ج36 ، ص 216 : مرحوم مجلسی (متوفّیٰ 1110ھ)10۔ کتاب احتجاج (بہ نقل بحار) : مرحوم طبرسی (متوفّیٰ 548ھ)11۔ بحار الانوار ، ج39 ، ص 252 تا 256 : مرحوم مجلسی (متوفّیٰ 1110ھ)12۔ کتاب محاسن ، ص 150 و 151 : علّامہ برقی (متوفّیٰ 274ھ)13۔ کتاب ارشاد ، ص 35 / 17 و 18 : شیخ مفید (متوفّیٰ 413ھ)* مندرجہ ذیل منابع بحارالانوار (ج39 ، ص 262 تا 326) میں نقل کئے گئے ہیں ۔14 ۔ کتاب حلیۃ: سمعانی 15۔ کتاب الفضائل ص 100 : سمعانی 16۔ مسند احمد : احمد بن حنبل (متوفّیٰ 241ھ) 17۔ جامع ترمذی : ترمذی (متوفّیٰ 279ھ)18۔ کتاب مسند : موصلی19۔ تاریخ بغداد : خطیب بغدادی (متوفّیٰ 463ھ) 20۔ سنن ابن ماجہ : ابن ماجہ (متوفّیٰ 275ھ)21۔ کتاب صحیح بخاری : بخاری (متوفّیٰ 256ھ)

22۔کتاب صحیح مسلم : مسلم (متوفّیٰ 261ھ)23۔کتاب الغارات : ابن ہلال ثقفی (متوفّیٰ 283ھ)24۔ شرح الالکانی : الکانی 25۔ اعیان ، ج2 ص 269 : ابن عقدہ26۔ کتاب الغریبین : ہروی (متوفّیٰ 401ھ)27۔کتاب الولایۃ: طبری (متوفّیٰ 460ھ)28 ۔ احتجاج : طبرسی (متوفّیٰ 588ھ) 29۔ کتاب امالی ، ص 38 و 39 و 173 : شیخ مفید (متوفّیٰ 413ھ)

30۔ تفسیر البرہان ، ج3 ص 207 : بحرانی (متوفّیٰ 1107ھ)31۔کشف الغمہ : مرحوم اربلی (متوفّیٰ 687ھ)32۔ کشف الیقین : علّامہ حلّی (متوفّیٰ 757ھ)33۔ کتاب طرائف : ابن طاؤوس 34۔ الجمع بین الصحیحین : حمیدی 35۔ کتاب صحیح ابی داؤود : ابی داؤود (متوفّیٰ 257ھ)36۔ عیون اخبار الرّضا ، ص 221 : شیخ صدوق (متوفّیٰ 380ھ)

37۔کتاب العمدۃ: ابن البطریق (متوفّیٰ 600ھ) 38۔ کتاب الجمع بین صحاح السّتۃ : عبدری 39۔ کتاب الفردوس : ابن شیرویہ 40۔ غرر الحکم ، ج5 ص 109 : مرحوم آمدی (متوفّیٰ 588ھ) 41۔کشف الغمہ ، ج1 ص 526 : مرحوم اربلی (متوفّیٰ 687ھ)

چہارم۔ خطبۂ حجۃ الوداع پر ایک نظر

غدیر خم کے اصلی پیغام کی شناخت کا ایک طریقہ اور ہے وہ یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے اس دن کے خطبہ کا عمیق نظروں سے جائزہ لیا جائے جو اس تاریخ ساز دن بیان ہوا!

(آفتاب آمد دلیل آفتاب)

موجب اختلاف ابحاث اور کسی ایک فرقہ یا گروہ کے اظہار نظر پر بات کرنے سے پہلے اس بات پر غور و فکر کرنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ نے غدیر خم کے دن اپنے خطبہ میں کن اہم مسائل کی طرف لوگوں کی توجّہ مبذول کرائی؟

اگر آنحضرت ﷺ کا ہدف و مقصد صرف یہ تھا کہ علی کی دوستی کا اعلان فرمائیںتو سورۂ مائدہ کی آیۃ/ 55 (بَلِّغْ مَاُ نْزِلَ ِلَيْکَ)کا تعلق سے حضرت علی کی خلافت اور امامت سے کیوں ہے؟

جیسا کہ ارشاد فرمایا: (بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم:يٰا اَيُّهَا الرَّسُوْلُ! بَلِّغْ مَااُنْزِلَ اِلَيْکَ مِنْ رَبّکَ)]فِی عَلِیٍّ ،يَعْنِی فِی الْخِلٰافَةِلِعَلِیّ بْنِ اَبِی طاٰلِبٍ [(وَاِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمٰا بَلَّغْتَ رِسٰالَتَه وَاللہ يَعْصِمُکَ مِن النّٰاسِ)

پیغمبر اکرم ﷺ کے خطبۂ حجّۃ الوداع کا کچھ حصہ اے رسولِ خدا ﷺ! جو کچھ] حضرت علی کے بارے میں [تمہارے خدا کی طرف سے تم پر نازل ہوا ہے اس کو لوگوں تک پہنچا دو،یعنی حضرت علی کی خلافت اور امت مسلمہ سے رہبری کے بارے میں مسلمانوں کو بتا دو، اپنے خطبے میں حضرت علی کی وصایت اورامامت کوواضح طور پر بیان کیوں فرمایا:

فَأُعْلِمَ كُلَّ ا بْيَضٍ وَاَ سْوَدٍاَ نَّ عَلِيَّ بْنَ بِيْ طَالِبٍ ، ااَخِيْ و وَصِيِّي و خَلِيْفَتى عَلىٰ اُمَّتى وَالْاِمٰامُ مِنْ بَعْدِى[1]

(لہٰذا سارے ! سیاہ و سفید یہ جان لیں کہ علی بن ابی طالب میرے بھائی ، خلیفہ ، وصی اور جانشین اور میرے بعد اُمّت کے امام و رہبر ہیں ۔)

کیا اس قسم کے جملے دوستی کا پیغام پہنچانے کے لئے تھے ؟

اگر ہدف ، دوستی کا اعلان تھا تو کیوں فرمایا:

"وَاعْلَمُواَنَّ اللهَ قَدْ نَصَبَه لَكُمْ وَلِيّاً وَاِمَاماً،فَرَضَ طٰا عَتَه عَلَى الْمُهٰاجِرِيْن وَالْاَنْصٰارِ ، وَعَلَى التَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسٰانٍ، وَعَلَى الْبٰادِى وَالْحٰاضِرِ،وَعَلَى الْعَجَمِيّ وَا لْعَرَبِيّ ، وَالْحُر وَالْمَمْلُوْكِ، وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ،وَعَلَى الْاَبْيَض وَالْاَسْوَدِ، و عَلىٰ كُلِّ مُوَحِّدٍ،مٰاضٍ حُكْمُه،جٰازَ قَوْلُه،نٰافِذَ مْرُه ،مَلْعُوْن مَنْ خٰالَفَه ، مَرْحُوْم مَنْ تَبِعَه ، وَصَدَقَه ، فَقَدْ غَفَرَاللّٰهُ لَه وَلِمَنْ سَمِعَ مِنْه وَاَطٰاعَ لَه."

اے لوگو ! جان لو کہ خدا وند عالم نے علی کو تمہارا امام اور سرپرست بنایا ہے، انکی اطاعت تمام مہاجرین و انصار ، اسلام کے نیک پیروکار ، شہری و دیہاتی ، عرب و عجم ، غلام و آزاد ،چھوٹے بڑے ، کالے گورے اور ہر اس خداپرست پر جو ایک خدا کی پرستش کرتا ہے واجب قرار دی ہے؛ انکے فرمان پر عمل ، کلام کا سننا اور حکم کی بجا آوری واجب ہے؛ ملعون ہے وہ شخص جو انکی مخالفت کرے اور اس پر خدا کی رحمت جو انکی اطاعت کرے ، انکی تصدیق کرنے والا مومن ہے جو بھی ان سے سنے اور ان کی اطاعت کرے خدا اس کو بخش دے گا ۔) اگر روزِ غدیر صرف دوستی کے اعلان کے لئے تھا تو پھر حضرت علیؑ اور انکے فرزندوں کی امامت اور رہبری کی بات کیوں کر رہے ہیں ؟

---

(1) پیغمبر اکرم ﷺ خطبۂ حجۃ الوداع کا کچھ حصہ انکی اطاعت کو سب مسلمانوں پر واجب کیوں کر رہے ہیں ؟ امامت اور رہبری کو تا روزِ قیامت علی اور انکے فرزندوں میں کیوں قرار دے رہے ہیں؟

جیسا کہ فرمایا:"ثُمَّ مِنْ بَعْدِیْ عَلِیّ وَ لِیُّکُمْ، وَاِمٰامُکُمْ بِاَمْرِاللهِ رَبِّکُمْ، ثُم الامٰا مَةُ فِیْ ذُرِّیَتِیْ مِنْ وُلْدِہِ لیٰ یَوْمِ الْقِیٰامَةِ،یَوْمَ تَلْقُوْنَ اللهَ وَ رَسُوْلَه."

(خدا وندِ عالم کے حکم سے میرے بعد علی تمہارے امام اور ولی ہونگے اور انکے بعد امامت میری ذرّیت میں ہے کہ جو علی سے ہوگی او رتا روزِ قیامت برقرار رہے گی وہ دن کہ جس دن تم لوگ خدا اور اسکے رسول سے ملاقات کروگے ۔)

اگر غدیر کا دن صرف دوستی کے اعلان کے لیے تھا تو پیغمبر ﷺ نے خود حضرت علی کی بیعت کیونکی ؟ اور تمام مسلمانوں کو بیعت کا حکم کیوں دیا ؟دوستی کا اعلان تو بیعت کا تقاضا نہیں کرتا ۔

" لَا وَاِنّیْ عِنْدَ انْقِضٰاءِ خُطْبَتیَ دْعُوْکُمْ لیٰ مُصٰافَقَتی عَلی بَیْعَتِہ وَالْاِقْرٰارِ بِہ ثُمَّ مُصٰافَقَتِہ مَنْ بَعْدی؛؛لَا وَ اِنّی قَدْ بٰا یَعْتُ اللّہَ ،وَ عَلِیّ قَدْ بٰایَعْنِیْ وَ اَنٰا آخِذُ کُمْ بِالْبَیْعَةِ لَہ عَنِ اللّہِ عَزَّ وَجَل (اِ نَّ الَّذِیْن یُبٰایِعُوْنَکَ اِنَّمٰا یُبٰایِعُوْنَ اللّہ یَدُاللّہ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَکَث فَاِنَّمٰا یَنْکُث عَلیٰ نَفْسِہ وَمَنْ وْفیٰ بِمٰا عٰاھَدعَلَیْہِ اللّہَ فَسَیُؤْ تِیْہِ اجْراً عَظِیْماً) سورۂ اَلْفَتْح/ 10)

تم سب آگاہ ہو جاؤ کہ میں اپنے خطبے کے اختتام پر تم لوگوں کو حضرت علی کی بیعت کے لئے بلاؤں گا تو تم سب انکی بیعت کرنا اور انکی امامت کا اعتراف کرنا ،اور پھر انکے بعد آنے والے اماموں کی بھی بیعت کرنا ۔

آگاہ ہو جاؤ اس کے سوا کچھ نہیںکہ میں نے خدا کی بیعت کی اور علی نے میری بیعت کی میں خدا وندعالم کی طرف سے تم لوگوں کو حضرت علی کی بیعت کرنے کے لئے دعوت دیتاہوں، آیہ /10 سورۂ الفتح :(بتحقیق جو لوگ تمہاری بیعت کرتے ہیں اس کے سوا کچھ نہیں کہ وہ خدا کی ہی بیعت کرتے ہیں خدا کی قوّت اور قدرت تو سب کی قوّت پر غالب ہے ، جو عہد شکنی کرے گا اسکو نقصان ہوگا ، اور جو عہد وپیمان کو وفا کرے گا خدا وند منّان اس کو عنقریب اجر عظیم عطا فرمائے گا ۔)

جو شخص بھی عہد کو توڑے گا اسنے اپنے نقصان میں کام کیا، خداوند عالم کی جانب سے مجھے یہ کام سونپا گیا ہے کہ تم لوگوں سے علی کے لئے بیعت لوں ، لہٰذاجو کچھ خدا وند عالم کی طرف سے ولایت علی کے سلسلے میں نازل ہوا ہے اسکا اعتراف کرو اور ان کوامیرُالمؤمنین جانو ، اور علی کے بعد آنے والے میرے خاندان میں سے اور علی کے فرزندوں کی امامت کو قبول کرو ، اور انکے قائم حضرت مہدی ہونگے جوتا روزِ قیامت حق سے قضاوت کریں گے ۔)

اگر سارے اسلامی فرقے آنحضرت ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع کو ہر قسم کے تعصب سے ہٹ کر دیکھیں اور اس میں غور و فکر کریں تو حقیقت کو نور خورشید کے مانند پائینگے، اور حق کے مزے سے آشنا ہو جائیں گے ۔

دوسری فصل

آیا واقعۂ غدیر ولایت کے اعلان کے لئے تھا؟

پہلی بحث : سطحی طرز تفکّر اور پیام غدیر

دوسری بحث: ولایت کا اعلان غدیر سے پہلے

تیسری بحث : اثبات امامت تا رجعت و قیامت

بعض لوگوں نے اپنی تقاریر اور تحریروں میں بغیر کسی تحقیق اور تدبّر کے واقعۂ غدیر کے بارے میں لکھا اور کہا کہ (غدیر کا دن اعلان ولایت کا دن ہے ۔)

اور اس بات کی اتنی تکرار کی گئی کہ قارئین اور سامعین کے نزدیک یہ بات ایک حقیقت بن گئی اور سب نے اس کو عقیدے کے طور پر قبول کر لیا۔

1 سطحی طرز تفکّر اور پیام غدیر:

واقعاً کیا غدیر کے دن صرف اعلان ولایت کیا گیا؟

مشہور اہل قلم و بیان کے قلم و بیان سے یہی بات ثابت ہوتی ہے جو غلط فہمی کا سبب بنی جسکے نتیجے میں لوگوں کو واقعۂ غدیر سے صحیح اور حقیقی آگاہی حاصل نہ ہو سکی درست ہے کہ عید غدیر کے دن (ولایت ِ عترت) کا اعلان بھی کیا گیا ، لیکن روز غدیر کو صرف ولایت کے اعلان سے ہی مخصوص نہیں کیا جا سکتا ۔

اگر کسی نے کم علمی ، عدم آگاہی یا اپنی سطحی سوچ کی وجہ سے اس قسم کا دعویٰ کیا ہے اور اخباروں رسالوں اور مختلف جرائد میں ایسا لکھا گیا ہے تو کوئی بات نہیں ، لیکن اس کے بر طرف کرنے کی ضرورت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا غدیر کی حقیقت کو شائستہ اور دلنشین انداز میں بیان کر کے امت مسلمہ کی جان و دل کو پاک کیا جائے ۔

2۔ ولایت کا اعلان غدیر سے پہلے:

روز غدیر رسول اکرم ﷺ کے اہم کاموں میں سے ایک کام اعلان ولایت تھا نہ صرف روز غدیر بلکہ آغاز بعثت سے غدیر تک ہمیشہ آپ ﷺ حضرت علی کی(ولایت) اور(وصایت) کے بارے میں لوگوں کو بتاتے رہے۔

اگر غدیر کا دن صرف اعلان ولایت کے لئے تھا تو فرصت طلب منافقین اتنا ہاتھ پاؤں نہ مارتے اور پیامبر گرامی ﷺ کے قتل کا منصوبہ نہ بناتے،کیونکہ آپ ﷺ بارہا مدینہ میں ، اُحد میں، خیبر میں ، بیعت عقبہ میں، بعثت کے آغاز پر، ہجرت کے دوران،غزوۂ تبوک کے موقع پر اور کئی حساس موقعوں پر علی کی ولایت کا اعلان کر چکے تھے۔

اپنے بعد کے امام اور حضرت علی کے فرزندوں میں سے آنے والے دوسرے اماموں کا تعارف ناموں کے ساتھ کروا چکے تھے، مگر کسی کو دکھ نہ ہوا، کچھ منافق چہرے بھی وہاں موجود تھے لیکن انھوں نے کسی قسم کی سازش نہیں کی، کوئی قتل کا منصوبہ نہیں بنایا کیوں ؟ اس لئے کہ صرف اعلان ولایت انکے پوشیدہ مقاصد کے لئے کوئی خطرے والی بات نہیں تھی ،غدیر سے پہلے اعلان ولایت کے چند نمونے پیش خدمت ہیں :

1۔ ولایتِ علی کا اعلان آغاز بعثت میں:

حضرت امیر المؤمنین کی ولایت کا اعلان غدیر کے دن پر منحصر نہیں بلکہ آغاز بعثت کے موقع پر ہو چکا تھا، سیرۂ ابن ہشّام میں ہے کہ بعثت کو ابھی تین سال بھی نہ گذرے تھے کہ خدا وند عالم نے اپنے حبیب سے فرمایا :

(اَنْذِرْ عَشِيْرَتَکَ الْاَقْرَبِيْنَ) سورۂ شعراء / 214

(اے رسول تم اپنے قرابت داروں کو عذاب الٰہی سے ڈراؤ)

اس آیت کے نازل ہوتے ہی پیغمبر ﷺ کی اسلام کے لئے مخفیانہ دعوت تمام ہو گئی اور وہ وقت آگیا کہ اپنے قریبی رشتہ داروں اور قرابت داروں کو اسلام کی دعوت دیں تمام مفسّرین اور مؤرّخین تقریباً بالاتفاق یہ لکھتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو پیغمبر ﷺ نے اپنے رشتہ داروں کو اسلام کی دعوت دینے کا بیڑہ اٹھا لیا ، اوریہی وجہ تھی کہ آپ ﷺ نے حضرت علی کو گوشت اور شیر (دودھ) سے غذا بنانے کا حکم دیا اور کہا کہ بنی ہاشم کے بڑے لوگوں میں سے چالیس یا پینتالیس لوگوں کو کھانے پر دعوت دیں[1]

دعوت کی تیاریاں ہوگئیں ، سب مہمان مقررہ وقت پر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے ، لیکن کھانے کے بعد (ابو لہب) کی بیھودہ اور سبک باتوں کی وجہ سے مجلس درہم برہم ہو گئی اور کوئی خاطر خواہ نتیجہ حاصل نہ ہو سکا ، تمام مدعوّین کھانا کھا کر اور دودھ پی کر واپس چلے گئے۔

حضوراکرم ﷺ نے فیصلہ کیا کہ اسکے دوسرے دن ایک اور ضیافت کا انتظام کیا جائے اور ایک بارپھر ان سب لوگوں کو دعوت دی جائے ، رسولِ خدا ﷺ کے حکم سے حضرت علی نے ان لوگوں کو دوبارہ کھانے اور آنحضرت ﷺ کے کلمات سننے کی دعوت دی سارے مہمان ایک مرتبہ پھر مقررہ وقت پر حاضر ہو گئے ، کھانے وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد جناب رسولِ خدا نے فرمایا:

---

(1)۔ مجمع البیان ج 7،ص 260، وکامل ابن اثیر ج 2، ص 61، وتفسیر کشّاف ج 3 ، ص 341 ، وتفسیر کبیر امام فخر رازی ج 24، ص 173 ، وتاریخ دمشق ج 1، ص 87 ، و الدرالمنثور ج 5، ص 97 ، کفایۃ الطالب ص 205،

(جو اپنی اُمّت کا حقیقی اور واقعی راہنما ہوتا ہے وہ کبھی ان سے جھوٹ نہیں بولتا اس خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی خدا نہیں ، میں اسکی طرف سے تمہارے لئے اور سارے جہان والوں کے لئے بھیجا گیا ہوں ہا ں اس بات سے آگاہ ہو جاؤ کہ جس طرح سوتے ہو اس ہی طرح مرجاؤ گے ، اور جس طرح بیدار؛ ہوتے ہو اس ہی طرح قیامت کے دن زندہ ہو جاؤ گے اعمال نیک بجا لانے والوں کو جزائے خیر اور بُرے اعمال و الوں کو عذاب میں بتلا کیا جائے گا ، نیک اعمال والوں کے لئے ہمیشہ رہنے والی جنت اور بدکاروں کے لئے ؛ ہمیشہ کے لئے جہنّم تیا ر ہے میں پورے عرب میں کسی بھی شخص کو نہیں جانتا کہ جو کچھ میں اپنی امّت کے لئے لایا ہوں اس سے بہتر اپنی قوم کے لئے لایا ہو ؛جس میں بھی دنیا وآخرت کی خیر اور بھلائی تھی میں تمہارے لئے لے کر آیا ہوں میرے خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں کو اسکی وحدانیّت اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی دعوت دوں۔)

اسکے بعد فرمایا :

(وَاِنَّ اللهَ لَمْ یَبْعَثْ نَبِیّاً اِلَّا جَعَلَ لَه مِنْ اهْلِه اخاً وَ وَزِیْراً وَ وٰارِثاً وَوَصِیّاًاَ خَلِیْفَةً فی اَ هْلِه فَاَ یُّکُمْ یَقُوْمُ فَیُبٰایِعْنی عَلیٰ اَ نَّه اَخی وَوٰارِثِی وَ وَزِیْری وَ وَصِیّ وَیَکُوْنُ مِنّی بِمَنْزِلَةِ هٰارُوْنَ مِنْ مُوْسی اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِیَّ بَعْدی)

بتحقیق خدا وند عالم نے کوئی نبی نہیں بھیجا کہ جسکے قریبی رشتہ داروں میں سے اس کے لئے بھائی ، وارث ، جانشین ، اور خلیفہ مقرر نہ کیا ہو پس تم میں سے کون ہے جو سب سے پہلے کھڑا ہو اور اس امر میں میری بیعت کرے اورمیرا بھائی ، وارث ،وصی اوروزیر بنے تو اسکا مقام اور منزلت میری نسبت وہی ہے جو موسیٰ کی نسبت ہارون کی تھی فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی پیامبر نہیں آئے گا ۔) (1)

---

(1)۔ مجمع البیان ، ج 7 ،ص 206 / تفسیر المیزان ، ج 15، ص 335 / تاریخ دمشق ابن عساکر ، ج 19، ص 68 المنا قب فی ذرّیۃ اطائب ۔

آپ ﷺ نے اس جملے کو تین بار تکرار فرمایا :ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا :

(فَاَیُّکُمْ یُوَازِرُنی عَلیٰ ھٰذَاالْاَمْرِ؟ وَاَ نْ یَکُوْنَ اَخی وَوَصیّی وَخَلِیْفَتی فِیکُمْ؟)[1]

(پس تم میں سے کون ہے جو اس کام میں میری مدد کرے اور یہ کہ وہ تمہارے درمیان میرا بھائی ، وصی اور خلیفہ ہو گا؟) آنحضرت ﷺ نے یہ جملہ ارشاد فرمانے کے بعد کچھ دیر توقّف کیا تاکہ دیکھ سکیں کہ ان لوگوں میں سے کس نے انکی دعوت پر لبّیک کہا اور مثبت جواب دیا؟سب لوگ سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے کہ اچانک حضرت علی کو دیکھا(جنکا سن اس وقت 15سال سے زیادہ نہ تھا۔)کہ وہ کھڑے ہوئے اور سکوت کو توڑتے ہوئے

پیغمبر ﷺ کی طرف رخ کر کے فرمایا: (اے خدا کے رسول ﷺ !میں اس راہ میں آپکی مدد کروں گا ۔)

اسکے بعد وفاداری کی علامت کے طور پر اپنے ہاتھ کو جناب ختمی مرتبت ﷺ کی طرف بڑھا دیا ، رسولِ خدا ﷺ نے بیٹھ جانے کا حکم دیا ؛ اور ایک بار آپ ﷺ نے اپنی بات دہرائی،پھر حضرت علی کھڑے ہوئے اور اپنی آمادگی کا اظہار کیا ، اس بار بھی آپ ﷺ نے بیٹھ جانے کا حکم دیا ؛تیسری دفعہ بھی حضرت علی کے علاوہ کوئی کھڑانہ ہوا ،اس جماعت میں صرف حضرت امیرُالمؤمنین تھے جو کھڑے ہوئے اور آنحضرت ﷺ کے اس مقدّس ہدف کی حمایت اور پشت پناہی کا کھلا اظہار کیا اور فرمایا:

---

(1)۔حیات ِ محمد ﷺ ، ڈاکٹر ھیکل ص104 / کامل ابن اثیر، ج 2 ،ص 63کفایۃالمطالب ، ص250 وتاریخ مشق ج 1، ص89/ شرح ابن ابی الحدید، ج 13 ،ص 211۔

(یا رسول اللہ ﷺ میں اس راہ میں آپکا مدد گار و معاون رہونگا۔)

آنحضرت ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت علی کے دست مبارک پر رکھا اور فرمایا: "اِنَّ هٰذَا اَخِیْ وَ وَصِیِّیْ وَ خَلِیْفَتِیْ عَلَیْکُمْ فَاسْمَعُوْا لَهُ وَاَطِیْعُوْهُ ."

بے شک یہ علی تمہارے درمیان میرا بھائی ،وصی اور جانشین ہے اسکی بات سنو اور اسکی اطاعت کرو، پیغمبر ﷺ کے اپنوں نے اس موضوع کو بہت سادہ اور عام سمجھا اوریہاں تک کہ بعض نے تو مذاق اڑایا اور جناب ابوطالبؑ سے کہا آج کے بعد اپنے بیٹے علی کی بات غور سے سنو اور اسکی اطاعت کرو۔) لہٰذا ولایت کا اعلان ،رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے 3سال بعد اور اسلام رائج ہوتے وقت ہی ہو گیا تھا اور غدیر خُم سے پہلے ہی آنحضرت ﷺ کے قرابت داروں اور بزرگانِ قریش کے کانوں تک پہنچ گیا تھا۔

2۔ جنگ تبوک کے موقع پر اعلان ولایت: (حدیث ِمنزلت)

9 ہجری میں آنحضرت ﷺ نے تبوک کی طرف لشکر کشی فرمائی، چونکہ یہ لشکر کشی بہت طولانی تھی اور آپ ﷺ کو اسلامی حکومت کے دارُالخلافہ سے بہت دور شام کی سرحدوں تک جانا تھا، اس امر کی ضرورت تھی کہ ایک قدرت مند اور بہادر مرد مدینہ میں آپ ﷺ کا جانشین ہو ؛تاکہ حکومت کے مرکزاور صدر مقام پر امن و امان کی فضا بحال رہے اس لئے حضور اکرم ﷺ نے بہتر یہ سمجھا کہ حضرت علی ابن ابی طالب کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرّر کریں۔

آپ ﷺ کی تبوک کی طرف روانگی کے فوراً بعد ہی منافقوں نے شہر مدینہ میںچرچا شروع کردیا کہ (نعوذ باللہ) رسولِ خدا ﷺ حضرت علی ابن ابی طالب سے ناراض ہیں اور اب ان سے محبّت نہیں کرتے ،اور اس بات کی دلیل یہ ہے کہ اپنے ساتھ لے کر نہیں جارہے، یہ بات حضرت علی پر گراں گذری اور آپ اس کو برداشت نہ کر سکے اس لئے تبوک کے راستے میں پیغمبر ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی:

یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ ایسی ایسی بات کر رہے ہیں حضرت ختمی مرتبت ﷺ نے فرمایا :

(نْتَ مِنّیْ بمنزِلَةِ هٰارُوْنَ مِن مُوْسیٰ ، لَّاَ نَّه لا نَبِیَّ بَعْدی)

اے علی ! تمہاری نسبت میرے ساتھ ایسی ہی ہے جیسے ہارون کی موسیٰ کے ساتھ تھی لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔)[(1)]

یعنی : تمہیں اس لئے مدینہ میں رہنا ہے کہ جب بھی موسیٰ اپنے پروردگار کے امر کی بجاآوری کے لئے جاتے تھے ،تو اپنے بھائی کو اپنی جگہ پر بٹھا کر جاتے تھے۔

(وَ قٰالَ مُوسیٰ لِاَ خِیْه هٰا رُوْنَ اُخْلُفْنی فی قَوْمی وَ اَصْلِحْ ولاَ تَتَّبع سَبیلَ الْمُفْسِدِیْن)[(2)]

---

(1)1۔ معانی الاخبار ،ص74 ، جابر ابن عبداللہ اور سعد ابن ابی وقاص سے نقل کیا ہے۔

2۔ مناقب آل ابن طالب ، ج3، ص 16

3۔ صحیح بخاری ، ج5 ،ص 24 ، (باب مناقب علی)

4۔ صحیح مسلم ، ج2، ص360 ، (باب فضائل علی)

5۔ الغدیر ،ج1 ،ص 197 ،ج3، ص199

6۔ کتاب احقاق الحق ، ج21 ،ص 26 و 27

7۔ الغدیر ،ج1 ،ص 197 ، ج3 ،ص19

8۔سنی المطالب فی مناقب علی بن ابیطالب : شمس الدین ابوالخیر جزری

9۔ الضوء اللّامع ، ج9 ،ص 256

10۔البدر الطالع ،ج2، ص 297

(2) سورۂ اعراف/142

اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہا: میری اُمّت میں میرے جانشین رہو، اور انکی اصلاح کرنا اور مفسدین کی راہ پر مت چلنا، مذکورہ حدیث میں بھی واقعۂ غدیر سے پہلے حضرت امیرُالمؤمنین کی وصایت و ولایت کا اعلان ہو چکا تو پھر کیا ضرورت تھی کہ اتنے تپتے ہوئے صحرا میں صرف ولایت کے اعلان کے لیے لوگوں کو روکا جائے۔

3۔ حضرت علیؑ کے رہبر ہونے کا اعلان غدیر سے پہلے:

لفظِ (یعسوب) کے معنیٰ رئیس، بزرگ اور اسلام کے سرپرست کے ہیں۔[1]

رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت علی کے بارے میں کچھ اس طرح ارشاد فرمایا!

(یٰا عَلِیُّ اِنَّکَ سَیِّدُ الْمُسْلِمیْنَ وَیَعْسُوْبُ الْمُؤمِنیْنَ وَاِمٰامُ الْمُتَّقیْنَ وَ قٰا ئِدُالْغُرِّالْمُحَجَّلیْنَ)[2]

اے علی! تم مومنین کے بزرگ اور رہبر ہو اور پرہیزگاروں کے امام ہو اور با ایمان عورتوں کے رہبر ہو) جنابِ امیرالمؤمنین نے ارشاد فرمایا: (اَنَا یَعْسُوْبُ الْمُؤْ مِنیْنَ وَ الْمٰالُ یَعْسُوْبُ الْفُجّٰارِ) ابنِ ابی الحدید امیرالمؤمنین کے کلام کی شرح کرتے ہوئے لکھتا ہے! یہ کلمہ خدا کے رسول ﷺ نے امام علی کے بارے میں ارشاد فرمایا: ایک بار "انْتَ یَعْسُوْ بُ الدّیْن" کے لفظوں کے ساتھ اور دوسری بار "ٔنْتَ یَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنیْنَ" کے لفظوں کے ساتھ، اور ان دونوں کے ایک ہی معنیٰ ہیں گویا امیرُالمؤمنین کو مؤمنین کا رئیس اور سیّد و سردار قرار دیا ہے[3] نیز

---

(1)۔ لغت میں ہے کہ (الیعسوب؛ الرّئیس الکبیر، یقال ھو یعسوب قومہ) اصل میں شہد کی مکھیوں کے امیر اور نر کو (یعسوب) کہتے ہیں، جیسا کہ اہل لغت کہتے ہیں (الیعسوب؛ ذَکَرُالنَّحْلِ وَمیرھا)۔

(2)۔ بحار الانوار، ج38 ص126 تا 166 تقریباً 10/ روایتیں شیعہ اور سنّی سے اس سلسلے میں نقل ہوئی ہیں۔

(3) ۔ شرح ابن ابی الحدید، ج،19ص 224 حکمت 322 کے ذیل میں اپنی شرح کے مقدمہ میں لکھتاہے: اہل حدیث کی روایت میں ایک کلام نقل ہوا ہے جسکے معنیٰ امیرُالمؤمنین کے ہیں، اور وہ یہ ہے کہ فرمایا:

"اَ نْتَ یَعْسُوْبُ الدّیْنِ وَالْمٰالُ یَعْسُوْبُ الظُّلْمَۃِ ."اے علی! تم دین کے رہبر اور مال گمراہوں کا رہبر ہے) ایک دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا:

ھٰذٰا یَعْسُوْبُ الدیْنِ (یہ علی دین کے رہبر ہیں) ان دونوں روایتوں کو احمد بن حنبل نے اپنی کتاب (مسند) میں اور ابو نعیم نے اپنی کتاب حلیۃالاو لیاء میں نقل کیا ہے

یاد رہے کہ یہ فضائل اور مناقب امام علی کے ساتھ مخصوص ہیںاور منحصر بہ فرد ہیں، انکی خلافت کے دلائل میں سے ہیںاور واقعۂ غدیر سے پہلے بیان کئے جا چکے ہیں۔

4۔ حضرت علی کی امامت کا اعلان:

حدیث اعلان ولایت حضرت امیرالمؤمنین کی ایک ایسی فضیلت ہے کہ جو آپ کی ذات سے مخصوص، منحصر بہ فرد اور آپ کی خلافت اور امامت کے دلائل میں سے ہے، ابن عبّاس نقل کرتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے حضرت علی سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا: یا علی "انْتَ وَلِیُّ کُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدیْ وَمُؤْمِنَةٍ ."[2]

آپ میرے بعد ہر مؤمن مرد و زن کے ولی اور رہبر ہیں) یہ حدیث بھی غدیر خُم کے اہم واقعہ سے پہلے رسولِ اکرم ﷺ کی جانب سے صادر ہوئی سب لوگوں نے اسکو سنا بھی تھا اور حفظ بھی کر لیا تھا۔

---

(1)۔ شرح ابن ابی الحدید، ج1ص 12: مقدمہ کنزالعمال، حاشیہ مسند احمد

(2)۔ تلخیص مستدرک، ج3، ص 134: ذہبی مسندِ حنبل، ج1ص 331: احمد ابن حنبل

3۔ صحیح ترمذی، ج5ص 632 (باب مناقب علی بن ابی طالب): ترمذی

4۔ کنزالعمال حاشیہ مسند احمد

5۔ الغدیر، ج3 ص 215تا 217: علاّمہ امینی

6۔ مناقب ابن شہر آشوب، ج3 ص 46تا52

7۔ مستدرک حاکم، ج3 ص 134

5۔ پرہیزگاروںکے امام حضرت علی :

رسولِ خدا ﷺ سے نقل ہوا ہے کہ

اُوْحِیَ لِیَّ فی ثَلاثٍ،َنَّه سَیِّدُالْمُسْلِمِیْنَ وَاِمامُ الْمُتَّقِیْنَ وَقٰائِدُ الْغُرِّالْمُحَجَّلِیْنَ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا:

تین بار حضرت علی کے بارے میں مجھ پر وحی نازل ہوئی : علی مسلمانوں کے سردار، پرہیزگاروں کے امام اور با ایمان خواتین کے رہبر ہیں[1] اس طرح واضح اور روشن انداز میں ولایت کا اظہار بھی واقعۂ غدیر سے پہلے ہو چکا تھا اور کسی سے پوشیدہ نہ تھا۔

6۔ علی امیرُالمؤمنین :

ایک اور بہت واضح اور روشن حقیقت یہ ہے کہ رسولِ گرامی اسلام ﷺ نے واقعۂ غدیر سے پہلے حضرت علی بن ابیطالب کو (امیرُالمؤمنین)کا لقب دیا جوکہ حضرت علی کی امامت اور خلافت کی حکایت کرتا ہے اور یہ لقب آپ کی ذات اقدس کے ساتھ مخصوص ہے۔

انس بن مالک :

انس بن مالک نے نقل کیا ہے کہ میں جناب رسولِ خدا ﷺ کا خادم تھا ؛ جس رات آنحضرت ﷺ کو اُمِّ حبیبہ کے گھر میں شب بسر کرنا تھی ، میں آنحضرت ﷺ کے

---

(1)۔مستدرک صحیحین ،ج3، ص136 و صحیح بخاری ، مختصر کنزالعمال حاشیۂ مسند احمد ،ص34 و المراجعات ،ص150

لئے وضوء کا پانی لے کر آیا تو آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا :"یا اَنَسُ یَدْ خُل عَلَیْکَ السّاعَة مِن ھٰذاالباب امیرالْمؤمِنیْنَ وَخَیْرالْوَصِیّیْن ، َ قْدَمُ النّاسَ سِلْماً وَ کْثرُ ھُمْ عِلْماً وَ ا رْ جَحُھُم حِلْما"

اے انس ! ابھی اس دروازے سے امیرالمؤمنین و خیر الوصیّین داخل ہونگے؛ جو سب سے پہلے اسلام لائے جنکا علم سب انسانوں سے زیادہ ہے؛ جو حلم اور بردباری میں سب لوگوں سے بڑھ کر ہیں)[1] انس کہتے ہیں کہ! میں نے کہا کہ خدایا کیا وہ شخص میری قوم میں سے ہے؟ ابھی کچھ دیر نہ گذری تھی کہ میں نے دیکھا علی بن ابیطالب دروازے سے داخل ہوئے جبکہ رسولِ خدا ﷺ وضو کرنے میں مشغول تھے ،آپ ﷺ نے وضو کے پانی میں سے کچھ پانی حضرت علی کے چہرۂ مبارک پرڈالا۔

1۔ ارشاد، ص20: شیخ مفید ابن مالک سے نقل کرتے ہیں۔

نقل شیخ مفید:

ایک اور روایت میں شیخ مفید بہ سند خود ابن عبّاس سے نقل کرتے ہیں: رسولِ خدا ﷺ نے اُمِّ سلمیٰ سے فرمایا:
اسْمَعی وَا شْهَد ایْ هٰذا ؛ عَلِیٌّ ا میْرُالْمُؤْ منیْنَ وَ سَیِّدُ الْوَ صِیّیْنَ)
(اے امّ سلمیٰ میری بات سنو اور اسکی گواہ رہنا کہ یہ علی]بن ابیطالب [مؤمنوں کا امیراوروصیّوں کا سردار ہے۔)

نقل ابن ثعلبہ:

شیخ مفید تیسری روایت میں بہ سند خود معاویۃبن ثعلبہ سے نقل کرتے ہیںکہ (ابو ذر سے کہا گیا کہ وصیّت کرو۔
ابوذرنے کہا:میں نے وصیّت کردی ہے۔
انہوں نے کہا: کس شخص کو؟
ابوذر نے کہا :امیرُالمؤمنین کو،؟
انہوں نے کہا :کیا عثمان بن عفّان کو؟
ابوذر نے کہا: نہیں امیرُالمؤمنین علی بن ابیطالب کو جنکے دم سے زمین ہے اور جو اُمّت کی تربیت کرنے والے ہیں۔)

نقل بریدة بن اسلمی:

بریدہ بن خضیب اسلمی کی خبر جو علماء کے درمیان مشہور ہے بہت سی اسناد کے ساتھ (کہ جنکا ذکر کلام کو طولانی کرے گا) بُریدہ کہتا ہے کہ: جناب رسولِ خدا ﷺ نے مجھے اور میرے ساتھ ایک جماعت (ہم لوگ سات افراد تھے ان میں سے منجملہ ابو بکر، عمر، طلحہ، زبیر تھے کو حکم دیا کہ:"سَلِّمُوا عَلیٰ عَلِیٍّ بِا مْرَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ" علی کو امیر المؤمنین کے کلمہ کے ساتھ سلام کیا کرو) ہم نے پیغمبر ﷺ کی حیات اور ان کی موجودگی میں ان کو یا امیر المومنین کہکر سلام کیا۔[1]

---

(1)۔ارشاد شیخ مفید، ص 20: شیخ مفید و بحارُالانوار، ج37، ص290 تا 340: علامہ مجلسی، الغدیر ج8، ص 87۔ ج6، ص 80: علاّمہ امینی و حلیۃ الا ولیاء، ج 1، ص 63: ابو نعیم

نقل عیاشی:

عیاشی اپنی تفسیر میں نقل کرتا ہے کہ ایک شخص امام صادق کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: (اَلسَّلامُ عَلَیکَ یا مَیرَالمُؤمِنیِن) امام صادق کھڑے ہوگئے اور فرمایا: یہ نام امیرُالمؤمنین علی کے علاوہ کسی اور کے لئے مناسب نہیں ہے اور یہ نام خدا وند عالم کا رکھا ہوا ہے اس نے کہا کہ آپکے امامِ قائم کو کس نام سے پکارا جاتا ہے ؟

امام صادق نے فرمایا :

(السَّلاٰمُ عَلَیْکَ یٰا بَقْیَۃَ اللّٰہِ ،السَّلاٰمُ عَلَیْکَ یَابنَ رَسُوْل اللّٰہ)[1]

اور امام باقر نے فُضیل بن یسار سے فرمایا:

(یٰا فُضَیْلُ لَمْ یُسَمَّ بِھٰا وَاللّٰہِ بَعْدَ عَلِیٍّ اَمیْرِالْمُؤْمِنیْنَ لا مُفْتِرٍ کَذّٰابِ الیٰ یَوْمَ النّٰاسِ ھٰذٰا)[2]

اے فضیل !خدا کی قسم علیؑکے علاوہ کسی کو بھی اس نام (امیر المؤمنین) سے نہیں پکارا گیا اور اگر کسی کو پکارا گیا تو وہ خائن اور جھوٹا ہے۔)

واقعۂ غدیر سے قبل حضور اکرم ﷺ سے اتنی فراوان اور وسیع روایات و احادیث کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ روز غدیر (ولایت) کے اعلان کے لئے مخصوص نہیں تھا ، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر اور اہم چیز حقیقت کے روپ میں سامنے آئی اوروہ حقیقت حضرت علی کیلئے لوگوں کی بیعت عمومی تھی ،کیونکہ اگر لوگوں کی عمومی بیعت نہ ہو تو امام کی قیادت و راہنمائی قابل اجرا اور قابل عمل نہ رہے گی ۔

---

(1)۔ تفسیر عیاشی ، ج 1، ص 286 (سورۂ نساء کی آیت / 117 کے ذیل میں)

(2)۔ بحار الانوار ، ج37، ص 318

7۔ اعلان ولایت بوقت نزول وحی:

جب آنحضرت ﷺ پر وحی کا نزول ہو رہا تھا تو آپ ﷺ کی طرف سے حضرت علی کی امامت اور وصایت کا بھی اعلان ہوا۔ امیرالمؤمنین نہج البلاغہ میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: جب وحی نازل ہو رہی تھی تو میں نے شیطان کی گریہ وزاری کی آواز سنی اور پیغمبر ﷺ سے اس کی وجہ

پوچھی؛ جناب رسولِ خدا ﷺ نے میرے سوال کے مناسب جواب کے ساتھ میری وصایت اور ولایت کو بھی بیان فرمایا۔)

(وَلَقَدْ کُنْتُ اَتَّبِعُهُ اَتِّبَاعَ الْفَصِیْلِ اَثَرَ اُمِّه* یَرْفَعُ لی فی کُلِّ یَوْمٍ مِنْ اِ خْلَاقِه عَلَماً وَ یَاْ مُرُنی بِا لْاِ قْتِدَائِ بِه وَ لَقَدْکَان یُجَاوِرُ فی کُلِّ سَنَةٍ بِحِرَائَ فَاَرَاهُ ، وَلَا یَرَاهُ غَیْری؛ وَلَمْ یَجْمَع بَیْت وَاحِد یَوْمَئِذ فی الْاِ سْلَامِ غَیْرَرَسُوْلِ الله ﷺ وَخَدیْجَة وَ اَنَا ثَالِثُهُمَا اَرَیٰ نُوْرَ الْوَحْیِ وَ الرِّسَالَةِ ، وَ اَشُمُّ رِیْحَ النُّبُوَّةِ وَلَقَدْ سَمِعْتُ رَنَّةَ الشَّیْطَانِ حیْنَ نَزَل الْوَحْیُ عَلَیْهِ فَقُلْتُ؛ یَا رَسُوْلَ الله ﷺ مَا هٰذِهِ الرَّنَّةُ ؟ فَقَالَ! (هٰذَا الشَّیْطَانُ قَدْ یِسَ مِنْ عِبَادَ تِه اِنَّکَ تَسْمَعُ مَا اَسْمَعُ،وَتَرَیٰ مَاَ اَرَیٰ ، اِلّاٰاَنَّکَ لَسْتَ بِنَبِیٍّ ،وَلٰکِنَّکَ لَوَزِیْر وَ اِنَّکَ لَعَلیٰ خَیْرٍ.)[1]

میں ہمیشہ ؛پیغمبر گرامی ﷺ کے ساتھ تھا جس طرح ایک بچہ اپنی ماں کے ساتھ ہوتا ہے، پیغمبر ﷺ ہر روز اپنے پسندیدہ اخلاق میں سے ایک نمونہ مجھے دکھاتے اور مجھے اپنی اقتدا کا حکم دیتے تھے ، آپ ﷺ سال کے کچھ مہینے غار حرا میں بسر کرتے تھے صرف میں ہی ان سے ملاقات کرتا تھا ، اور میرے علاوہ کوئی بھی ان سے نہیں ملتا ان دنوں کسی مسلمان کے گھر میں راہ نہ تھی؛ سوائے خانہ رسولِ خدا ﷺ کے جنابِ خدیجہ علیہا سلام بھی وہاں ہوتیںاور میں تیسرا شخص ہوتا تھا ، میں نور وحی اور رسالت کو دیکھتا اور بوئے نبوّت کو محسوس کرتا تھا۔

---

(1)۔ خطبۂ، 192 / 119 ، نہج البلاغہ

* (اونٹنی کا بچہ ہمیشہ اسکے ساتھ ہے) یہ ایک ضرب المثل ہے ، جب یہ بتانا چاہتے تھے کہ وہ دو لوگ ہمیشہ ساتھ رہتے ہیں تو ، اسطرح کہتے تھے۔

جب آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہو رہی تھی تو میں نے شیطان رجیم کی آہ و زاری کی آواز سنی ، جنابِ رسولِ خدا ﷺ سے دریافت کیا کہ یہ کس کی آہ و زاری کی آواز ہے ؟ پیغمبر گرامی ﷺ نے ارشاد فرمایا :

یہ شیطان ہے جو اپنی عبادت سے نا اُمید ہو گیا ہے ، اور ارشاد فرمایا: یا علی ! جو کچھ میں سنتا ہوں آپ سنتے ہیں اور جو کچھ میں دیکھتا ہوں آپ دیکھتے ہیں لیکن فرق اتنا ہے کہ آپ نبی نہیں بلکہ آپ میرے وزیر ہیں اور راہ خیر پر ہیں [1]

---

(1) ۔اس خطبے کے اسناد و مدارک اور (معجم المفہرس) مؤلف درج ذیل ہے :

1۔کتاب الیقین ، ص 196 : سیّد ابن طاؤوس (متوفیٰ 664ھ)2۔فروع کافی ، ج4، ص 198 و 168 / ج1، ص219 : مرحوم کلینی (متوفیٰ 328ھ)

3۔ من لا یحضرہ الفقیہ ، ج1، ص 152 : شیخ صدوق (متوفیٰ 380ھ)4۔ربیع الابرار ، ج1، ص 113 : زمخشری (متوفیٰ 538ھ)

5۔اعلام النبوۃ ، ص 97 : ماوردی (متوفیٰ 450ھ)6۔بحار الانوار ، ج13 ، ص 141 / ج60 ، ص 214 : مرحوم مجلسی (متوفیٰ 1110ھ)

7۔ منہاج البراعۃ ، ج2،ص206 : ابن راوندی (متوفیٰ 573ھ)8۔ نسخۂ خطی نہج البلاغہ ، ص 180 : لکھی گئی 421ھ

9۔ نسخۂ خطی نہج البلاغہ ، ص 216 : ابن مؤدّب : لکھی گئی 499ھ 10۔دلائل النبوۃ : بیہقی (متوفیٰ 569ھ)

11۔کتاب السّیرۃ و المغازی : ابن یسار 12۔ کتاب خصال ، ج 1، ص 163 حدیث 171 / ص 655 و 500 : شیخ صدوق (متوفیٰ 380ھ)

13۔غرر الحکم ، ج 1، ص294 / ج 2 ، ص 110 : مرحوم آمدی (متوفیٰ 588ھ)14۔ بحار الانوار ، ج63، ص 214 / ج113، ص 141 : مرحوم مجلسی (متوفیٰ 1110ھ)

15۔ بحار الانوار ، ج14، ص 477 : مرحوم مجلسی (متوفیٰ 1110ھ)16۔ غرر الحکم ، ج4، ص 435 / 438 / 477 : مرحوم آمدی مرحوم مجلسی (متوفیٰ 588ھ)

17۔غرر الحکم ، ج3 ص 20 / 39 / 300 / 311 / 373 : مرحوم آمدی مرحوم مجلسی (متوفیٰ 588ھ)18۔غرر الحکم ، ج6، ص 276 / 279 / 431 : مرحوم آمدی مرحوم مجلسی (متوفیٰ 588ھ)

19۔غرر الحکم ، ج2 ، ص 262 / 342 : مرحوم آمدی مرحوم مجلسی (متوفیٰ 588ھ)20۔غرر الحکم ، ج 5 ، ص 119 / 156 : مرحوم آمدی مرحوم مجلسی (متوفیٰ 588ھ)

21۔ارشاد ، ج 1 ، ص 315 : شیخ مفید (متوفیٰ 413ھ)22۔ احتجاج ، ج 1، ص 141 : مرحوم طبرسی (متوفیٰ 588ھ)

8۔ حدیث ثقلین:

پیغمبر اسلام ﷺ غدیر سے بہت پہلے معروف حدیث (ثقلین) میں بھی حضرت علیؑ اور دوسرے ائمہ معصومین علیہم السّلام کی امامت کا واضح اعلان کر چکے تھے، ارشاد فرمایا: "انِّیْ تٰا رِک فیْکُمُ الثِّقَلَیْن کِتٰابَ اللّٰہِ وَ عِتْرَتیْ"[1] میں تمہارے درمیان" دو گراں قدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں؛ ایک کتاب خدا اور دوسری اپنی عترت۔)

---

(1)۔ حدیث ثقلین کے اسناد و مدارک:

1۔بحار الانوار، ج22، ص 472: علاّمہ مجلسی (متوفیٰ 1110ھ) 2۔ کتاب مجالس: شیخ مفید (متوفیٰ 413ھ)

3۔ صحیح ترمذی، ج5، ص 328 / ج13 ص 199: محمد بن عیسیٰ ترمذی (متوفیٰ 279ھ) 4۔ نظم درر السمطین، ص 232: زرندی حنفی

5۔ینابیع المؤدۃ، ص 45/33: قندوزی حنفی 6۔ کنز العمال، ج 1، ص 153: متقی ہندی 7۔ تفسیر ابن کثیر، ج4، ص 113: اسماعیل بن عمر (متوفیٰ 774ھ)

8۔ مصابیح السنۃ، ج 1، ص 206 / ج 2، ص 279 9۔ جامع الاصول، ج 1، ص 187: ابن اثیر (متوفیٰ 606ھ)

10۔ معجم الکبیر، ص137: طبرانی (متوفیٰ 360ھ) 11۔ فتح الکبیر، ج 1، ص 503 / ج 3 ص 385

12۔عبقات الانوار، ج1، ص 94/112/114/151: 13۔ احقاق الحق، ج9: علاّمہ قاضی نور اللہ شوشتری 14۔ ارجح المطالب، ص336:

15۔ رفع اللّبس و الشّبہات، ص11/15: ادریسی 16۔ الدرّ المنثور، ج4، ص 306/7: سیوطی (متوفیٰ 911ھ)

17۔ذخائر العقبیٰ، ص16: محب الدّین طبری (متوفیٰ 694ھ) 18۔ صواعق المحرقۃ، ص147/226: ابن حجر (متوفیٰ 852ھ)

19۔ اسد الغابۃ، ج2، ص 12: ابن اثیر شافعی (متوفیٰ 630ھ) 20۔ تفسیر الخازن، ج 1، ص4: 21 ۔ الجمع بین الصحّاح (نسخۂ خطّی)

22۔ علم الکتاب، ص264: سیّد خواجہ حنفی 23۔ مشکاۃ المصابیح، ج3، ص 258: 24۔ تیسیر الوصول، ج1، ص 16: ابن الدیبع 25۔ مجمع الزوائد، ج9، ص 162: ہیثمی (متوفیٰ 807ھ) 26۔جامع الصغیر، ج1، ص 353: سیوطی (متوفیٰ 911ھ) 27۔ مفتاح النّجاۃ، ص9 (نسخۂ خطّی) 28۔ مناقب علی بن ابی طالب ، ص234/281: ابن المغازلی 29۔ فرائد السّمطین، ج2، ص143: حموینی (متوفیٰ 722ھ) 30۔ مقتل الحسین، ج1، ص 104: خوارزمی (متوفیٰ 993ھ) 31۔طبقات الکبریٰ، ج2، ص194: ابن سعد (متوفیٰ 230ھ) 32۔ خصائص امیر المؤمنین ، ص21: نسائی (متوفیٰ 303ھ) 33۔ مسند احمد، ج5، ص 122/182: احمد بن حنبل (متوفیٰ 241ھ) 34۔ الغدیر، ج 1، ص 30: علاّمہ امینی

سوّم ۔ اثبات امامت تا رجعت و قیامت

روز غدیر کے دن کی عظیم تبدیلیوں اور تحوّلات کی روشنی میں یہ معلوم ہوا کہ:

1 ۔ غدیر کے دن ؛حضرت علی کی امامت و ولایت کے مکرّر اعلان کے بعد سارے مسلمانوں کی امیرُالمؤمنین کے ہاتھوں پر بیعت نے حقیقت کا روپ دھارا۔

2۔ اس وسیع بیعت کا آغاز حکم خداوندی ، نزول فرشتۂ وحی اور خود رسول خدا ﷺ کے بیعت کرنے سے ہوا ؛اور یہ سلسلہ اختتام شب تک جاری رہا ۔

3۔ اگر لوگوں کی بیعت عمومی نہ ہوتی اور صرف (اعلان ولایت) پہ اکتفا کیا جاتا (جیسا کہ اس سے پہلے آغاز بعثت سے حجّۃ الوداع تک بارہا اس حقیقت کو بیان کیا گیا اور منافقوں نے کسی قسم کے خطرے کا احساس نہیں کیا اور نہ ہی کوئی خطرناک سازش کی)تو موقع کی تلاش میں رہنے والے منافقین خطرے کا احساس نہ کرتے اور خطرناک سازشوں کے جال نہ بُنتے کیونکہ امام کی امامت کے اجراء کی پشت پناہ لوگوں کی آراء اور انکی عمومی بیعت ہوتی ہے ۔

لیکن غدیر کے دن انتہائی تعجب اور بے یقینی کی کیفیت کے ساتھ انہوں نے دیکھا کہ:

(الف) اعلان ولایت

سب سے پہلے رسول خدا ﷺ نے حضرت علی کی ولایت کا اعلان کیا اور ارشاد فرمایا :"ثُمَّ مِنْ بَعْدِیْ عَلِیّ وَلِیُّکُمْ وَ اِمٰامُکُمْ بِاَمْرِ اللہِ رَبِّکُمْ ثُمَّ الْاِمٰامَۃُ فِیْ ذُرِّیَتِیْ مِنْ وُلْدِہِ اِلیٰ یَوْمٍ تَلْقُوْنَ اللہَ وَ رَسُوْلَہ"اب میرے بعد تمہارے امام علی ہیں وہ امام جو خدا کے حکم سے معیّن ہوا ہے اور اسکے بعد امامت ؛میرے خاندان میں علی کی اولاد کے ذریعہ تا قیامت جاری رہے گی اس دن تک کہ جس دن تم لوگ خدا اور اسکے پیغمبر ﷺ سے ملاقات کرو گے۔

(ب) سلسلہ امامت کا اعلان

پھر سلسلۂ امامت کی دوسری گیارہ کڑیوں یعنی خاندانِ رسالت اور اولادِ علی کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا:" مَعٰاشِرَ النّٰاسِ؛ اِنَّه اٰخِرُ مَقٰامٍ قُوْمُهُ فیْ هٰذَا الْمَشْهَدِ؛ فَاسْمَعُوْا وَاَ طیْعُوْا وَ أَنْقٰادُوْا لِاَمْرِاللهِ رَبِّكُمْ؛ فَاِنَّ الله عَزَّ وجَلَّ هُوَ رَبُّكُمْ وَ وَلِيُّكُمْ وَاِ لٰهُكُمْ؛ ثُمَّ مِنْ دُ وْنِه رَسُوْلُه مُحَمَّد وَلِيُّكُمْ ؛القٰا ئِمُ الْمُخٰاطِبُ لَكُمْ ؛ ثُمَّ مِنْ بَعْدیْ عَلِیّ وَلِيُّكُمْ وَ اِمٰامُكُمْ بِاَمْرِ اللهِ رَبِّكُمْ ؛ ثُمَّ الْاِمٰامَةُ فیْ ذُرِّيَتی مِنْ وُلْدِهِ اِلی يَوْمِ الْقِيٰامَةِ ؛يَوْمَ تَلْقُوْنَ اللهَ وَ رَسُوْلَه."

اے لوگو ! یہ آخری مقام ہے جہاں میں تمہارے درمیان کھڑے ہو کر بات کر رہا ہوں: تو میری بات سنو ؛ فرمانبرداری کرو اور اپنے پروردگار کے سامنے سر تسلیم خم کرو حق یہ ہے کہ خداوند بزرگ وبرتر تمہارا پروردگار، تمہارا سرپرست اور تمہارا معبود ہے اس کے علاوہ اس کا رسول محمّد ﷺ جو کھڑا تم سے خطاب کر رہا ہے تمہارا سرپرست ہے اور پھر میرے بعد علی خدا کے حکم سے تمہارے سرپرست اور امام ہیں اور اس کے بعد امامت ؛ میری ذرّیت میں علی کی اولاد سے تا قیامت جاری رہے گی اس دن تک کہ جس دن تم لوگ خدا اور اسکے رسول سے ملاقات کروگے ۔

(ج) تا قیامت امامت مسلمین

اسکے بعد پیغمبر اکرم ﷺ نے قیامت تک کے لئے اسلامی حکومت اور امامت کی نشاندہی کی۔

(د) حضرت مہدی عج کی امامت کا تعارف

آخری زمانے کے امام ؛امام مہدی (عَجَّلَ اللهُ تَعٰالٰی فَرَجَہٗ الشَّرِیْف) کی حکومت اور امامت کو بیان کیا ۔

(ہ) خلافت کا دعوے دار غاصب ہے

امامت کے ہر مدّعی اور خاندان رسالت کے علاوہ کسی اور خلافت کے دعوے دار غاصب اور باطل کی پہچان کروائی گئی (مَلْعُوْن مَلْعُوْن،مَغضُوْب مَغْضُوْب،مَنْ رَدَّ عَلَیَّ قَوْلِیْ ھٰذا وَلَمْ یُوَافِقْہُ لاَ نَّ جَبْرَئِیْلَ خَبَّرَنِیْ عَنِ اللهِ تَعٰالیٰ! بِذٰلِکَ وَیَقُوْلُ!(مَنْ عٰادیٰ عَلِیّاً وَلَمْ یَتَو لَّہ فَعَلَیْہِ لَعْنَتیْ)(فَلْتَنْظُرْ نَفْس مٰا قَدَّمَتْ لِغَدٍ وَاتَّقُواللهَ ا نْ تُخٰالِفُوْہُ فَتَزِلَّ قَدَ م بَعْدَ ثُبُوْ تِھٰا اِنَّ اللهَ خَبیر بِمٰا یَعملونَ))

ملعون ہے؛ ملعون ہے ؛مغضوب ہے مغضوب ہے؛ وہ شخص جو میری بات کا اس لئے انکار کرے کہ اس کی خواہش کے مطابق نہیں ہے آگاہ ہو جاؤ! کہ جبرئیل نے مجھے خدا کی طرف سے خبر دی ہے وہ فرماتا ہے : (جو شخص علی سے دشمنی کرے اور انکی ولایت کو قبول نہ کرے اس پر میری لعنت و غضب ہو (پس ہر شخص کو سوچنا چاہیے کہ وہ قیامت کے لئے کیا لے کر جا رہا ہے ؟) لوگو ! خدا سے ڈرو مبادا تم اسکی مخالفت کربیٹھو یا تمہارے قدم ایمان کی راہ سے ڈگمگا جائیں جو کبھی ایمان کی راہ پر استوار اورثابت تھے ؛ حق یہ ہے کہ جو کچھ تم انجام دیتے ہو خدا جانتا ہے۔)

(و) عام اعلان (حکم اعتراف)

پھر امام علی کی بیعت اور دوسرے اماموں پر اعتقاد ،یقین اور اعتراف کرنے کے لئے فرمان جاری کیا:

مَعٰاشِرَالنّٰاسِ!اِنَّکُمْ کْثَرُمِنْ اَنْ تُصَافِقُوْنی بِکَفٍ واحِدٍ فی وَقْتٍ وَاحِدٍ قَدْ اَمَرَنِیْ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ اٰخُذَ مِنْ اَلْسِنَتِکُم الْاِ قْرٰارَ بِمٰا عَقَّد تُ لِعَلِیٍّ اَمیْرِالْمُؤْمنیْنَ وَلِمَنْ جٰائَ بَعْدَہُ؛ مِنَ الْاَئِمّةِ مِنّیْ وَ مِنْہُ عَلیٰ مٰا اَعْلمتُکُمْ اَنَّ ذُرِّیَّتی مِنْ صُلْبِہ فَقُوْلُوْا بِاَجْمَعِکُمْ: انّٰا سٰامِعُونَ مُطِیْعُوْنَ رٰاضُوْنَ مُنْقٰادُوْنَ لِمٰا بَلَّغْتَ عَنْ رَبِّنٰا ، وَرَبِّک فیْ اَمْرِ اِمٰامِنٰا عَلِیٍّ اَمیْرِ الْمُؤْمِنیْنَ . وَمَنْ وُلِدَتْ مِنْ صُلْبِہ مِنَ الْاَئِمَّة نُبٰایِعُکَ عَلیٰ ذٰلِکَ بِقُلُوْبِنٰا، وَ نْفُسِنٰا و اَلْسِنَتِنٰا،وَا یْدیْنٰا، عَلیٰ ذٰلِکَ نَحْییٰ،وَعَلَیْہِ نَمُوْتُ،وَعَلَیْہِ نَبْعَثُ،وَلاَ نُغَیِّرُ، وَلاَ نُبَدِّلُ،و لانَشُکُّ وَلاَنَجْحَدُ وَلاَنَرْتٰابُ وَلاَنَرْجِعُ عَنِ الْعَھْدِ،وَ لاَتَنْقُض الْمیْثٰاقَ وَعَظْتَنٰا بِوَعْظِ اللهِ فیْ عَلِیًّ اَمیْرِالْمُؤْمِنیْنَ،وَالْاَئِمَّةِ الَّذیْنَ ذَکَرْتَ مِنْ ذُرِّیَّتِکَ مِنْ وُلْدِہ،بَعْدَہُ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَمَنْ نَصَبَہُ اللهُ بَعْدَھُمٰا فَالْعَھْدُوَالْمیْثٰاقُ لَھُمْ مَاْخُوْذمِنّٰا،مِنْ قُلُوْبِنٰا وَاَنْفُسِنٰا وَاَلْسِنَتِنٰا وَضَمٰایِرِنٰا وَا یْدیْنٰا مَنْ اَدْرَکَھٰا بِیَدِہ وَ لّٰا فَقَدْ اَقَرَّ بِلِسٰانِہ وَلاَ نَبْتَغیْ بِذٰلِکَ بَدَلاً وَلاَ یَرَی اللهُ مِنْ اَنْفُسِنٰا حِوَلاً نَحْنُ نُؤَدّیْ ذٰلِکَ عَنْکَ الدّٰانیْ وَالْقٰاصی مِنْ اَوْلاَدِنٰا وَ اَحٰالیْنٰا وَ نَشْھَدُ اللهَ بِذٰلِکَ وَکَفیٰ بِاللهِ شَھیْداً وَاَنْتَ عَلَیْنٰا بِہ شَھیْد.)

(اے مسلمانوں! تمہاری تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے کہ تم لوگ خود اپنے ہاتھوں سے اس تپتے ہوئے صحراء میں میرے ہاتھ پر بیعت کر سکو پس خداوند عالم کی جانب سے مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تم لوگوں سے ولایت علی اور انکے بعد آنے والے اماموںکی امامت]جو کہ میری اور علی کی اولاد میں سے ہیں [کے بارے میں اقرار لے لوں اور میں تم لوگوں کو اس بات سے آگاہ کر چکا ہوں میرے فرزند علی کے صُلب سے ہیں۔

پھر تم سب لوگ کہو کہ: (یارسول اللہ ﷺ !ہم آپکا فرمان سن رہے ہیں اور اس کو تسلیم کرتے ہیں، اس پر راضی ہیں، اور آپکے اِس حکم کی اطاعت کرتے ہیں جو کہ خداوند عالم کی طرف سے آپ نے ہم تک پہنچایا جو ہمارا رب ہے، ہم اس پیمان پر جو کہ حضرت علی کی ولایت اور ان کے بیٹوں کی ولایت کے سلسلے میں ہے اپنے جان و دل کے ساتھ اپنی زبان اور ہاتھوں کے ذریعہ آپکی بیعت کرتے ہیں اس بیعت پر زندہ رہیں گے، مرجائیں گے اور اٹھائے جائیں گے اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کریں گے، اس میں کسی قسم کا شک و تردید نہیں کرتے، اور اس سے رو گردانی نہیں کریں گے، اور اس عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے۔

خداوند عالم اور آپ کی اطاعت کرتے ہیں اور علی ؑامیر المؤمنین اور انکے بیٹوں کی اطاعت کریں گے کہ یہ سب امّت کے امام ہیں وہ امام جن کا آپ نے تذکرہ کیا ہے آپکی اولاد میں سے ہیں حضرت علی کے صلب سے اور امام حسن و امام حسین کے بعد آنے والے ہیں، حسن و حسین علیہما السلام کے میرے نزدیک مقام کے بارے میں پہلے تمہیںؓآگاہ کر چکا ہوں، خداوند عالم کے نزدیک انکی قدر و منزلت کا تذکرہ کر چکا ہوں اور امانت تم لوگوں کو دے دی یعنی کہہ دیا کہ یہ دو بزرگ ہستیاں جوانان جنّت کی سردار ہیں میرے اور علی کے بعد امّت مسلمہ کے امام ہیں۔

تم سب مل کر کہو! کہ ہم اس حکم میں خدا کی اطاعت کرتے ہیں اور اے رسول خدا ﷺ آپ کی، حضرت علی کی، حسنین علیہما السلام کی اور انکے بعد آنے والے اماموں کی اطاعت کرتے ہیں کہ جن کی امامت کا آپ نے تذکرہ کیا اور ہم سے عہد و پیمان لیا ہمارے دل و جان، زبان اور ہاتھ سے بیعت لی جو کہ آپکے قریب تھے یا زبان سے اقرار لیا اس عہد و پیمان میں تبدیلی نہ کریں گے اور خدا وند عالم کو اس پر گواہ بناتے ہیں جو گواہی کے لئے کافی ہے اے رسول خد ﷺ آپ ہمارے اس پیمان پر گواہ ہیں ہر مؤمن پیروکار ظاہری یا مخفی، فرشتگان خدا، خدا کے بندے اور خدا ان سب لوگوں کا گواہ ہے، پھر رسول گرامی اسلام ﷺ نے اپنے اس اہم خطبے کے دوران تمام حاضرین کو علی الاعلان اور واضح طور پر ہوشیار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

(مَعٰاشِرَالنَّاسِ!مٰاتَقُوْلُوْنَ فَاِ نَّ اللہ یَعْلَمُ کُلَّ صَوْتٍ وَخٰافِیَۃ کُلِّ نَفْس فَمَن اھْتَدیٰ فَلِنَفْسِہِ، وَمَنْ ضَلَّ فَنَّمٰا یَضِلُّ عَلَیْھٰا)و مَن بٰایَعَ فَاِنَّمٰا یُبٰایِعُ اللہ ا یَدُاللہ فَوْقَ یْدیْھِمْ)مَعٰاشِرَالنَّاس فَبٰایِعُوْااللہَ وَبٰایِعُوْنی وَ بَایِعُوْاعَلِیّاً اَمیْرَالْمُؤْمنیْنَ ،وَالْحَسَن وَالْحُسَیْنَ وَ الْاَ ئِمَّۃَ مِنْھُمْ فیْ الدُّ نْیٰا وَالْآخِرَۃِ کَلِمَۃً طَیِّبَۃ بٰاقِیَۃًیُھْلِکُ اللہُ مَنْ غَدَرَ وَ یَرْحَمَ اللہُ مَنْ وَفیٰ، (فَمَنْ نَکَث فَاِ نَّمٰا یَنْکُثُ عَلیٰ نَفْسہ وَمَنْ ا وْفیٰ بِمٰا عٰا ھَدَ عَلَیْہِ اللہ فَسَیُؤْتیْہ اَ جْراً عَظیْماً)

مَعٰاشِرَ النَّاس! قُوْلُوْا الَّذی قُلْتُ لَکُمْ ، وَ سَلِّمُوْاعَلیٰ عَلِیٍّ ؛بِاِمِرْۃِ الْمُؤْمِنیْنَ، وَقُوْلُوْا! (سَمِعْنٰا وَاَطَعْنٰا غُفْرٰانَکَ رَبَّنٰا وَاِلَیْکَ الْمَصیْرُ) [1]

وَقُوْلُوْا(اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الَّذیْ ھَدٰینٰا لِھٰذٰاوَمٰا کُنَّا لِنَھْتَدِیَ لَوْلَاَانْ ھَدٰانَااللہ)[2]

---

(1)۔بقرہ 285/2

(2)۔اعراف 7/43

مَعٰا شِرَالنَّاسِ!اِنَّ فَضٰا ئِلَ عَلِیِّ بْنِ َا بیْ طاٰ لِبٍ عِنْدَاللّٰہِ عَز وَجَلَّ وَ قَدْ ا نْزَلَھٰا فیْ الْقُرْآنِ اَکْثَرُ مِنْ ا حْصِیَھا فیْ مَقٰامٍ واٰحِدٍ ، فَمَنْ نْبَاَکُمْ بِھٰا وَ عَرَفَھٰا فَصَدِّ قُوْہُ مَعٰا شِرَالنَّاسِ ! مَنْ یُطِعِ اللّٰہ وَ رَسُوْلَہُ وَعَلِیّاً وَالْاَ ئِمَّۃَالَّذ ین ذَکَرْتُھُمْ فَقَدْ فٰازَ فَوْزاً عَظیْماً مَعٰا شِرَالنَّاسِ ! السّٰا بِقُوْنَ اِلیٰ مُبٰا یَعَتِہَ و مُوَالاَتِہِ وَالتّسْلیْم علَیْہ بِا مْرَۃِ الْمُؤْ مِنیْنَ ا وْلٰئِکَ ھُمُ الْفٰا ئِزُوْنَ فی جَنّٰات النَّعیمِ۔

(و (اے لوگو ! تم کیا کہتے ہو؟ حق یہ ہے کہ جو آواز بھی تم زبان سے جاری کرتے ہو اور تمہارے دلوں میں جو نیّت بھی ہو خدا وند عالم اس سے آگاہ ہے ؛ بس جس نے ہدایت کا راستہ اختیار کیا ؛اس نے اپنے ساتھ نیکی کی اور جو گمراہ ہو گیا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالا ، اور جو اپنے امام کی بیعت کرے گا اسنے اپنے خدا وند برتر کی بیعت کی ؛کہ اسکی قدرت ساری قدرتوں سے بالا ہے ۔

اے لوگو !خدا وند عالم کی بیعت کرو میری بیعت کرو اور علی امیر المؤمنین کی بیعت کرو، حسن و حسین علیہما السّلام کی بیعت اور انکے بعد آنے والے ائمہّ علیہِمُ السّلام کی بیعت کرو جو کہ زندہ و جاوید کلمۂ طیّبہ ہیں ،خدا دغا باز کو ہلاک کرتا ہے اور جو ایفائ عہد کرے گا رحمت خدا وندی اسکے شامل

حال ہوگی، اور جو بھی پیمان شکنی کرے گا، تو وہ اپنے نقصان میں یہ عمل انجام دیگا، اور جس نے وفا کی اسکے لئے اجر عظیم ہے

۔

اے لوگو! جو کچھ میں نے تمہارے لئے کہا ہے اس کو دہراؤ اور علی کو امیرالمؤمنین کہہ کر سلام کیا کرو اور کہو: ہم نے سن لیا ہے اور اس امر میں آپکی اطاعت کرتے ہیں، خداوندا تجھ سے مغفرت کے طلبگار ہیں اور ہمیں تیری طرف لوٹنا ہے۔

اور کہو:] حمد ہو خدا کی کہ اسنے ولایت علی کی طرف ہماری ہدایت کی، اگر خدا ہماری رہنمائی نہ فرماتا تو ہم ہدایت یافتہ نہ ہوتے۔ [

اے لوگو! در حقیقت علی ابن ابی طالب کے فضائل خداوند منّان کی نظر میںجو اس نے قرآن مجید میں نازل فرمائے ہیں اتنے زیادہ ہیں کہ جنکا ذکر کرنا کسی ایک تقریر میںممکن نہیں، لہٰذا اگر کوئی علی کے فضائل اور انکی قدرو منزلت تمہارے لئے .بیان کرے تو اس کی تصدیق کرو اور شک نہ کرو۔

اے لوگو! جس نے خدا، رسول ﷺ، علی اور انکے بعد آنے والے اماموں کی اطاعت کی کہ جن کا ذکر میں نے کیا تو در حقیقت وہ ایمان کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہو گیا۔

اے لوگو! وہ لوگ جنہوں نے علی کی بیعت، ان سے دوستی، اور امیرالمؤمنین کے عنوان سے انکو سلام کرنے میں سبقت حاصل کی تو وہ لوگ؛ بہشت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں ۔

(ز) پیغمبر اکرم ﷺ اور علی کی بیعت

اس مقام پر رسولِ خدا ﷺ نے حضرت علی کے ساتھ بیعت کی اور عمومی بیعت کا فرمان اس طرح صادر فرمایا: "اَ لاَ وَاِنّیْ عِنْدَانْقِضٰا ئِ خُطْبَتیْ دْعُوْکُمْ لیٰ مُصٰافَقَتیْ عَلیٰ بَیْعَتِه وَالْاِ قْرٰارِ بِه ثُمَّ مُصٰا فَقَتِه مِنْ بَعْدِیْ اَ لاَ وَ نّیْ قَدْ بٰا یَعْتُ اللّٰہَ وَعَلِیّ قَدْ بٰا یَعْنی وَاَ نٰا آخِذُ کُم بِالْبَیْعَةِ لَهُ؛ عَنِ اللّٰہ عَزَّ وَ جَلَّ ! (ا نَّ الَّذ یْنَ ! یُبٰا یِعُوْنَکَ اِنَّمٰا یُبٰا یِعُوْنَ اللّٰہ یَدُاللّٰہِ فَوْقَ اَیْدیْهِمْ فَمَن نَکَثَ فَاِنَّمٰایَنْکُثُ عَلیٰ نَفْسِه وَمَنَ وْفیٰ بِمٰاعٰاهَدَعَلَیْهِ اللّٰہ فَسَیُوتیْه اَجْراً عَظیْماً)

(آگاہ ہو جاؤ خطبہ کے بعد؛ میں تمہیں علی کی بیعت کرنے کی دعوت دونگا؛ تو انکی بیعت کرو، انکی امامت کا اعتراف کرو اور انکے بعد آنے والی اماموں کی؛بیعت کرو۔

آگاہ ہوجاؤ حق یہ ہے کہ میں نے خدا کی بیعت کی ہے اور علی نے میری بیعت کی ہے۔ اور میں خداوند عالم کی طرف سے تم لوگوں کو حضرت علی کی بیعت کرنے کی دعوت دے رہا ہوں لھذا تم مینٓجو عھدوپیمان کو توڑے گا تو وہ اپنے نقصان میں پیمان شکنی کرے گا مجھے خداوند عالم کی طرف سے حکم ہے کہ میں آپ سے حضرت علی کی بیعت لوں اور جو کچھ خداوند عالم کی طرف سے حضرت علی کی ولایت کے بارے میں نازل ہوا ہے اس کا اعتراف کرو۔

(ح) مرد و زن کا حضرت علی کی بیعت کرنا

اس کے بعد تمام مسلمانوں (مرد و زن) نے حضرت علی کی بیعت کی اور سب نے ایک ساتھ خاندان رسالت کے بارہ اماموں کی تاقیامت رہنے والی امامت کا اعتراف کیا، اس وقت رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: (مَعٰاشِرَ النّٰاسِ !اِنّیْ اَدَعُهٰا اِمٰامَةً ،وَ وِراٰثَةً فِیْ عَقَبیْ اِلی یَوْمِ الْقِیٰامَةِ؛ وَ قَدْ بَلَّغْتُ مٰاُاُمِرْتُ بِتَبْلِیْغِهِ،حُجَّةًعَلیٰ کُلِّ حٰا ضِرٍوَغٰائب وَ عَلیٰ کُلِّ اَحَد مِمَّنْ شَهِدَ اَو لَمْ یَشْهَدْ ، وُلِدَ اَو لَمْ یُوْلَدْ؛ فَلْیُبَلِّغِ الْحٰاضِرُالْغٰائِبَ ، وَالْوَالِدُ الْوَلَدَ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیٰامَةِ ،و سَیَجْعَلُوْ نَ ا لْاِ مٰا مَةَ بَعْدِ یْ مُلْکَ وَ ا غْتِصٰا باً ،اَلاٰ لَعَنَ اللہ الْغٰا صِبیْنَ وَالْمُغْتَصِبیْنَ ،وَعِنْدَهٰا سَیَفْرُغُ لَکُمْ اَیُّهَا الثَّقَلاَن مَنْ یَفْرُ غُ وَ یُرْ سِلُ عَلَیْکُمٰا شُوٰاظ مِنْ نٰا رٍ وَ نُحٰا سُ فَلاَ تَنْتَصِرٰانِ:

(اے لوگو ! میں علی کی اور ان کے بیٹوں کی امامت تمہارے درمیان قیامت تک کے لئے باقی چھوڑ کر جا رہا ہوں ، میں نے وہ چیز کہ جسکی تبلیغ پر ممور تھا تم تک پہنچا دی ہے ، میری حجّت ہر انسان کے لئے تمام ہو چکی ہے چاہے وہ حاضر ہو یا غائب ، شاہد ہو یا غیر شاہد ،جو ، اب تک متولّد ہوگیا ہو یا ابھی تک اس دنیا میں نہ آیا ہو۔

لہٰذا حاضرین کو چاہیے کہ غائبین کے لئے ، والدین کو چاہیے کہ اپنی اولاد کے لیے تا قیامت علی اور انکے بیٹوں کی امامت کے مسئلے کو بیان کریں کیونکہ کچھ لوگ بہت جلد خلافتِ الٰہی کو بادشاہی میں تبدیل کرکے اسے غصب کرلیں گے۔

آگاہ ہو جاؤ !خدا خلافت کے غاصبوں اور انکے طرفداروں پر لعنت کرتا ہے ، بہت جلد جن وانس سے حساب کتاب لے گا اور ان میں سے گنہگاروں پر آگ کے شعلے برسائے گا، اور اس وقت تم لوگ کوئی یار ومدد گار نہ پاؤ گے ۔) پھر آخر میں ہر اس شخص پر کہ جو امامت عترت کو نظر انداز کرے ، یا خلافت کو غصب کرے، یا پیغمبر ﷺ کی عترت کو اُمّت کی قیادت سے دور رکھے سب پر لعنت کی۔ ان سارے اقدامات کے بعد حکومت کے پیاسے منافقوں کے لئے قدرت طلبی کی کوئی گنجائش باقی نہ رہ گئی تھی۔

وہ لوگ جو اس بات کے منتظر تھے کہ پیغمبر ﷺ کی وفات کے بعد سیاسی طاقت وقدرت اپنے ہاتھ میں لے لیں گے ؛ واقعہ غدیر(مذکورہ خصوصیات کے ساتھ) کے بعد کیا کر سکتے تھے ؟ یہ درست ہے کہ مسلّحانہ بغاوت کے ذریعے ہر کام ممکن تھا ۔

لیکن دوسروں کے دلوں میں انکا کوئی نفوذ نہیں تھا اور اپنے سیاسی حربوں کو اسلام کا رنگ دے کر پیش نہیں کر سکتے تھے ،منافقوں کی خواہش یہ تھی کہ دین ، خلافت رسول ﷺ اور اس کے اندر موجود معنوی کشش کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کریں ، اور ہر قسم کی مخالفانہ تحریک کی سرکوبی کرتے ہوئے ہر اعتراض کا گلا گھونٹ دیں ۔

لیکن واقعۂ غدیر کے تحقق پانے کے بعد یہ لوگ اپنے خفیہ اورنا پاک ارادوں میں کامیاب نہ ہو سکے اور ان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا کہ دنیا کے دوسرے مغرور اورظالم حکمرانوں کی طرح عمل کریں، تاریخ کے فرعونوں اور ظالم بادشاہوں کی طرح قتل و غارت گری، قید ودھمکیوں کے ذریعے لوگوں کو خاموش ہونے پر مجبور کریں اور اپنے مخالفوں کو راستے سے ہٹادیں غدیر کے دن "امامت عترت "جیسی حقیقت کے آشکار ہونے کے بعد منافقوں کے بڑے بڑے دعوے ریزہ ریزہ ہوگئے اور ان کے چہروں کے جھوٹے نقاب تارتار ہوگئے اور انہیں مجبوراً صفِ اوّل میں یا لوگوں کے اس جم غفیر کے ساتھ آگے بڑھ کر اوراپنے عقیدوں اورخواہشات کے بر خلاف حضرت علی کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر آپ کی بیعت اور مبارکباد پیش کرناپڑی۔[1]

---

(1)۔بہت سارے مصنّفوں نے لکھا کہ ابو بکر اور عمر آگے بڑھے اور امام علی کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کرتے ہوئے کہا

بَخٍّ بَخٍّ لَکَ یَاَ بَا الْحَسَنِ؛ لَقَدْ صْبَحْتَ مَوْلٰایَ وَ مَوْلیٰ کُلِّ مُؤْمِنٍ وَ مُؤْمِنَۃٍ

(آپ پر درود اور سلام ہو اے ابوالحسن، آپنے اس حالت مینْصبح کی ہے کہ میرے امام اور ہر مسلمان مرد اور عورت کے امام ہیں۔)

اسناد و مدارک مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ تاریخ دمشق، ج 2، ص 550/548: ابن عساکر شافعی (متوفّیٰ 571ھ)2۔ مناقب خوارزمی، ص 94: خوارزمی (متوفّیٰ 993ھ)3۔ مسند احمد، ج 4، ص 281: احمد بن حنبل (متوفّیٰ 241ھ)4۔ فصول المہمّۃ، ص 24: شیخ حرّ عاملی 5۔ الحاوی الفتاوی، ج 1، ص 122: سیوطی شافعی (متوفّیٰ 911ھ)6۔ ذخائر العقبیٰ، ص 67: طبری (متوفّیٰ 694 ھ) 7۔ فضائل الخمسہ، ج 1، ص 350: فیروز آبادی 8۔ فضائل الصّحابہ (مخطوط): نسائی (متوفّیٰ 303ھ)9۔ تاریخ اسلام، ج 2، ص 197: ذہبی (متوفّیٰ 748ھ)10۔ علم الکتاب، ص 161: خواجہ حنفی11۔ درر السمطین، ص 109: زرندی 12۔ ینابیع المؤدّۃ، ص 249/31/30: قندوزی حنفی (متوفّیٰ 127ھ)13۔ تفسیر فخر رازی، ج 3، ص 63 / ج 12، ص 50: فخر رازی (متوفّیٰ 319ھ)14۔ تذکرۃ الخواص، ص 29: ابن جوزی (متوفّیٰ 654ھ)15۔ مشکاۃ المصابیح، ج 3، ص 246 16۔ عبقات الانوار، ج 1، ص 285: سید جزائری 17۔ فرائد السمطین، ج 1، ص 77 باب 13: حموینی (متوفّیٰ 723ھ) 18۔ الغدیر، ج 1، ص 272: علّامہ امینی 19۔ ریاض النضرۃ، ج 2، ص 169: طبری (متوفّیٰ 694ھ)20۔ کفایۃ المطالب، ص 2821 ۔ مناقب ابن جوزی: ابن جوزی (متوفّیٰ 751ھ)22۔ البدایۃ والنّہایۃ، ج 5، ص 212: ابن کثیر (متوفّیٰ 774ھ)23۔ کتاب الخطط، ص 223: مقریزی 24۔ بدیع المعانی، ص 7525۔ کنز العمّال، ج 6، ص 397: متّقی ہندی 26۔ وفاء الوفاء، ج 2، ص 173: سمہودی (متوفّیٰ 911ھ)27۔ مناقب ابن مغازلی، ص 24/18: مغازلی شافعی (متوفّیٰ 483ھ)28۔ تاریخ بغداد، ج 8، ص 290: خطیب بغدادی (متوفّیٰ 484ھ 29۔ شواہد التّنزیل، ج 1، ص 158: حسکانی حنفی (متوفّیٰ 514ھ)

30۔ سرّ العالمین، ص 21: غزالی (متوفّیٰ 505ھ)31۔ احقاق الحق، ج 6، ص 256: قاضی نور اللہ شوشتری32۔ الصواعق المحرّقہ، ص 26: ابن حجر عسقلانی (متوفّیٰ 852ھ)

33۔ فیض الغدیر، ج 6، ص 218: حاج شیخ عبّاس قمیّ34۔ شرح المواہب، ج 7، ص 13: زرقانی مالکی35۔ الفتوحات الاسلامیہ، ج 2، ص 318

پس غدیر کے دن صرف ولایت و امامت کا اعلان نہیں ہوا بلکہ حضرت علی ؑاور آپ کے فرزندوں میں سے گیارہ دیگر آئمہ علیہم السلام کی امامت اور رہبری کے لئے مسلمانوں کی "عمومی بیعت نے ایک تاریخی حقیقت کا روپ اختیار کیا، یہ عمومی بیعت ولایت کے اعلان کے لئے اور ولایت کو مستحکم کرنے کے لیے ممد و معاون ، اور پشت پناہ بنی، اب اسکے بعد حضرت امیر المؤمنین خدا کی طرف سے بھی منصب امامت پر فائز ہو گئے تھے ۔

اور لوگوں کی حمایت بھی حاصل ہو گئی تھی، خدا نے بھی انکو چن لیا تھا اور لوگوں نے بھی منتخب کر لیا تھا ، فرصت طلب منافقوںاور چالبازوں کے لئے کسی عذر اور بہانے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہ گئی تھی اور یہی وجہ تھی کہ جنگی ہتکنڈوں اور مسلّحانہ کاروائیوںنکے ذریعے اپنے ناپاک اہداف تک پہنچنے کی کوششیں شروع کی اور آخر کار رسولِ خدا ﷺ کے بعد فوجی بغاوت کے ذریعے اپنے ناپاک اہداف تک پہنچ گئے ، اگر غدیر کا دن صرف ولایت کے اعلان کے لئے تھا تو پھر جناب رسولِ خدا ﷺ نے حضرت علی کی بیعت کیوں کی؟ اور فرمایا:

اَناٰ آخِذبِیَدِہ وَمُصْعِدُہُ اِلَیَّ وَشٰآئِل بِعَضُدِہ وَرٰافِعُہُ بِیَدَی وَ مُعَلِّمُکُم اَنَّ مَنْ کُنْتُ مَوْلاَہُ فَہٰذٰاعَلِیّ مَوْلاَہُ،وَھُوَعَلِیُّ بْن اَبِیْ طاٰ لِبٍ اَخِی وَ وَصِیِّیْ و مَواْلاَتُہُ مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اَنْزَلَھٰا عَلَیّ)

اس وقت جسکا ہاتھ پکڑ کر بلند کررہا ہوں(حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا)اور تم لوگوں کو آگاہ کر رہا ہوں ، حق یہ ہے کہ جس جس کا میں مولیٰ اور سرپرست ہوں اس اس کا یہ علی بھی مولیٰ اور سرپرست ہیں اور وہ علی جو ابو طالب کا بیٹا میرا بھائی اور جانشین ہے ، اور جسکی سرپرستی کے اعلان کے لئے خداوند عالم کی طرف سے مجھ پر حکم نازل ہوا ہے، پھر سب مسلمانوں کو حضرت علی کی بیعت کا حکم دیا جسکا سلسلہ اسکے دوسرے دن تک جاری رہا اگر ہدف فقط ولایت کا اعلان تھا تو آپ ﷺ نے دیگر آئمہ معصومین علیہم السلام کی تا قیامت جاری رہنے والی امامت کا تذکرہ کیوں کیا؟ اور حضرت علی انکی اولاد اور حضرت مہدی کی بیعت کا حکم کیوں صادر فرمایا:؟!

فَاُ مِرْتُ ا نْ اٰخُذَ الْبَیْعَةَ مِنْکُمْ وَ الصَّفَقَةَ لَکُمْ بِقَبُوْلِ مٰاجِئتُ بِهِ عَنِ اللّٰه عَزَّ وَ جَلَّ فِیْ "عَلِیٍّ" اَمیْرِا لْمُؤْمِنیْنَ وا لْاَوْ صِیٰاءِ مِنْ بَعْدِ ه ا لَّذ یْنَ هُمْ مِنّیْ وَ مِنْهُ اِ مٰا مَةً؛ فیْهِم الْمَهْدِیُّ اِلیٰ یَوْمِ یَلْقیَ اللّٰهَ الَّذیْ یُقَدِّرُ وَ یَقْضیْ)

پس خدا وند بزرگ و برتر کی طرف سے مجھے حکم ملا کہ علی امیرا لمؤمنین کیلئے تم لوگوں سے بیعت لوں اور ا نکے بعد آنے وا لے اماموں کے لئے بھی بیعت کرالوں وہ ائمہ جو سارے مجھ سے اور علی سے ہیں اور انھیں میں قائم مہدی بھی ہیں جو تا روز قیامت حق سے قضاوت کرینگے۔)

تیسری فصل

آیا غدیر کا ہدف امام کاتعین تھا ؟

غدیر کے مختلف پہلوؤں پر لوگوں کی جانب سے تنگ نظری

پہلی بحث : پہلے سے تعیین شدہ امامت

دوسری بحث : لوگ اور انتخاب

تیسری بحث : تحقق امامت کے مراحل

واقعۂ غدیر کے مقاصد کے اذہان سے پوشیدہ رہنے کی ایک اور افسوسناک وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ اپنے قصیدوں یا تقاریر میں یہ کہتے ہیں کہ روز غدیر اسلامی امّت کے لئے امامت کی تعیین کا دن ہے ، روز غدیر " حضرت امیر المؤمنین "کی ولایت کا دن ہے ۔ یہ تنگ نظری اور محدودفکر اس قدر مکرّر بیان ہوئیں کہ بہت سے لوگ غدیر جیسے عظیم واقعہ کے دیگر نکات کی طرف توجّہ دینے سے قاصر رہے ۔

کوتہ نظر ببین کہ سخن مختصر گرفت:

غدیر کے مختلف پہلوؤں پر لوگوںکی جانب سے تنگ نظری :

افسوس کہ آج بھی اگر مشاہدہ کیا جائے تو جب بھی روزغدیر کاتذکرہ ہوتا ہے تو ہمارے لوگ اس دن کو صرف 'امام علی کی ولایت 'کی نسبت سے یاد کرتے ہیں اور غدیر کے دیگر اہم اور تاریخ سازپہلوؤں سے غافل نظر آتے ہیں ۔

غدیر کے اصلی اہداف، نہ ہونے کے برابر تصانیف اور کتابوں میں ذکر ہوئے ہیں اور جس طرح غدیر کے وسیع اور با مقصد جہتوں کو منابر کے ذریعے اور نماز جمعہ کے خطبوں میں بیان کیاجانا چاہیے بیان نہیں کئے جاتے ، مجلّوں اور اخباروں میں بھی صرف "ولایت امام کے ذکرپر اکتفاء کیا جاتا ہےیہی وجہ ہے کہ روز غدیر لوگوں کے درمیان فقط ولایت علی کے ساتھ خاص ہو کر رہ گیا ہے۔

1۔ پہلے سے تعیین شدہ امامت :

شیعہ نظریہ ،یہ ہے کہ حضرت علی اور انکے گیارہ بیٹوں کی امامت غدیر سے پہلے ہی معیّن ہو چکی تھی اس دن کہ جب موجودات اور ہماری اس کائنات کی خلقت کی کوئی خبر نہ تھی اس دن کہ جب ابھی تک پیغمبران الٰہی کی ارواح بھی خلق نہ ہوئی تھیں ۔

جناب رسولِ خدا ﷺ اور پنجتن آلِ عباء علیہم السلام کی ارواح خلق ہوچکی تھیں ، جناب رسول خدا ﷺ اور حضرت علی کے وجود کے انوار اس وقت خلق کئے جا چکے تھے کہ جب بھی آدم خلق نہ ہوئے تھے ۔

سارے پیغمبران خدا اپنے خدائی انقلاب کی ابتدا میں پنجتن آلِ عباء علیہم السلام کے اسمائے مبارک کی قسم کھاتے تھے ، اور سخت مشکلات کے وقت خدا وند عالم کو محمّد ، علی فاطمہ ، حسن اور حسین صلوٰۃُ اللہِ عَلَیہِم جمعینکے ناموں کا واسطہ قسم دیتے اور انکی برکت سے توبہ کرتے اور خدا وند منّان کی بارگاہ میں عفو اور بخشش طلب کرتے تھے ۔

حضرت آدم نے ان اسمائے مبارک کو جب عرش معلّیٰ پر دیکھا؛انکی نورانیّت کیوجہ سے حضرت آدم کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں اورخدا وند عالم سے ان ناموںکے ذریعے بات کی۔

حضرت نوح نے انھیں مبارک اسماء کو اپنی کشتی کے تختے پر لکھا اور جب شدید اور سخت طوفان میں گھر گئے تو ان ہی ناموںکا واسطہ دے کر خدا وند عالم سے مدد طلب کی، تمام پیغمبران خدا جانتے تھے کہ ایک پیغمبر خاتم ﷺ آئیں گے اور انکے اس راستے کو کمال کے درجہ تک پہنچائیں گے ، اور اس بات سے بھی واقف تھے کہ آپ ﷺ کے بعد آنے والے امام کون ہونگے اور دین و بشریت کو کمال تک پہنچانے میں اُن ئمہّ کو کن کن ناگوار حوادث کا سامنا کرنا پڑے گا ۔

انہوں نے حضرت علی کی مظلومیت پر گریہ و زاری کی اور امام حُسین کی کربلا کو یاد کر کے اشک بہائے ، ان کے نام اور پیش آنے والے حوادث کو اپنی امّتوں کے لئے بیان کئے؛ اسی لئے جب یہودی عالم نے امام حُسین کو گہوارہ میں دیکھا تو اس کو وہ تمام نشانیاں یاد آگئیں جوذکر کی گئیں تھیں ؛وہ اسلام لے آیا اور امام حُسین کے بوسے لینے لگا۔

تو معلوم ہو اکہ روز غدیر صرف "تعیین امامت "کا دن نہیں تھا ؛بلکہ آغاز بعثت میں ہی پیغمبر گرامی ﷺ نے امام کو معیّن کر دیا تھا ، جس وقت عالم شیر خواری میں حضرت علی کو پیغمبر ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں دیا گیا تو حضرت علی نے پیغمبر گرامی ﷺ پر درود و سلام بھیجا اور قرآن مجید کی کچھ آیات کی تلاوت فرمائی جب کہ بظاہر ابھی قرآن نازل نہیں ہوا تھا۔

آپ ﷺ نے جب بھی اور جہاں بھی ضرورت محسوس کی بارہ ائمہ علیہم السّلام کے اسمائے مبارک ایک ایک کر کے بیان فرمائے ، اور اپنے بعد آنے والے امام کو مختلف شکلوں اور عبارتوں کے ذریعے بیان فرمایا، ائمہ علیہم السّلام کے ادوار میں رونما ہونے والی سیاسی تبدیلییوں کو آشکار کیا ؛مدینہ کے منبر سے بار بار ائمّہ علیہم السّلام کے اسماء مبارک انکی تعداد، حالات زندگی ، انکے زمانے کے ظالم حکمرانوںاور انکے نابکار قاتلوں کا تعارف کروایا۔

حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے زمانۂ غَیبت کے بارے میں بار بار بات کی اور غَیبت کے دوران انکی راہنمائی کے بارے میں سننے والوں کے اعتراضات کے جواب دئے ؛ حضرت مہدیعجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ساری دنیا پر حکومت کے بارے میں اتنا بیان کیا کہ اُمَوی و عبّاسی دور میں بعض لوگوں نے اس خیال سے کہ وہ اُمّت کے مہدی ہو سکتے ہیں قیام کیا تاکہ جو لوگ حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کے انتظار میںہیں اُن کو آسانی سے گمراہ کیاجا سکے۔ لہٰذا امامت کا عہدہ خدا وند عالم کی جانب سے مقرّر کردہ ہے جو ہمیشہ سے انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کرتا رہا ہے اور تا قیام قیامت انسانوں کی ہدایت اور راہنمائی کرتا رہے گا، اگر انسان کی ہدایت ضروری ہے تو امام کا وجود بھی ضروری ہے ؛ اور صرف خدا وند عالم کی پاک اور بابرکت ذات ہی پیغمبروں اور ائمہ کاتعین اور انتخاب کر سکتی ہے۔ (واللہ اَ عْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ رِسٰالَتَہُ)

خداوند عالم سب سے زیادہ آگاہ ہے کہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دے) کیونکہ ایک انسان کے لئے دوسرے انسان کی شناخت مشکل ہے اور وہ ایک دوسرے کے باطن سے آگاہی حاصل نہیں کر سکتے، لہٰذا اسی دلیل کے تحت کہ جس کے تحت خدا کے پیغمبروں کا انتخاب اور چناؤ خدا کی طرف سے ہوتا ہے ائمۂ معصومین علیہم السّلام کا تعیّن اور انتخاب بھی خدا وند عالم کی جانب سے ہے اور فرشتۂ وحی کے توسّط سے رسول خدا ﷺ پر ابلاغ حکم ہوا۔

واقعیت یہ ہے کہ اس حقیقت (تعیین امامت)کا غدیر کے دن سے کوئی تعلّق نہیں ہے بلکہ آغاز بعثت ہی میں اس کو ذکر کیا جا چکا تھا،ہجرت کے دوران اور مختلف جنگوں کے درمیان رسول گرامی اسلام ﷺ نے امامت کا تعیّن اور تعارف کروا دیا تھا جب حضرت زہرا علیہا سلام کے یہاں امام حسین کی ولادت کا وقت نزدیک آیا تو جناب ختمی مرتبت ﷺ نے حضرت زہرا علیہا سلام کو خبر دی کہ تمہارے یہاں بیٹے کی ولادت ہو گی اور اسکا نام حُسین ہوگا جس کا ذکر گذشتہ آسمانی کتابوںمیں آچکا ہے جناب زہرا علیہا سلام کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہوے اور جب آپ ﷺ نے امام حُسین کی کربلا میں شہادت کی خبر دی تو جناب زہراعلیہا سلام نے فرمایا:

" يٰا اَبَتٰاهُ مَنْ يَقْتُلُ وَلَدیْ وَ قُرَّةَ عَيْنِیْ وَثَمَرَةَ فُؤَادیْ ؟ قٰالَ ﷺ ! شَرُّ اُمَّةٍ مِنْ اُمَّتیْ .قٰالَتْ! يٰا اَبَتٰاهُ اِقْرَء جِبْرَئيْلَ عَنّیْ السَّلٰامَ وَقُلْ لَهُ فی اَیِّ مَوْضِعٍ يُقْتَلُ ؟[1]قال ﷺ فیْ مَوْضِعٍ يُقٰالَ لَهُ كَرْبَلٰا!!)

اے بابا جان! میری آنکھوں کے قرار اور دل کے ثمر بیٹے کو کون قتل کریگا ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے سب سے زیادہ بدترین اور بُرے لوگ، دوبارہ پوچھا ؛اے بابا جان: جبرئیل کو میرا سلام کہیے اور پوچھیے کہ میرے بیٹے حُسین کو کس جگہ شہید کیا جائے گا ؟ جناب رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا اس سرزمین پر جس کو کربلا کہا جاتا ہے ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت زہرا علیہا سلام نے فرمایا :

"يٰا اَبَةَ سَلَّمْتُ وَ رَضيْتُ وَ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ"اے بابا جان: میں خواستہ خدا پر تسلیم اور راضی ہوں اور خدا وند عالم کی ذات پر توکّل کرتی ہوں [2] جب جناب زہرکے یہاں حضرت امام حُسین کی ولادت ہونے والی تھی خدا کے رسول ﷺ نے اپنی بیٹی کو اطلاع دیتے ہوئے فرمایا کہ: (حضرت جبرئیل نے مجھے خبر دی ہے کہ ؛ تمہارا بیٹا کربلا میں شہید کر دیا جائے گا ۔)

جناب فاطمہ علیہا سلام نے انتہائی غم و اندوہ کے عالم میں ارشاد فرمایا:

(لَيْسَ لیْ فيْهِ حٰاجَة يٰا اَبَةَ) اے بابا جان !مجھے ایسے بیٹے کی کوئی حاجت نہیں ہے ۔

جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا :(میری بیٹی تمہارا یہ بیٹا حُسین ہے اور نو معصوم امام اسکے وجود سے پیدا ہونگے جودین خدا کی بقا کا سبب ہونگے ۔)

---

(1)۔جعفر بن محمّد القراری معنعناً عن ابی عبدالله

(2)۔ (الف) تظلم الزہراء علیہا سلام، ص 95

(ب) بحارالانوار، ج 44 ص 264: علاّمہ مجلسی (متوفّٰی 1110ھ)

(ج) تفسیر فرات الکوفی، ص 55: فرات الکوفی (متوفّٰی 300ھ)

جناب زہرا علیہا سلام نے فرمایا:" یٰا رَسُوْلَ اللهِ قَدْ رَضیْتُ عَنِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ" (اے خدا کے رسول ﷺ ! میں خدا وند بزرگ و برتر سے راضی ہوں)[1] اس قسم کے اظہارات بہت سطحی فکر اور کوتاہ نظری ہیں کہ یہ کہا جائے :

غدیر خم کے دن لوگوں کی امامت مشخّص ہوئی، غدیر کا دن امامت کے تعیّن کا دن ہے ۔ غدیر کا دن ولایت کے تعیّن کا دن ہے ،کیونکہ امامت، رسالت ہی کی طرح الٰہی اصولوں میں سے ایک اصل ہے جو خلقت کے آغاز میں ہی معین ہو گئی تھی اور گذشتہ پیغمبروں کی لائی ہوئی آسمانی کتابوں میں اس کو بیان کر دیا گیا تھا ، اور بعثت سے غدیر تک سینکڑوں بار بے شمار احادیث وروایات میں پیغمبر گرامی اسلام ﷺ نے جہان والوں کی رہنمائی کرتے ہوئے امامت کا تعارف کر وا دیا تھا۔

2۔ لوگ اور انتخاب :

یہ درست ہے کہ شیعوں کے امام خدا وند عالم کی طرف سے پہلے سے ہی منتخب ہو گئے تھے اور بعثت کے بعد سے ہر اہم مقام اورموقع پر خود رسول گرامی اسلام ﷺ کی زبانی انکا تعارف ہو چکا تھا لیکن ابھی بھی یہ کام مکمّل نہیں ہوا کہیں لوگ خود امام کا انتخاب نہ کرلیں ، اور اپنی کج فکری اور گمراہی کے سبب ائمّہ معصومین علیہم السّلام کی امامت کو قبول نہ کریں نیز اسلام کی اصلی ثقافت اور امامت کے درمیان فاصلہ ڈال دیں اور حضرت علیؑاورباقی اماموں کی بیعت نہ کریں تو رسول اکرم ﷺ کا

---

(1)۔ (الف) بحار الانوار، ج 25 ص 44 / 221/333 اور ج 23 ص 272 اور ج 36 ص 158 : علامہ مجلسی

(ب) علل الشرایع ، ص 79 : شیخ صدوق (متوفّیٰ 381ھ)

(ج) کمال الدّین ، ج 2 ص 87: شیخ صدوق (متوفّیٰ 381ھ)

(د) تفسیر البرہان ، ج 4 ص 173 : علامہ بحرانی اصفہانی (متوفّیٰ 1107ھ)

بتا یا ہوا راستہ خطرے میں پڑجائیگا اور پیغمبر اسلام ﷺ کی رسالت ان تمام زحمتوں اور قربانیوں کے باوجود نامکمل رہے، چنانچہ خدا وند عالم نے بھی ہوشیار کرنے والے کلمات کے ساتھ فرمایا:

(وَ اِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمٰا بَلَّغْتَ رِسٰا لَتَکَ)

اور اگر تم نے یہ کام نہ کیا تو میری رسالت کا کوی کام نہیں کیا اگر لوگ امام بر حق کی بیعت نہ کریں اور امام کو لوگوں کی حمایت حاصل نہ ہو تو امام سیاسی طاقت اور قدرت اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا ،بعنوان امام اور حاکم دستور نہیں دے سکتا؛ امر و نہی نہیں کرسکتا حکومتی کام انجام دینے والے افراد کا تعیّن نہیں کرسکتا۔

یہ جو سیاسی جماعتوں کے سربراہوں ، جاہ طلب منافقوں اور سقیفہ کے مکاّروں نے غدیر کے دن تک سکوت اختیار کیا اور کوئی خطرناک اقدام نہیں کیا صرف اس وجہ سے تھا کہ ابھی تک امّت کی رہنمائی و رہبری کا مسئلہ تحریرو تقریر تک محدود تھا، صرف رسول خدا ﷺ کی تقاریر میں ولایت امیرالمؤمنین کا ذکر ہوا تھا اور وہ لوگ بھی تحمّل کر رہے تھے ۔

لیکن غدیر کے دن ، اس عظیم اور کم نظیر اجتماع کے درمیان اور چونکا دینے والی خصوصیات کے ساتھ ؛ سب نے دیکھا کہ جناب رسول خدا ﷺ نے صرف خطبہ اور بیان پر اکتفا نہیں کیا بلکہ عملاً سب سے پہلے حضرت علی کا ہاتھ بلند کرکے خود بیعت کی اور اسکے بعد سب لوگوں کو حضرت علی کی بیعت کرنے کا دستور دیا اور آخر کار ایک زیبا اور شاندار بیعت وجود میں آئی، مخالفین اور منافقین بھی ایسے حالات اور شرائط سے دُچار ہو گئے تھیکہ اب انکے پاس سوائے بیعت کرنے کے اور کوئی چارہ باقی نہ رہ گیا تھا،یہاں انکی خواہشات کو ٹھیس پہنچی اور انہوں نے اپنی تمام سیاسی آرزوؤں اور شیطانی امیدوں پر پانی پھرتا محسوس کیا ،وہ یہ بات صاف طور پر محسوس کر رہے تھے کہ اب انکے لیے اور حکومت کے پیاسے سیاستدانوں کی لئے کوئی مقام نہیں ہے اور یہ کہہ رہے تھے کہ!

علی خدا کی طرف سے بھی معیّن ہوئے ہیں اور پیغمبر اسلام ﷺ نے بھی انکی بیعت کی ہے اور سارے مسلمانوں نے بھی انکی بیعت کی ہے، عقلی اور عقیدتی حمایت کے ساتھ ساتھ لوگوں کی سیاسی حمایت بھی ہے، اور پھر فرشتۂ وحی نے بھی انہی کو معیّن کیا ہے اور اس طرح حضرت علی کے لیے عمومی بیعت نے حقیقت کا روپ بھی دھارا ہے۔ لہٰذا پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد سیاسی طاقت اور حکومت حاصل کرنے کے تمام راستے اور طریقے بند ہیں، اب اسکے سوا کوئی چارہ نہیں کہ پیغمبر ﷺ کو قتل کر دیا جائے اور (سازشی اور قابل نفرین) تحریر لکھی جائے، اسکے علاوہ کوئی چارہ باقی نہیں رہ گیا کہ ایک فوجی بغاوت کی جائے اور مخالفوں کا قتل عام کیا جائے، اگر غدیر کے دن عمومی بیعت نہ ہوئی ہوتی تو منافق اور سیاسی جماعتوں کے سربراہ اتنے غضب ناک نہ ہوتے اور رسول خدا ﷺ کے مسلّحانہ قتل کا منصوبہ نہ بناتے، لہٰذا غدیر کا دن صرف تعیین امامت کا دن نہیں تھا بلکہ: روز غدیر "امام اور عترت کی ولایت' کے تحقق کا دن تھا، غدیر کا دن مسلمانوں کی حضرت علی کے ساتھ اور دوسرے ئمہ کے ساتھ تا قیامت عمومی بیعت کا دن تھا۔

غدیر کا دن وہ دن ہے! جس دن رسول خدا ﷺ کے بعد مسلمانوں کی رہبری اور امامت کا مسئلہ روشن ہوا؛ خاندان علی ابن ابی طالب سے گیارہ ائمہ کی تا قیامت جاری رہنے والی امامت کا اعلان ہوا اور اس سلسلے میں عمومی بیعت لی گئی، ولایت کے غاصبوں پر لعنت ملامت ہوئی اور امامت و رہبری کے تعیّن اور مسلمانوں کی قیامت تک کے لئے بیعت عام نے راہ رسالت کو دوام بخشا۔

3۔ تحقق امامت کے مراحل:

کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں چونکہ خدا وند عالم نے امام کو چنا اور معیّن فرمایا تھا اور رسول اسلام ﷺ نے بھی اس امر کی تبلیغ کر دی تھی تو بس یہ کافی ہے ، ائمہؑ معصومین علیہم السّلام (حضرت امیرالمؤمنین سے لے کر حضرت مہدی 'عجل فرجہ الشریف 'تک) انسانوں کے امام ، رہبر اور پیشوا خدا کی طرف سے منصوب کئے گئے ہیں ۔ مّت مسلمہ کے حقیقی اور واقعی رہبر تو ائمہؑ ہیں ؛ چاہے لوگ انکو منتخب کریں یا نہ کریں ،چاہے ظاہری امامت کے حامل ہوں یا نہ ہوں سیاسی قدرت کو اسلامی معاشرے میں اسلامی آئین و قوانین کا اجرا کریں یا نہ کریں یہ نظریہ اور طرز تفکّر " شخصی اعتقاد'' کے لحاظ سے تو صحیح ہے حضرت علی اور دیگر ائمہ معصومین علیہم السّلام جہان کی خلقت کے شروع ہونے سے بھی پہلے منتخب ہو چکے تھے اور انکے بابرکت اور نورانی اسماء دیگر آسمانی کتابوں بھی ذکر کئے گئے ہیں چاہے لوگ ان بزرگوں اور رہبران حق کو پہچانے یا نہ پہچانے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جب حضرت علی کو غربت و فقر کی ہی زندگی گزارنی ہے اور سیاسی طاقت اپنے ہاتھ میں نہیں لینی ہے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے کہ لوگ انکو پہچانے یا نہ اور ان کے مقام و منزلت سے واقف ہوں یا نہ؟کیونکہ امام علی کو خدا وندعالم نے منتخب کیا ہے اور وہ تمام لیاقتیں اور اوصاف جو ایک امام بر حق میں ہونا ضروری ہیں ان سب کے حامل ہیں ، اس بات پر یقین اور اعتقاد بھی محکم ترین عقائد میں سے ایک ہے، لیکن اس عقیدے کا اجتماعی فائدہ کیا ہے ؟مقام جراء میں اس کی کیا حیثیت ہے؟

اس کی مثال بالکل ایسی ہی ہے جیسے ایک ماہر طبیب اور قابل ولائق ڈاکٹر ایک شہر میں گوشہ نشینی اختیار کر لے اور غریبانہ ، تنہا اور گمنام زندگی گزارے جبکہ مختلف امراض میں مبتلا ہزاروں مریض اس طبیب کے علاج و درمان سے محروم رہیں معالجے کے لئے اس کا انتخاب نہ کریں ، اس کے پاس نہ جائیں اور اس کے علم ودانش سے استفادہ نہ کریں ۔

سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ امام اسلامی حکومت کی سیاست میں عمل دخل رکھتا ہو سیاسی قدرت اس کے ہاتھ میں ہو اور احکام دین کا اجرا ہو ، اجتماعی عدالت کا تحقق اور اس میں توسیع ہو،

وہ کون ہے جسے احکام الٰہی کی تفسیر کرنی چاہیے،

وہ کون ہے جسے اسلامی اقتدار کو اسلامی معاشرے پر حاکم بنانا چاہیے ،

وہ کون ہے جسے حدود الٰہی کا پاس رکھتے ہوئے اسلامی معاشرے پر قانون لاگو کرنا چاہیے وہ کون ہے جو قصاص کرے، شرعی حد جاری کرے، وجوہات شرعی کی جمع آوری کرے اور صلح وجنگ میں رہنمائی کرے، خدا اور اسکے فرشتے تو مسلمانوں کی سیاسی اور اجرائی قدرت کو عملاً اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے، لہذا خدا کے منتخب بندوں کو ہونا چاہیے جو معاشرے میں یہ سارے امور خوش اسلوبی کے ساتھ انجام دیں لیکن کو ن اور کیسے ؟۔

یہیں پر لوگوں کا انتخاب اپنا کردار ادا کرتا ہے لوگوں کا قبول کرنا امام کی سیاسی اور اجرائی قدرت کیے لئے موثر ہوتا ہے لھذا اس بنا پر امامت کا تحقق پانا چند مراحل میں بہت اہم اور ضروری ہے جیسے۔

اوّل۔ انتخاب الٰہی :

کیونکہ لوگ انسان شناس نہیں ہیں اور دوسروں کے باطنی رموزو اسرار سے واقفیت نہیں رکھتے، لہذا امام بر حق کا انتخاب خدا وند عالم کو کرنا چاہیے جو کہ خالق انسان بھی ہے اور اسکی باطنی کیفیت سے بھی آگاہ ہے۔ (اللہُ اَعۡلَمُ حَیۡثُ یَجۡعَلُ رِسَالَتَہٗ)
(خدا وند عالم بہتر جانتا ہے کہ رسالت و امامت کو کس خاندان میں قرار دے، خدا وند عالم نے ہی تمام قوموں کے لئے پیغمبروں اور اماموں کا انتخاب کیا ہے اور انکا تعارف کرایا ہے۔

دوّم۔ پیغمبرا ن خدا کا اعلان :

خدا وند عالم کے انتخاب کر لینے کے بعد آسمانی رہنماؤں اور ائمہ معصومین علیہم السّلام کا تعارف خدا کے پیغمبروں کے توسّط سے ہونا چاہیے، انکی اخلاقی خصوصیات کا ذکر ہونا چاہیے، انکی اجرائی اور سربراہی طاقت کو لوگوں کے درمیان بیان ہونا چاہیے، تاکہ یہ بر گزیدہ ہستیاں پیغمبر خاتم ﷺ کے بعد سے تا قیام قیامت امت کی رہنمائی کر سکیں اور احکام خدا وندعالم کو معاشرے میں عام کر سکیں۔

چنانچہ جناب امیر المؤمنین نے ارشاد فرمایا:

"وَخَلَّفَ فيْكُمْ مٰاخَلَّفَتِ الْاَنْبِيٰاءُ فىْ مَمِهٰا،ذْلَمْ يَتْرُكُوْهُم هَمَلاً، بِغَيْرِ طَرِيْقٍ وَاضِحٍ وَلَا عَلَمٍ قٰائِمٍ."رسول گرامی اسلام ﷺ نے تمہارے درمیان ایسے ہی جانشین مقرر کئے جیسے کے گذشتہ پیغمبروں نے اپنی اپنی امت کے لئے مقرّر کئے کیونکہ وہ اپنی امت کو سرگردان اور لاوارث چھوڑ کر نہیں گئے ، واضح و روشن راستہ نیز محکم نشانیاں بتائے بغیر لوگوں کے درمیان سے نہیں گئے ۔ (1)

لیکن اب بھی منتخب ئمہ کی ولایت عمل و اجرا کے لحاظ سے نامکمل ہے کیونکہ اگر خدا وند عالم معصوم رہنماؤں کا انتخاب بھی کرلے اور اسکا رسول ﷺ انکا ابلاغ بھی کردے لیکن مقام عمل اور میدان زندگی میں لوگ انکو قبول نہ کرتے ہوں تو ولایت کا وقوع معاشرے میں ناتمام و نامکمل ہے ۔ اس لئے ایک تیسرے عامل (لوگوں کا انتخاب) کا وجود لازمی و ضروری ہے۔

---

(1)۔ خطبۂ 1/ 44 : نہج البلاغہ معجم المفہرس مؤلف ۔ اسناد و مدارک

1۔ عیون المواعظ والحکم : واسطی (457 میں لکھی گئی) 2۔ بحار الانوار ، ج 77 ، ص 300 / 423 : مرحوم علّامہ مجلسی (متوفیٰ 1110ھ) 3۔ ربیع الابرار (باب السماء والکواکب) : زمخشری (متوفیٰ 538ھ) 4۔ شرح نہج البلاغہ ، ج 1 ، ص 22 : قطب راوندی (متوفیٰ 573ھ) 5۔ تحف العقول : ابن شعبۂ حرانی (متوفیٰ 380ھ)6۔ اصول کافی ، ج 1، ص 138/140 : مرحوم کلینی (متوفیٰ 328ھ)7۔ الاحتجاج ، ج 1 ، ص 150 / 198 / 209 : مرحوم طبرسی (متوفیٰ 588ھ)8۔ مطالب السؤول : محمد بن طلحہ شافعی (متوفیٰ 652ھ)

9۔ دستور معالم الحکم ، ص 153 : قاضی قضاعی (متوفیٰ 454ھ)10۔ تفسیر فخر رازی ، ج 2، ص 164 : فخر رازی (متوفیٰ 606ھ) 11۔ الحکمۃ و المواعظ : ابن شاکر واسطی (452 میں تدوین ہوئی)12۔ ارشاد ، ج 1، ص 105/216/217 : شیخ مفید (متوفیٰ 413ھ) 13۔ توحید ، ص 24 : شیخ صدوق (متوفیٰ 380ھ)14۔ عیون الاخبار : شیخ صدوق (متوفیٰ 380ھ)15۔ اَمالی ، ج 1 ، ص 22 : شیخ طوسی (متوفیٰ 460ھ)16۔ کتاب اَمالی ، ص 205 : شیخ صدوق (متوفیٰ 380ھ)17۔ اختصاص ، ص 236 : شیخ مفید (متوفیٰ 413ھ)19۔ تذکرۃ الخواص ، ص 157 : ابن جوزی (متوفیٰ 654ھ)20۔ کتاب البدء والتاریخ ، ج 1، ص 74 : مقدّسی (متوفیٰ 355ھ)21۔ بحار الانوار ، ج 4، ص 32/44/53/54 : علامہ مجلسی (متوفیٰ 1110ھ)22۔ کتاب محاسن : علامہ برقی (متوفیٰ 274ھ)23۔ بحارالانوار ، ج 4 ، ص 247/285/304/32/44/52/53/54 : علامہ مجلسی (متوفیٰ 1110ھ)24۔ بحارالانوار ، ج 10 ، ص 118/ ج 11 ، ص 60/122 : علامہ مجلسی (متوفیٰ 1110ھ)25۔ بحارالانوار ، ج 16، ص 284 / ج 54 ، ص 176 : علامہ مجلسی (متوفیٰ 1110ھ)

26۔ بحارالہانوار ، ج 60 ، ص 212 : علامہ مجلسی (متوفیٰ 1110ھ)27۔ غررالحکم ، ج 3، ص 301/ ج 4 ، ص 389 : مرحوم آمدی (متوفیٰ 588ھ)28۔ غررالحکم ، ج 5 ، ص 99/102/ ج 6 ، ص 421 : مرحوم آمدی (متوفیٰ 588ھ)29۔ بحارالانوار ، ج 4 ، ص 248 / ج 57 ، ص 178 : علامہ مجلسی (متوفیٰ 1110ھ)30۔ بحارالانوار ، ج 18 ، ص 217 / ج 11 ، ص 123 /61طبع جدید : علامہ مجلسی (متوفیٰ 1110ھ)31۔ اصول کافی ، ج 1، ص 135 / 139 / 141 : مرحوم کلینی (متوفیٰ 328ھ) 32۔ روضۂ کافی ، ج 8، ص 31 : مرحوم کلینی (متوفیٰ 328ھ)

سوّم۔ لوگوں کی بیعت عام:

اگر لوگ انتخاب الٰہی اور پیغمبر خدا ﷺ کے ابلاغ کے بعد راستے کو پہچان لیں، اپنے امام بر حق کو چن لیں، کارہائے امامت میں ممد و معاون ہوں، اپنے امام کا دل وجان سے انتخاب کریں، اسلامی اقدار کے تحقق کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں اور شہادت کی آرزو کے ساتھ امام کے حکم جہاد کو بجا لانے میں دریغ نہ کریں، عقیدے و یقین میں بھی اور زندگی کے میدان عمل میں بھی امام پر ایمان رکھتے ہوں تب ہی امامت کا تحقق اور ایک واقعی وجود قائم ہوتا ہے، امام کو احکام الٰہی کے اجراء کی قدرت و طاقت ملتی ہے اور انسانوں کی میدان زندگی میں دین خدا کو وجود ملتا ہے۔

جیسا کہ امام نے فرمایا!

"مٰاوَالَّذِیْ فَلَقَ الْحَبَّةَ،وَبَرَاَالنَّسَمَةَ،لَوْلاَ حُضُوْرُالحٰاضِرِ وَقِیٰامُ الْحُجَّة بِوُجُوْ دِ ا لنّٰاصِرِ،وَمٰا اَخَذَاللّٰہُ عَلَیَ الْعُلَمٰاءِ لا یُقٰارُّوْا عَلیٰ کِظَّة ظٰالِمٍ، وَلاَ سَغَبِ مَظْلُوْمٍ،لَاَ لْقَیْتُ حَبْلَھٰا عَلیٰ غٰارِبِھٰا،وَلَسَقَیْتُ آخِرَھٰا بِکَاْسِ وَّلِھٰا،وَلَاَلْفَیْتُمْ دُنْیٰاکُمْ ھٰذِہَ زْھَدَعِنْدِیْ مِنْ عَفْطَةِ عَنْزٍ!."(1)

اس خدا کی قسم! کہ جس نے دانے میں شگاف ڈالا اور جان کو خلق کیا، اگر بیعت کرنے

---

(1) نہج البلاغہ خطبۂ 16/3

والوں کی بڑی تعداد حاضر نہ ہوتی اورچاہنے والے مجھ پر حجّت تمام نہ کرتے اور خدا وند عالم نے علماء سے عہد و پیمان نہ لیا ہوتا کہ وہ ظالموں کی ہوس اور شکم پری، اور مظلوموں کی گرسنگی پر خاموشی اختیار نہ کریں تو میں آج بھی خلافت کی رسّی انکے گلے میں ڈال کرہانک دیتا اور خلافت کے آخر کو اول ہی کے کاسہ سے سیراب کرتا اور تم دیکھ لیتے کہ تمہاری دنیا میری نظر میں بکری کی چھینک سے بھی زیادہ بے قیمت ہے ۔ (1)

---

(1)۔ اسناد و مدارک خطبۂ /3

1۔ کتاب الجمل، ص 92/62: شیخ مفید (متوفیٰ 413ھ)2۔ الفہرست، ص 92: نجاشی (متوفیٰ 450ھ)3۔ الفہرست، ص 224: ابن ندیم (متوفیٰ 438ھ)

4۔ الانصاف فی الامامۃ: ابی جعفر ابن قبۂ رازی (متوفیٰ 319ھ)5۔ معانی الاخبار، ص 343: شیخ صدوق (متوفیٰ 380ھ 6۔ علل الشرایع، ص 144: شیخ صدوق (متوفیٰ 380ھ)7۔ العقد الفرید، ج 4: ابن عبد ربہ (متوفیٰ 328ھ)8۔ بحار الانوار، ج 8 ص 120 (کمپانی؛متوفیٰ 1037ھ): مرحوم مجلسی (متوفیٰ 1110ھ)9 شرح نہج البلاغہ: قطب راوندی (متوفیٰ 573ھ)10۔ المناقب: ابن جوزی (متوفیٰ 654ھ)11۔ الغارات: ابن ہلال ثقفی (متوفیٰ 283ھ)12۔ الفرقۃ الناجیۃ: قطیفی (متوفیٰ 945ھ)13۔ ارشاد، ج 1 ص 286/284/135: شیخ مفید (متوفیٰ 413ھ)14۔ المغنی: قاضی عبد الجبّار (متوفیٰ 415ھ)15۔ نثر الدرر: وزیر ابو سعید آبی (متوفیٰ 422ھ) 16۔ نزہۃ الادیب: وزیر ابو سعید آبادی (متوفیٰ 422ھ)17۔ الشافی، ص 203: سیّد مرتضیٰ (متوفیٰ 436ھ)18۔ الامالی: ہلال بن محمد بن الحفار (متوفیٰ 417ھ)19۔ الامالی: شیخ الطائفۃ طوسی (متوفیٰ 460ھ)20۔ تذکرۃ الخواص، ص 133: سبط ابن الجوزی (متوفیٰ 654ھ)21۔ تحف العقول، ص 313: ابن شعبۂ حرانی (متوفیٰ 380ھ)22۔ شرح الخطبۃ الشقشقیۃ: سیّد مرتضیٰ (متوفیٰ 436ھ)23۔ الافصاح فی الامامۃ، ص 17: شیخ مفید (متوفیٰ 413ھ)24۔ الاحتجاج، ج 1، ص 191/281: طبرسی (متوفیٰ 588ھ)25۔ المحاسن والادب: علّامہ برقی (متوفیٰ 280ھ)

26۔ المستقصیٰ، ج 1، ص 393: زمخشری (متوفیٰ 538ھ)27۔ مجمع الامثال، ج 1، ص 197: میدانی (متوفیٰ 518ھ)28۔ المجلی، ص 393: ابن ابی جمہور احسائی (متوفیٰ 909ھ)29۔ المواعظ ولزواجر (کتاب الغدیر، ج 7، ص 82 سے نقل): ابن سعید عسکری (متوفیٰ 291ھ)30۔ ابن خشاب کہتا ہے! خدا کی قسم میں نے اس خطبے کو ان کتابوں میں پڑھا ہے جو سیّد رضی کی پیدائش سے 200/سال پہلے تدوین ہوئی ہیں: ماھو نہج البلاغہ، ص 98: شہرستانی 31۔ کتاب الانصاف: ابن کعبی بلخی (متوفیٰ 319ھ)

32۔ الاوائل: ابن ہلال عسکری (متوفیٰ 395ھ)33۔ غرر الحکم، ج 3، ص 46: مرحوم آمدی (متوفیٰ 588ھ)34۔ غرر الحکم، ج 6، ص 232/ 256: مرحوم آمدی (متوفیٰ 588ھ)35۔ رسائل العشر، ص 124: شیخ طوسی (متوفیٰ 460ھ)

اگر انتخاب الھی و ابلاغ رسالت کے بعد لوگ ائمہ معصومین کو قبول نہ کریں اور امام برحق کو تنہا چھوڑ دیں یا قتل کر دیں تو اس صورت میں امامت اور ولایت کا تحقق نہیں ہو گا اور امام سیاسی طور پر لوگوں میں حاضر نہیں ہو سکتے اور کوئی بھی ان کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل نہیں کرے گا اور اگر فرمان صادر فرمائیں گے تو کوئی اطاعت نہیں کرے گا۔

حضرت علی نے فرمایا:

دَعُونِ وَالَتمِسُوا غَیرِی ،فَاِنَّا مُستَقبِلُون اَمراً لَهُ وُجُوهُ وَاَلوَانُ، لَاتَقُومُ لَه القُلُوبُ،وَلَاتَثبُتُ عَلَیهِ العُقُولُ وَاِن الافَاقَ قَد اَغَامَت،وَالمحَجَّةَ قَدتَنَکَّرَت وَاعلَمُوا اَنَّ اِن اَجَبتُکُم رَکِبتُ بِکُم مَااَعلَمُ وَلَم اُصغِ اِ لَی قَولِ اَلقَائَل وَعَتبِ اَلعَا تِب وَاِن تَرَکتُمُونِ فَاَنَا کَاَحَدِکُم،وَلَعَلِّ اَسمَعُکُم وَاَطوَعُکُم لِمَن وَلَّیتُمُوهُ اَمرَکُم،وَ اَنَا لَکُم وَزِیراً ،خَیرُلَکُم مِنّی اَمِیراً:[1]

جب لوگوں نے قتل عثمان کے بعد آپ کی بیعت کا ارداہ کیا تو آپ نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو جائو کسی اور کو تلاش کر لو[2] ہمارے سامنے وہ معاملہ ہے جس کے بہت سے رنگ اور رخ ہیں جن کی نہ دلوں میں تاب ہے اور نہ عقلیں انہیں برداشت کر سکتی ہیں دیکھو افق کس قدر ابر آلود ہے اور راستے کس قدر انجانے ہیں ، یاد رکھو اگر میں نے تمہاری بیعت کی دعوت کو قبول کر لیا تو تمہیں اپنے علم ہی کے

---

(1)۔ خطبہ 92، نہج البلاغہ معجم المفہرس

(2)۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حضرت علی خدا وند عالم کی طرف سے امامت پر منصوب ہوئے اور اسلامی ممالک سے آئے ہوئے ایک لاکھ بیس ہزار حاجیوںنے غدیر خم کے میدان میں خدا وند عالم کے حکم سے اور پیغمبر ﷺ کے ابلاغ کے بعد امام کے ساتھ بیعت کی ، لیکن 25 سال بعد، ان تینوں کی خلافت کے دور میں لوگوں کے سیاسی انحراف اوراقدار میں تغیر کے سبب اس وقت اتمام حجّت کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ "مجھے چھوڑ دو یعنی تم لوگ عدل کی حکومت کا تحمّل نہیں کر سکتے۔

راستے پر چلاؤں گا اور کسی کی کوئی بات او ر سرزنش نہیں سنوں گا لیکن اگر تم نے مجھے چھوڑ دیا تو تمہارے ہی ایک فرد کی طرح زندگی گزاروں گا بلکہ شاید تم سب سے زیادہ تمہارے حاکم کے احکام کا خیال رکھوں میں تمہارے لئے وزیر کی حیثیت سے امیر کی بہ نسبت زیادہ بہتر رہوں گا[1] نا پختہ اور سست عقائد کے مالک کوفیوں کی سرزنش کرتے ہوئے ایک تقریر میں حضرت امیر المؤمنین نے واضح طور پر اساسی اور بنیادی اصل کی طرف اشارہ فرمایا کہ اگر لوگ امام کی اطاعت نہ کریں تو امام عملاً ایک اسلامی معاشرہ میں معاشرہ ساز فعالیّت نہیں انجام دے سکتا۔

---

(1)۔ خطبۂ / 92 کے اسناد و مدارک :

1۔ تاریخ طبری ، ج 6 ص 306 : طبری (متوفیٰ 310ھ)2۔ النّہایۃ (35ھ کے حوادث سی مربوط) : ابن اثیر (متوفیٰ 606ھ)3۔ کتاب جمل ، ص 48 : شیخ مفید (متوفیٰ 413ھ)

4۔ تذکرۃ الخواص ، ص 57 : ابن جوزی (متوفیٰ 567ھ)5۔ شرح قطب راوندی ، ج 1 ص 418 : ابن راوندی (متوفیٰ 573ھ)6۔ نسخۂ خطّی 499ھ ، ص 73 : مؤلفہ ابن مؤدب ، پانچویں صدی کے عالم دین7۔ نسخۂ خطّی نہج البلاغہ ، ص 70 : مؤلّفہ 421ھ8۔ تجارب الامم : ، ج 1 ، ص 508 : ابن مسکویہ (متوفّی 421ھ)9۔ بحارالانوار ، ج 32 ، ص35۔ مرحوم مجلسی (متوفی 1110ھ) * : امیر المؤمنین کے اس ارشاد سے تین باتوں کی مکمّل وضاحت ہوتی ہے۔ (خطبہ 92 نہج البلاغہ)1۔ آپ کو خلافت کے سلسلے میں کوئی حرص اور طمع نہیں تھی اور نہ ہی آپ اس سلسلے میں کسی قسم کی تگ و دو کرنے کے قائل تھے ۔ الٰہی عہدہ عہدیدار کے پاس آتا ہے عہدیدار خود اسکی تلاش میں نہیں جاتا۔

2۔ آپ کسی قیمت پر اسلام کی تباہی برداشت نہیں کر سکتے تھے آپ کی نظر میں خلافت کا لفظ اپنے اندر مشکلات اور مصائب لئے تھا اور قوم کی طرف سے بغاوت کا خطرہ نگاہ کے سامنے تھا لیکن اسکے باوجود اگر ملت کی اصلاح اور اسلام کی بقاء کا دارومدار اس خلافت کو قبول کرنے میں ہے تو آپ اس راہ میں ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے آمادہ و تیار ہیں ۔

3۔ آپ کی نگاہ میں امت کے لئے ایک درمیانی راستہ وہی تھا جس پر آج تک چل رہی تھی کہ اپنی مرضی سے ایک امیر چن لے اور وقتاً فوقتاً ضرورت پڑنے پر آپ سے مشورہ کرتی رہے آپ مشورہ دینے سے بہر حال گریز نہیں کرتے ہیں جس کا مسلسل تجربہ ہو چکا ہے ، اور اس مشاورت کو آپ نے وزارت سے تعبیر کیا ہے ، وزارت فقط اسلامی مفاد تک بوجھ بانٹنے کے لیے حسین ترین تعبیر ہے ، ورنہ جس حکومت کی امارت قابل قبول نہیں اسکی وزارت بھی قابل قبول نہ ہوگی ۔(مترجم)

" يٰاَشْباهَ الرِّجٰالِ وَلاَرِجٰالَ! حُلُوْمُ الْاَطْفٰالِ،وَعُقُوْلُ رَبّٰات الْحِجٰالِ لَوَدِدْتُ اَ نِّيْ لَمْ اَ رَكُمْ وَلَمْ اعْرِفكُمْ مَعْرِفَةً وَاللهِ جَرَّتْ نَدَماً وَاَ عَقَبَت سَدَ ماً قَا تَلَكُمُ اللهُ ! لَقَدْ مَلاَتُمْ قَلْبى قَيْحاً وَشَحَنْتُمْ صَدْرى غَيْظاً وَجَرَعْتُمُوْنىْ نُغَبَ التَّهْمٰامَ نْفٰاساً وَاَفْسَدْتُمْ عَلَىَّ رُيِئْ بِالْعِصْيٰان وَالْخِذْلاَنِ حَتّىٰ لَقَد قٰالَتْ قُرَيْش اِنَّ أبْنَ بىْ طٰالِبٍ رَجُل شُجٰاع ، وَلٰكِنْ لاَعِلْمَ لَهُ بِالْحَرْبِ لِلّهِ اَبُوْهُمْ وَهَلْ اَحَدمِنْهُمْ شَدُّلَهٰامِرٰاسا وَاَ قْدَمُ فِيْهٰامَقٰاماً مِنّىْ لَقَدْنَهَضْتُ فِيْهٰاوَمٰابَلَغْتُ الْعِشْرِيْنَ وَهٰاَنَذٰا قَدْذَرَّفْتَ عَلَى السِّتِّيْنَ وَلٰكِنْ لاَ رَاْىَ لِمَنْ لاَ يُطٰاعُ ."[1]

ترجمہ (اے مردوں کی شکل وصورت والو! اور واقعا نامردو، تمہاری فکریں بچوں جیسی اور تمہاری عقلیں حجلہ نشین دلہنوں جیسی ہیں میری خواہش تھی کاش میں تمہیں نہ دیکھتا اور تم سے متعارف نہ ہوتا، جس کا نتیجہ صرف ندامت اور رنج وافسوس ہے اللہ تمہیں غارت کرے تم نے میرے دل کو پیپ سے بھر دیا، اور میرے سینہ کو رنج وغم سے چھلکا دیا ہے، تم نے ہر سانس میں ہم و غم کے گھونٹ پلائے، اور اپنی نافرمانی اور سرکشی سے میری رائے کو بھی بیکار و بے اثر بنا دیا ہے، یہاں تک کہ اب قریش والے یہ کہنے لگے ہیں کہ فرزند ابو طالب بہادر تو ہیں لیکن انھیں فنون جنگ کا علم نہیں ہے،

---

(1)۔اسناد و مدارک خطبۂ/ 27

1۔ البیان و التبیین، ج 1، ص 170: جاحظ (متوفیٰ 255ھ) 2۔ البیان و التبیین، ج 2، ص 66: جاحظ (متوفیٰ 255ھ)

3۔ عیون الاخبار، ج 2، ص 236: ابن قتیبہ (متوفیٰ 276ھ) 4۔ اخبار الطوال، ص 211: دینوری (متوفیٰ 290ھ)

5۔ الغارات، ج 2، ص 452/494: ابن ہلال ثقفی (متوفیٰ 283ھ) 6۔ الکامل، ج 1، ص 13: مبرد (متوفیٰ 285ھ)

7۔ اغانی، ج 15، ص 45: ابو الفرج اصفہانی (متوفیٰ 356ھ) 8۔ مقاتل الطالبین، ص 27: ابو الفرج اصفہانی (متوفیٰ 356ھ)

9۔ معانی الاخبار، ص 309: شیخ صدوق (متوفیٰ 380ھ) 10۔ انساب الاشراف، ج 2 ص 442: بلاذری (متوفیٰ 279ھ)

11۔ مروج الذہب، ج 2 ص 403: مسعودی (متوفیٰ 346ھ) 12۔ عقد الفرید، ج 2 ص 163: ابن عبد ربہ (متوفیٰ 328ھ)

13۔ فروغ کافی، ج 5 ص 4/6/53/54: مرحوم کلینی (متوفیٰ 329ھ) 14۔ دعائم الاسلام، ج 1 ص 455: قاضی نعمان (متوفیٰ 363ھ)

15۔ احتجاج، ج 1 ص 251 / 174: مرحوم طبرسی (متوفیٰ 588ھ) 16۔ تہذیب، ج 6 ص 123: شیخ طوسی (متوفیٰ 460ھ)

اللہ ان کا بھلا کرے ، کیا ان میں کوئی بھی ایسا ہے ، جو مجھ سے زیادہ جنگ کا تجربہ رکھتا ہو ، اور مجھ سے پہلے سے کوئی مقام رکھتا ہو ، میں نے جھاد کے لئے اس وقت قیام کیا ہے جب میری عمر 20 سال بھی نہیں تھی اور اب تو(60) سال ہو چکی ہے لیکن کیا کیا جائے جس کی اطاعت نہیں کی جاتی اس کی رائے بھی کوئی رائے نہیں ہوتی ۔

اب اس مقام پر یعنی انتخاب الٰہی اور ابلاغ پیغمبر اکرم ﷺ کے بعد لوگوں کی عمومی بیعت اور ملت کا انتخاب احکام الٰہی کے اجرا میں اپنا اہم کردار ادا کرتا ہے اور حکومت امام کے لئے عملی راہ فراہم کرتی ہے ، غدیر خم کے روز یہ تینوں مراحل بخوبی اور تمام تر زیبایوں کے ساتھ اپنے انجام کو پہنچے یہاں تک کہ حکومت کے پیاسوں کے دلوںمیں دشمنی کی آگ بھڑک اٹھی انہوں نے جو کچھ بھی چاہا انجام دیا ، اور تاریخ میں ہمیشہ کے لئے اپنے آپ کو بدنام کر لیا کیونکہ :

الف: خداوند عالم کے انتخاب کا تحقق فرشتہ وحی کے توسّط سے آیات کی صورت میں (بلّغ ما اُنزِل اِلیک) اور(الیوم اکملت لکم دینکم) کے نزول کے ساتھ ہوا۔

ب: وحی الٰہی کا ابلاغ اس عظیم و کم نظیر اجتماع میں پیغمبر اکرم ﷺ کے توسط سے انجام پایا:

ج: مردوں اور عورتوں پر مشتمل عمومی بیعت تا دم صبح جاری رہی اور بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئی کیونکہ امامت کو اس کا صحیح وارث اور مقام مل گیا اور لوگوں کی عمومی بیعت بھی انتخاب الٰہی کے لئے حامی واقع ہوئی ؛ لوگوں کا انتخاب ، انتخاب الٰہی اور رسول خدا ﷺ کی ابلاغ و اعلان نے ایک ساتھ مل کر امامت کو پائدار اور زندہ و جاوید کیا ؛تو اس وجہ سے منافقین اور حاسدین غضبناک ہوگئے ،یہاں تک کہ ایک شخص نے موت کی آرزو کی اور آسمان سے ایک پتھر نے آکر اس کو نیست ونابود کر دیا۔

بعض گروہ آپ ﷺ کے قتل کے در پے ہوگئے لیکن خدائی امداد نے انہیں ناکام اور رسوا کردیا اور بعض دوسروں نے وہ شرمناک اور قابل مذمّت تحریر لکھی کہ جس کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کرنا چاہتے تھے ؛ لیکن آخر کار ان کے پاس سکوت اختیار کرنے ،بغض و نفاق اور شیطانی انتظار کے علاوہ کوئی اورچارہ نہ تھا یہاں تک کہ جناب رسول خدا ﷺ کی وفات کے بعد تمام بغض اور کینہ توزیوں کو یکجا کرکے جو بھی چاہا ایک مسلّحانہ بغاوت (فوجی بغاوت) کی صورت میں انجام دیا۔

لہٰذا یہ غدیر کا دن صرف" امام کے تعیّن " کا دن نہ تھا کیونکہ مسلمانوں کا امام غدیر کے عظیم واقعہ سے پہلے ہی معیّن ہو چکا تھا اور حضرت امیر المؤمنین کے بعد آنے والے ائمہ علیہم السّلام کا ناموں کے ساتھ تعارف کروایا جاچکا تھا؛ کسی کو امامت اور ائمہ علیہم السّلام کے ناموں میں کوئی شک و شبہ نہیں تھا، غدیر کے دن (مسلمانوں کی عمومی بیعت) اور خود جناب رسول خدا ﷺ کی حضرت علی کے ساتھ بیعت نے حقیقت کا روپ اختیار کیا اور منکرین ولایت کے لئے تمام راستے بند کر دئے تا کہ آفتاب ولایت کا انکار نہ کر سکیں ۔

چوتھی فصل

کیا غدیر کا دن صرف پیغام ولایت پہنچانے کے لئے تھا؟

ظواہر آیات غدیر کی طرف توجّہ

پہلی بحث : آیات غدیر کی صحیح تحقیق

دوسری بحث : تاریخ غدیر کی صحیح تحقیق

تیسری بحث : مخالفتوں کی طرف توجّہ

ظواہر آیات غدیر کی طرف توجّہ :

بعض لوگوں نے سورہ ٔمبارکہ مائدہ کی آیت 67 (یا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مٰا اُنْزِلَ لَیْک)

کے ظاہر پر توجّہ کرتے ہوئے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ غدیر کا دن صرف "پیغام ولایت "پہچانے کا دن ہے ، اور رسول اکرم ﷺ نے اس مبارک دن " حضرت علی "کی ولایت کا پیغام لوگوں تک پہنچایا ۔

اور بس اتنے ہی کو کافی سمجھتے ہوئے خوش حال ہو جاتے ہیں ، یا تو غدیر کے دوسرے تمام زاویوں کو درک کرنے سے انکی عقلیں قاصر ہیں یا کتب کے مطالعہ کے ذریعہ حقیقت تک پہنچنے کی زحمت نہیں کرتے ، کہتے ہیں کہ: لفظ (بلِّغ)یعنی ابلاغ کردو لوگوں تک پہنچا دو ، اور (ما انزِلَ الیکَ) یعنی ولایت اور امامت حضرت امیرالمؤمنین لہٰذا غدیر کا دن صرف " اعلان ولایت "کا دن ہے ، اس گروہ کا جواب بھی مختلف طریقوں سے دیا جاسکتا ہے ،جیسا کہ:

1۔ آیات غدیر کی صحیح تحقیق:

یہ صحیح ہے کہ لفظ "بلّغ" کے معنی ہیں (پہنچادو)؛ لوگوں میں ابلاغ کردو اور لوگوں کو آگاہ کردو لیکن کس چیز کے پہنچانے کا حکم دیا جارہا ہے؛ اس حکم کا متعلّق کیا ہے؟ یہ بات اس آیہ مبارکہ میں ذکر نہیں ہوئی ہے کس چیز کو پہنچانا ہے؟ ظاہر آیت سے واضح نہیں ہے، اور اس آیت کا باقی حصہ یعنی (مٰا اُنْزِلَ لَیْکَ) جو کچھ تم پر نازل کیا گیا یہ عام ہے؛ جو کچھ تم پر نازل کیا گیا یہ کیا چیز ہے؟

آیا مقصود صرف "اعلان ولایت" ہے؟

آیا مقصود "امام کا تعارف" ہے؟

آیا مراد "قیامت اور رجعت تک آنے والے اماموں کا تعارف" ہے؟

آیا مراد "اسلام کی رہبریت کا تعیّن" ہے؟

یا (مٰا اُنْزِلَ لَیْکَ) کا متعلّقہ موضوع "تھیوری اور پریکٹیکل" یعنی عملی و نظری پر مشتمل ہے یعنی ائمہ معصومین علیہم السّلام کا تعارف بھی کرواؤ اور ان ہستیوں کے لئے بیعت بھی طلب کرو؟ تاکہ "بیعت عمومی" کے بعد کوئی بھی شکوک و شبہات کا سہارا لیتے ہوئے مسلمانوں کے عقائد کو متزلزل نہ کر سکے۔

چنانچہ یہ سمجھنا اور جاننا ضروری ہے کہ (مٰا انزِلَ ِلَیْکَ) کیا ہے؟ جو کچھ پیغمبر اسلام ﷺ پر نازل ہو چکا تھا وہ کیا تھا؟ سورۂ مبارکہ مائدہ کی آیت 67 میں موجودہ پیغامات اور مسلسل احتیاط اس حقیقت کو ثابت کرتی ہیں کہ پہلا نظریہ (صرف اعلان ولایت) صحیح نہیں ہے بلکہ دوسرے نظریے (وسیع اہداف) کو ثابت کررہے ہیں۔

اس آیہ مبارکہ میں مزید آیا ہے: (وَ اِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمٰا بَلَّغْتَ رِسٰالَتَهُ)

(اگر تم نے یہ کام انجام نہ دیا تو گویا اس کی رسالت کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا۔) (مٰاُ نْزِلَ) کا متعلق کیا اہم چیز ہے کہ جسکو انجام نہ دیا گیا تو پیغمبر اسلام ﷺ کی رسالت ناقص و نامکمل رہ جائے گی؟ ادھر رسول اکرم ﷺ بھی اسکو انجام دینے سے گھبرا رہے ہیں کہ شاید اسکو قبول نہ کیا جائے اور رخنہ ڈال دیا جائے، اگر صرف "اعلان ولایت" تھا تو اس میں کس بات کا ڈر اور ہچکچاہٹ؟ کیونکہ اس سے پہلے بھی بارہا، محراب میں، منبر پر، مدینہ اور دوسرے شہروں میں، جنگ کے میدان میں، اور جنگوں میں کامیابیوں کے بعد حضرت امام علی کی ولایت اور وصایت کا اعلان کر چکے تھے، لوگوں تک اس بات کو پہنچا چکے تھے، کسی کا خوف نہ تھا اور کسی سے اس امر کی بجا آوری میں اجازت طلب نہ کی تھی۔

آپ ﷺ نے جنگ تبوک اور جنگ خیبر کے موقع پر حدیث "منزلت" میں حضرت علی ابن ابی طالب کا تعارف بعنوان وزیر اور خلیفہ کروایا اور کسی بھی طاغوتی طاقت اور قدرت کی پروا نہ کی، غدیر کے دن ایسا کیا ہونے والا تھا جو رسول خدا ﷺ کو خوفزدہ کئے ہوئے تھا اور فرشتۂ وحی آپ ﷺ کو تسلّی دیتے ہوئے اس آیت کو لے کر نازل ہوا (و اللہ ُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ) (اللہ تمہیں انسانوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔)

جملۂ (ما انزِلَ) کا متعلّق کونسی ایسی اہم چیز ہے کہ جسکے وجود میں آنے کے بعد

اکمال دین : (أَلْیَوْمَ کْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ)

اتمام نعمات الٰہی : (وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ)

بقاء اور جاویدانی اسلام : (وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْناً)

کفّار کی ناامیدی : (أَ لْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْ ا)

جیسے اہم فوائد حاصل ہونگے ؟

چنانچہ یقینا پہلا نظریہ صحیح نہیں ہے اور (مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ)کا متعلّق " ولایت امیر المؤمنین کا اعلان" اور " مسلمانوں کی عمومی بیعت " ہونا چاہیے۔

اے رسول خدا ﷺ ! آج ہم نے جو کچھ تم پر نازل کیا ہے لوگوں تک پہنچا دو یعنی امام علی اور انکی اولاد میں سے گیارہ بیٹوں کی ولایت اور امامت کا اعلان کردو اور اسکے بعد حج کی برکت سے ساری دنیا سے آکر اس سرزمین پر جمع ہونے والے مسلمانوں سے بیعت اور اعتراف لے لو (کہ پھر اتنا بڑا اجتماع وجود میں نہ آئے گا)اور امامت کے مسئلے کو نظریہ اور عقیدہ میں عمومی اعتراف اور عملی طور پر عمومی بیعت کے ذریعہ انجام تک پہنچا دو، اور کیونکہ خدا کے انتخاب اور رسول خدا ﷺ کے ابلاغ کے بعد لوگوں کی عمومی بیعت بھی تحقق پذیر ہوئی دین کامل ہو گیا۔

(امامت راہ رسالت کی بقا اور دوام کا ذریعہ ہے ۔) خدا وند عالم کی نعمتیں انسانوں پر تمام ہوگئیں ، دین اسلام ہمیشہ کے لئے کامیاب ہو گیا، کفّار نا امید ہو گئے کہ اب ارکان اسلام کو متزلزل نہ کر سکیں گے ، اس مقام پر وحی الٰہی یہ بشارت دے رہی ہے کہ (اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا)

آج "روز غدیر" کفّار نا امید ہو گئے ۔

وگرنہ صرف "اعلان ولایت تو غدیر سے پہلے بھی کئی بار ہو چکا تھا کفار نا امید نہ ہوئے تھے؛ اور صرف "اعلان ولایت کے ذریعہ دین کامل نہیں ہوتا کیونکہ ممکن ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ امامت کا پیغام پہنچا دیں لیکن لوگ بیعت نہ کریں اور امّت میں اختلاف پیدا ہو جائے، گذشتہ امّتوں کی طرح پیغمبر اسلام ﷺ کے خلاف قیام کیا جائے اور انکو قتل کر دیا جائے، کیا گذشتہ امّت نے پیغمبر خدا حضرت زکریا ؑ کو آرہ سے دو حصّوں میں تقسیم نہیں کیا ؟ کیا مخالفوں نے حضرت یحییٰ جیسے پیغمبر کا سر تن سے جدا نہیں کیا اور اس زمانے کے طاغوت کے لئے اس سر کو ہدیے کے طور پر پیش نہیں کیا ؟

کیا حضرت عیسیٰ جیسے پیغمبر کو ایک عرصہ کے لئے ہجرت کرنے اور پوشیدہ رہنے پر مجبور نہیں کیا ؛ اور یہودیوں کے جھوٹے دعوے اور مسیحیت کے جھوٹے عقیدے کو بنیاد بنا کر ان کو سولی پر نہیں لٹکایا ؟ اس مقام پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ صرف اعلان ولایت :

1۔ کشیدگی کا سبب نہیں ہے ۔

2۔ امّت کے درمیان اختلاف کا خطرہ نہیں ہے ۔

3۔ مسلّحانہ کارروائیوں کا حامل نہیں ہے ۔

4۔ پیغمبر اکرم ﷺ کو خوفزدہ نہیں کر سکتا کہ جسکے سبب وہ حضرت جبرئیل سے تین بار معذرت چاہیں ۔

یہ سارے وہم اور خوف " عمومی بیعت کے تحقّق "کی وجہ سے ہیں، جو کہ موقع کی تلاش میں رہنے والی سیاسی جماعتوں کو خوف و وحشت میں بتلا کئے ہوئے ہے؛ اور کفّار کی یاس و نا امیدی اسی سبب سے ہے اور حکومت و قدرت کے پیاسوں کے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں کہ ایک مسلّحانہ بغاوت کریں ۔

2۔ تاریخ غدیر کی صحیح تحقیق:

واقعۂ غدیر کی صحیح شناخت حاصل کرنے کا ایک راستہ اس عظیم واقعہ کی تاریخی حوالے سے صحیح تحقیق ہے، دیکھنا یہ چاہیے کہ غدیر کے دن کونسے واقعات اور حادثات رونما ہوئے رسول اکرم ﷺ نے کیا کیا؟ اور دشمنوں اور مخالفوں نے کس قسم کا رویّہ اختیار کیا ؟تا کہ غدیر کی حقیقت واضح اور روشن ہو جائے، اگر غدیر کا دن صرف اعلان ولایت کے لئے تھا؛ تو پھر رسول اکرم ﷺ کی گفتگو اور عمل کو بھی اسی حساب سے صرف ابلاغ و پیغام تک محدود ہونا چاہیے تھا! یعنی رسول اکرم ﷺ سب لوگوں کو جمع کرتے اور حضرت علی کی لیاقت اور صلاحیّتوں کے بارے میں لوگوں کو آگاہ فرماتے؛ پھر کچھ اخلاقی نصیحتوں کے ساتھ لوگوں کے لئے دعا فرماتے اور خدا کی امان میں دے دیتے، بالکل اس طرح سے جیسے آج سے پہلے بعثت کے آغاز سے لے کر غدیر کے دن تک بارہا آنحضرت ﷺ کی طرف سے دیکھا گیا تھا۔

اس کے بعد ہر شہر و دیار سے آئے ہوئے مسلمان اپنے اپنے وطن کی طرف لوٹ جاتے۔ رسول اکرم ﷺ اس کام کو مکّہ کے عظیم اجتماع میں حج کے وقت بھی انجام دے سکتے تھے عرفات اور منیٰ کے اجتماعات میں بھی یہ کام کیا جاسکتا تھا۔

لیکن غدیر کے تاریخی مطالعہ کے بعد یہ بات واضح ہو جائے گی اور یہ نظریہ سامنے آئے گا کہ غدیر کی داستان کچھ اور ہے؛ اعمال حج اختتام پذیر ہو چکے ہیں؛ اور رسول خدا ﷺ کے آخری حج کے موقع پر شوق دیدار میں ساری دنیا کے اسلامی ممالک سے آئے ہوئے مسلمان اپنے پیغمبر ﷺ کو الوداع کر رہے ہیں؛ یہ عظیم اجتماع موجیں مارتے ہوئے سیلاب کے مانند شہر مکّہ سے خارج ہو تا ہے اور غدیر خم کے مقام پر جہاں ہر شہر اور دیار سے آئے ہوئے مسلمان ایک دوسرے سے جدا ہو کر اپنی اپنی راہ لینا چاہتے ہیں۔

یکایک فرشتۂ وحی آنحضرت ﷺ پر نازل ہو کر ایک بہت اہم مطلب کی درخواست کرتا ہے؛ مسئلہ اس قدر اہم ہے کہ رسول گرامی اسلام امت میں اختلاف پیدا ہونے سے ڈر رہے ہیں اور جنگ کی حالت پیدا ہو جانے سے گھبرا رہے ہیں، تین مرتبہ فرشتۂ وحی آتا ہے اور لوٹ جاتا ہے؛ رسول خدا ﷺ پریشان ہیں اور اس کام کے انجام دینے سے اجتناب کر رہے ہیں اور تینوں بار حضرت جبرئیل سے خواہش کرتے ہیں کہ خدا وند عالم انکو اس آخری وظیفہ کو انجام دینے سے معاف رکھے، وحی الٰہی مسلسل آرہی ہے؛ یہاں تک کہ پیغمبر گرامی اسلام ﷺ کو اس بات کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ اگر آج آپ نے اس اہم کام کو انجام نہ دیا تو گویا تم نے اپنی رسالت کا کوئی کام نہیں کیا! پھر اسکے بعد پیغمبر ﷺ کو تسلّی دی جاتی ہے کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں؛ خدا وند عالم تمہاری اور تمہارے دین کی حفاظت کرے گا اور کفّار و منافقین کو رسوا کرے گا اور تمہیں صرف خدا کی پروا کرنی چاہیے۔

جب رسول خدا ﷺ کو خدا وند عالم کی طرف سے یہ تسلی ملی تو آپ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ سب لوگ غدیر خم کی سرزمین پر ٹھہر جائیں ؛ جو لوگ غدیر کے مقام سے آگے چلے گئے تھے انکو پلٹ آنے کے لئے کہا گیا اور جو لوگ ابھی تک اس مقام تک نہ پہنچے تھے ان کے پہنچ جانے کا انتظار کیا گیا ۔ جب تمام اسلامی ممالک سے آئے ہوئے سارے مسلمان غدیر خم کے میدان میں جمع ہو گئے تو حکم فرمایا کہ اونٹوں کے کجاووں کے ذریعہ ایک بلند جگہ (منبر) تیار کیا جائے ، اس بلند مقام پر کھڑے ہو کر پروردگار عالم کی حمد و ثنا کے بعد اہم مسئلہ کو ذکر کیا اور اپنے اور فرشتہ وحی کے درمیان واقع ہونے والے ماجرے کو لوگوں کے سامنے بیان کیا ، اسکے بعد حضرت امیرالمؤمنین اور انکی اولاد میں سے گیارہ فرزندوں کی تا قیامت قائم رہنے والی امامت اور ولایت کا اعلان فرمایا اور انکا تعارف کروایا ۔

پھر عملی طور پر خود حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر بیعت کی ؛ اسکے بعد بیعت عمومی کا فرمان جاری کیا ؛ جسکی وجہ سے تمام مرد وزن دوسرے دن تک اس مقام پر ٹھہرے رہے اور حضرت علی کی بیعت کرتے رہے اگر روز غدیر صرف ولایت کا پیغام پہنچانے کے لئے ہوتا تو اتنے سارے انتظامات کیونکر رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور مسلمانوں کی عمومی بیعت بھی تشکیل نہ پاتی ، دلچسپ اور جالب توجہ تو یہ ہے کہ مخالفین کے کلمات سے بھی یہ حقیقت واضح اور روشن ہوتی ہے ، خواہ وہ لوگ جو دست بشمشیر تھے یا وہ لوگ جنہوں نے خیمۂ رسول ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر توہین آمیز الفاظ استعمال کئے !

(کیا تم نے یہ کام جو اپنی رسالت کے اختتام پر کیا ہے خدا وند عالم کے حکم سے کیا ہے) پیغمبر اسلام ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا :

(ہاں خدا وند عالم کے حکم سے انجام دیا ہے ۔)

3۔ مخالفتوں کی طرف توجہ:

جو لوگ روز غدیر سے غافل تھے اور ان کی تمام شیطانی آرزوئیں مٹی میں مل رہی تھیں تو رسول خدا ﷺ سے توہین آمیز کلمات استعمال کرتے ہوئے مخاطب ہوئے اور کہا:

تم نے ہم سے کہا: بت پرستی چھوڑ دو ہم نے بتوں کو پوجنا چھوڑ دیا۔

تم نے کہا: نماز پڑھو، ہم نے نمازیں پڑھیں۔

تم نے کہا: روزے رکھو، ہم نے روزے رکھے۔

تم نے کہا: خمس و زکات دو، ہم نے ادا کی۔

تم نے کہا: حج پہ جاؤ، ہم گئے۔

اب یہ کون سا حکم ہے جو تم نے صادر کیا ہے؟ اب ہم سے کہہ رہے ہو کہ ہم تمہارے داماد کی بیعت کریں۔

حضرت زہرا سلام اللہِ علیہا وامیر المؤمنین کی ولایت کے اعلان "اور غدیر خم میں عمومی بیعت کے تشکیل پانے کے شروع میں ہی مخالفین کی عہد شکنی اور منافقت سے آگاہ تھیں،

جب حارث بن نعمان نے مخالفت کی اور کہا اے خدا! اگر یہ حق ہے کہ ولایت علی کا اعلان تیری طرف سے ہوا ہے تو مجھ پر آسمان سے ایک پتھر نازل ہو جو میری زندگی کا خاتمہ کردے۔ فوراً خدا کا عذاب نازل ہوا؛ آسمان سے ایک پتھر آیا اور اسے ہلاک کر دیا، حضرت زہرا سلام اللہِ علیہا نے ایک معنی خیز نگاہ سے جناب امیر المؤمنین کی طرف دیکھا اور فرمایا:

"تَظُنَّ یٰا اَبَا الْحَسَن ! اَنَّ هٰذَا الرَّجُلَ وَحْدَهُ ؟وَالله ! مٰا هُوا لاَّ طَلِیْعَةَ قَوْمٍ لاَ یَلْبِثُوْنَ ا نْ یُکْشِفُوْا عَنْ وُجُوْهِهِمْ قْنَعَتَهٰا عِنْدَ مٰا تَلُوْحُ لَهُمُ الْفُرْصَةُ ."

اے ابو الحسن : آیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ غدیر کی مخالفت میں یہ آدمی اکیلا ہے،۔ خدا کی قسم ! یہ پیش قدم ہے ایک قوم کا کہ ابھی تک انکے چہروں سے نقابیں نہیں اتری ہیں، اور جس وقت بھی موقع ملا اپنی مخالفت کو ظاہر کردیں گے ۔)[1]

حضرت علی نے جواب میں فرمایا:(میں خدا وندعالم اور اسکے رسول ﷺ کے حکم کو انجام دیتا ہوں اور خدا پہ توکل کرتا ہوں کہ وہ بہترین مدد گار ہے ۔)

حارث بن نعمان فہری نامی ایک شخص جو امام علی کی دشمنی دل میں لیئے ہوئے تھا اُونٹ پر سوار آگے بڑھا اور کہا: (اے محمد ﷺ ! تم نے ہمیں ایک خدا کا حکم دیا ، ہم نے قبول کیا اپنی نبوّت کا ذکر کیا ہم نے ، لا الٰہ الّ اللہ و محمّد رسول اللہ کہا ، ہمیں اسلام کی دعوت دی ہم نے قبول کی تم نے کہا پانچ وقت نماز پڑھو ہم نے پڑھی ،زکات ، روزہ ، حج ،جہاد کا حکم دیا ہم نے اطاعت کی ، اب تم اپنے چچا زاد بھائی کو ہمارا امیر بنا رہے ہو ہمیں معلوم نہیں خدا کی طرف سے ہے یا تمہارے اپنے ارادے اور سوچ کی پیدا وار ہے ؟۔)

رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا :

(اس خدا کی قسم کہ جس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے ، یہ حکم اس خدا ہی کی طرف سے ہے اور میرا کام تو صرف پیغام پہنچانا ہے ۔) حارث یہ جواب سن کر غضبناک ہوگیا اور اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہنے لگا : (اے خدا ! اگر جو کچھ محمد ﷺ نے علی کے بارے میں کہا ہے تیری طرف سے

---

(1)۔ (الف) سیرہ حلبی ، ج 3 ص 309/308 :

حلبی شافعی (متوفیٰ 1044ھ)

(ب) نزھۃ المجالس ، ج 2 ص 209 : (تفسیر قرطبی سے نقل کیا ہے) :

علامہ صفوری شافعی (متوفیٰ 894ھ)

اور تیرے حکم سے ہے تو آسمان سے ایک پتھر مجھ پر آئے اور مجھے ہلاک کردے۔) ابھی حارث بن نعمان کی بات ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ آسمان سے ایک پتھر گرا اور اسکو ہلاک کر دیا۔ اور اس وقت سورہ مبارکہ معارج کی آیات 1 اور 2 نازل ہوئیں۔

(سَاَلَ سٰائل بِعَذٰابٍ وٰاقِعٍ لِلکٰافِرِیْنَ لَیْسَ لَهُ دٰافِع)[1] ایک مانگنے والے نے کافروں کے لئے ہو کر رہنے والے عذاب کو مانگا جس کو کوئی ٹال نہیں سکتا۔

1۔ غریب القرآن: ہروی2۔ شفاء الصدور: موصلی 3۔ الکشف والبیان: ثعلبی

4۔ رعاۃ الھداۃ: حسکانی 5۔ الجامع لاحکام القرآن: قرطبی6۔ تذکرۃ الخواص، ص 19: سبط بن جوزی

7۔ الاکتفاء: وصابی شافعی8۔ فرائد السمطین، باب 13: حموینی9۔ معارج الاصول: زرندی

10۔ نظم درر السمطین: زرندی11۔ ھداۃ السعداء: دولت آبادی12۔ فصول المھمۃ، ص 46: ابن صباغ

13۔ جواہر العقدین: سمہودی14۔ تفسیر ابی السعود، ج 8، ص 292: عمادی15۔ السراج المنیر، ج 4، ص 364: شربینی

16۔ الاربعین فی فضائل امیر المؤمنین / 7: جمال الدین شیرازی17۔ فیض القدیر، ج 6، ص 218: مناوی

18۔ العقد النبوی و السر المصطفوی: عبد روس19۔ وسیلۃ المآل: باکثیر مکی20۔ نزہۃ المجالس، ج 2، ص 242: صفوری

21۔ السیرۃ الحلبیۃ، ج 3، ص 302: حلبی 22۔ الصراط السوی فی مناقب النبی: قاری23۔ معارج العلیٰ فی مناقب المصطفیٰ: صدر عالم

24۔ تفسیر شاہی: محبوب عالم25۔ ذخیرۃ المآل: حفظی شافعی 26۔ الروضۃ الندیۃ: یمانی

27۔ نور الابصار، ص 78: شبلنجی 28۔ تفسیر المنار، ج 6، ص 464: رشید رضا29 ۔ الغدیر، ج 1، ص 239: علامہ امینی

اور سینکڑوں سنی، شیعہ کتب تفاسیر کہ جن میں اس حقیقت کا اعتراف کیا گیا ہے۔

پانچویں فصل

آیا غدیر امام کی ولایت کا دن تھا ؟

پہلی بحث : ایک اور تنگ نظری

دوسری بحث : واقعۂ غدیر میں تحقیق کی ضرورت

تیسری بحث : اہل بیت کی مظلومیت کے اسباب

1۔ ایک اور تنگ نظری :

واقعہ ٔغدیر کی جانب بے توجّہی کی ایک اور وجہ، بعض لوگوں کا سطحی عقیدہ ہے جنہوں نے ہمیشہ غدیر کے بارے میں یہ لکھا اور کہا ہے : (غدیر کا دن حضرت امیر المؤمنین کی ولایت کا دن ہے) انہوں نے روز غدیر کو صرف حضرت علی کی ولایت کے لئے مخصوص کردیا ہے ؛ اور واقعہ ٔغدیر کے باقی سارے پہلوؤں پر کچھ بھی بیان نہیں کیا ہے ۔

یہ درست ہے کہ غدیر کے دن حضرت امیر المؤمنین کی ولایت کا پیغام پہنچایا گیا اور ایک لحاظ سے غدیر کا دن امام علی کی ولایت کا دن ہے ؛ روز غدیر امامت کے تعیّن کا دن تھا، لیکن اس واقعہ کے اور بھی بہت سارے اہداف تھے جو اس دن ایک حقیقت کی صورت میں وجود میں آئے کہ جن کے بارے میں بہت ہی کم بیان کیا گیا ہے اور بہت ہی کم توجّہ دی گئی ہے ۔

2۔ واقعۂ غدیر میں تحقیق کی ضرورت:

واقعۂ غدیر صرف مذکورہ اعتقادات میں محدود نہیں ہوتا اور بیان کی گئی حدود میں منحصر نہیں ہوتا، بلکہ دیکھا یہ جانا چاہیے کہ اس عظیم واقعۂ کے موجد رسول خدا ﷺ نے اس دن کیا فرمایا؟ کیا کام انجام دیا؟ اور لوگوں کی عمومی بیعت کو کس حد تک وسعت دی؟

آیا صرف امام علی کا تعارف کروایا؟

آیا صرف امام علی کے لئے بیعت طلب کی؟

ہم خطبۂ غدیر کا مطالعہ کیوں نہیں کرتے؟

اور پیغمبر اسلام ﷺ کی اس دن کی تمام گفتگو کو تحقیق کی نگاہ سے کیوں نہیں دیکھتے؟ آپ ﷺ کے خطبے میں موجود اہم نکات کی جانب ہماری توجہ کیوں نہیں ہے؟

اگر ہم خطبۂ حجۃ الوداع کا صحیح طریقے (تحقیقی) سے مطالعہ کریں تو ہمارے درمیان موجود بہت سارے اختلافات برطرف ہو جائیں گے، اور ہم غدیر کے حقیقی اور واقعی مقام و منزلت سے آگاہ ہو جائیں گے، اگر ہم غدیر کے صحیح مقام و منزلت سے آشنا ہوجائیں اور پیغمبر اسلام ﷺ کے کلام و پیام کی گہرائیوں سے واقف ہو جائیں اور جان لیں کہ غدیر کے دن کونسے عظیم واقعات رونما ہوئے تو ہم واقعات غدیر میں سے بہت سارے واقعات کو حل کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے اور غدیر کے بارے میں بہت سارے سوالات کا صحیح جواب دے سکیں گے، مثال کے طور پر: فرشتہ وحی تین بار کیوں نازل ہوا؟

یہ مسئلہ کتنی اہمیت کا حامل تھا کہ رسول اکرم ﷺ نے تین بار اس کام کو انجام نہ دئے جانے کی درخواست کی؟

رسول اکرم ﷺ حکم خداوندی کی بجا آوری سے کیوں گھبرائے؟ اور انکی یہ گھبراہٹ اور پریشانی کس وجہ سے تھی؟

وہ دشمن جو آج تک سکوت کئے ہوئے تھے غدیر میں کیوں خشمناک و غضبناک ہوگئے؟ یہاں تک کہ دست بشمشیر ہوگئے؟

غدیر کے دن ایسا کیا ہوا کہ ائمہ معصومین علیہم السّلام ہمیشہ اس روز رونما ہونے والے واقعات کو دلیل کے طور پر بیان کرتے؟ اور فرماتے (غدیر کے بعد اب کسی کے پاس کوئی عذر اور بہانہ باقی نہیں رہ گیا۔)

غدیر کے دن ایسا کیا ہوا کہ منافقوں اور حکومت پسند اور قدرت کے خواہاںافراد سینوں میں تیر لگے اوران کو ایک ساتھ ایسے مقام پر لاکھڑا کیا کہ جہاں انکے کے لئے کوئی راستہ باقی نہیں رہ گیا ؟

ہم کہہ چکے ہیں کہ غدیر کے دن ولایت امیر المؤمنین جو کہ خدا کی طرف سے معیّن ہوئی اور کئی بار پیغمبر اسلام ﷺ کے توسّط سے لوگوں تک پہنچائی جا چکی تھی " لوگوں کی عمومی بیعت " کے ساتھ مکمل ہو گئی، لیکن منافقوں کی پریشانی کی وجہ صرف یہی نہیں تھی کیونکہ جیسا کہ انہوں نے پیغمبر ﷺ کی رسالت کو تحمّل کیا تھا اور اس بات کا انتظار کیا تھا کہ انکے بعد اپنی کارروائی کا آغاز کریں؛ بالکل اسی طرح امام علی کی جان کے لئے بھی سازشیں کر رکھی تھیں وہ انکی ولایت کو بھی تحمّل کر سکتے تھے ،یہاں مسئلہ کچھ اور تھا :

غدیر کے دن نہ صرف یہ کہ امامت و ولایت امام علی کا اعلان ہو ابلکہ امت مسلمہ کی تا وقت ظہور حضرت مہدی اور زمانۂ رجعت و قیامت امامت کو ذکر کیا گیا اور لوگوں سے اعتراف اور بیعت طلب کی گئی،جناب رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

(مَعٰاشِرَ النّٰاسِ!اِنَّکُمْ کْثَرُمِنَ نْ تُصٰافِقُوْنی بِکَفٍ واحِدٍفی وَقْتٍ وَاحِدٍ قَدْ اَمَرَنِیْ اللہ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ اٰخُذَ مِنْ اَلْسِنَتِکُم الْاِ قْرٰارَ بِمٰا عَقَّدْ تُ لِعَلِیٍّ اَمیْرِالْمُؤْمِنیْنَ وَلِمَن جٰائَ بَعْدَہُ مِنَ الْاَئِمّۃِ مِنّیْ وَ مِنْہُ عَلیٰ ماٰعلَمْتُکُمْ اَنَّ ذُرِّیَّتیْ مِنْ صُلْبِہ ، فَقُوْلُوابِاَجْمَعِکُم انّٰا سٰامِعُونَ مُطِیْعُوْنَ رٰاضُوْنَ مُنْقٰادُوْنَ لِمٰا بَلَّغْتَ عَنْ رَبِّنٰا ، وَرَبِّک فِیْ اَمْرِ مٰا مِنٰا عَلیٍّ اَمیْرِ الْمُؤْمِنیْنَ وَمَنْ وُلِدَتْ مِنْ صُلْبِہ مِن الْاَئِمَّۃِ ، نُبٰایِعُکَ عَلیٰ ذٰلِکَ بِقُلُوْبِنا وَانْفُسِنٰاوَاَلْسِنَتِنٰا،وَ اَیْدِیْنٰا،عَلیٰ ذٰلِکَ نَحْییٰ،وَعَلَیْہِ نَمُوْتُ،وَعَلَیْہِ نُبْعَثُ،وَلا نُغَیِّرُ،وَلاَ نُبَدِّل ولانَشُکُّ وَلاَنَجْحَدُ وَلاَنَرْتٰاب وَلاَنَرْجِعُ عَن الْعَہْدِ وَلاَ نَنْقُض الْمیْثٰاقَ وَ عَظْتَنٰا بِوَعْظِ اللہ فیْ عَلِیّ اَ میْرَالْمُؤْمِنیْنَ،وَالْاَئِمَّۃِ الَّذیْنَ ذَکَرْت مِنْ ذُرِّیَّتِکَ مِنْ وُلْدِہ،بَعْدَہُ الْحَسَنِ وَالْحُسَیْنِ وَمَنْ نَصَبَہُ اللہُ بعْدَھُمٰا فَالْعَھْدُ وَالْمیْثٰاقُ لَھُمْ مَ ْخُوْذمِنّٰا،مِنْ قُلُوْبِنٰا وَاَنْفُسِنٰا وَاَلْسِنَتِنٰا وضَمٰایِرِنٰا وَا یْدیْنٰا مَنْ اَدْرَکَھٰا بِیَدِہ وَ اِلَّا فَقَدْ اَقَرَّ بِلِسٰانِہ وَلاَ نَبْتَغی بِذٰلِکَ بَدَلاً وَلاَ یَرَی اللہُ مِنْ اَنْفُسِنٰا حِوَلاً،نَحْنُ نُؤَدِّیْ ذٰلِکَ عَنْک الدّٰانیْ وَالْقٰاصی مِنْ اَوْلاَدِنٰا وَ اَحٰالیْنٰا وَ نُشْھَدُ اللہ بِذٰلِک وَکَفیٰ بِااللہِ شَھیْداً وَاَنْتَ عَلَیْنٰا بِہ شَھیْد)

(اے مسلمانوں! تمہاری تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے کہ تم لوگ خود اپنے ہاتھوں سے اس تپتے ہوئے صحرا میں میرے ہاتھ پر بیعت کر سکو پس خداوند عالم کی جانب سے مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تم لوگوں سے ولایت علی اور انکے بعد آنے والے اماموں کی امامت]جو کہ میری اور علی کی اولاد میں سے ہیں [کے بارے میں اقرار لے لوں اور میں تم لوگوں کو اس بات سے آگاہ کر چکا ہوں میرے فرزند علی کے صُلب سے ہیں،پس تم سب لوگ کہو کہ :

(یارسول اللہ ﷺ ہم آپکا فرمان سن رہے ہیں اور اسکو تسلیم کرتے ہیں ، اس پر راضی ہیں ، اور آپکے اِس حکم کی اطاعت کرتے ہیں جو کہ خدا وند عالم کی طرف سے آپ نے ہم تک پہنچایا جو ہمارا رب ہے ، ہم اس پیمان پرجو کہ حضرت علی کی ولایت اور ان کے بیٹوں کی ولایت کے سلسلے میں ہے اپنے جان و دل کے ساتھ اپنی زبان اور ہاتھوں کے ذریعہ آپکی بیعت کرتے ہیں اس بیعت پر زندہ رہیں گے ، مرجائیں گے اور اٹھائے جائیں گے اس میں کسی قسم کی تبدیلی و تغییر نہ کریں گے ، اس میں کسی قسم کا شک و تردید نہیں کرتے اور اس سے رو گردانی نہیں کریں گے ، اور اس عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے خدا وند عالم اور آپکی اطاعت کرتے ہیں اور علی امیر المؤمنین اور انکے بیٹوں کی اطاعت کریں گے کیونکہ یہ سب امت کے امام ہیں وہ امام جنکا آپنے تذکرہ کیا ہے آپکی اولاد میں سے ہیں

اور حضرت علی کے صلب سے امام حسن،اورامام حسین کے بعد آنے والے ہیں حسن اور حسین علیہما السلام؛ کے اپنے نزدیک مقام کے بارے میں پہلے تمہیں آگاہ کر چکا ہوں ، خدا وند عالم کے نزدیک انکی قدرو منزلت کاتذکرہ کر چکا ہوںاور امانت تم لوگوں کو دے دی یعنی کہہ دیا کہ یہ دو بزرگوار ہستیاں جوانان جنّت کے سردار ہیں اور میرے اور علی کے بعد امّت مسلمہ کے امام ہیں تم سب مل کر کہو : حضرت علی کی(ہم اس حکم میں خدا کی اطاعت کرتے ہیں ؛اور اے رسول خدا ﷺ آپکی ، حسنین علیہما السلام کی اور انکے بعد آنے والے اماموں کی اطاعت کرتے ہیں کہ جن کی امامت کا آپ نے تذکرہ کیا اور ہم سے عہد و پیمان لیا ہمارے دل و جان ، زبان اور ہاتھ سے بیعت لی جو آپکے قریب تھے ؛ یا زبان سے اقرار لیا ، اس عہد و پیمان میں تبدیلی نہ کریں گے اور خدا وند عالم کو اس پر گواہ بناتے ہیں جو گواہی کے لئے کافی ہے

اور اے رسول خدا ﷺ !آپ ہمارے اس پیمان پر گواہ ہیں ، ہر مؤمن پیروکار ظاہری یا مخفی ، فرشتگان خدا ، خدا کے بندے اور خدا ان سب لوگوں کا گواہ ہے۔ (1)

یعنی روز غدیر سے لے کر دنیا کے اختتام تک غدیر سے لحظۂ قیامت تک امت مسلمہ کی امامت خاندان پیغمبر ﷺ اور علی میں قرار پائی تمام ئمۃ معصومین علیہم السّلام حضرت علی کی اولاد میں سے ہیں جنہیں امّت مسلمہ کی امامت و ولایت کوتا قیام قیامت اپنے ہاتھ میں رکھنا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے جہاں بھی حضرت امیر المؤمنین کی ولایت و امامت کا اعلان کیا دیگر ائمہ اور آخری امام حضرت مہدی کی ولایت کا اعلان بھی اسکے ساتھ کیا، لہٰذا حضرت علی کی ولایت بھی ذکر ہوگئی اور عترت کی ولایت بھی بیان کر دی گئی اور ساتھ ہی حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی ولایت بھی معرض عام ہوئی۔

---

(1)۔ غدیر کے دن کا رسول خدا ﷺ کے معروف خطبے میں سے کچھ حصہ:

پھر تمام ائمہ معصومین علیہم السّلام کے لیے سب لوگوں کے اعتراف ' کے ساتھ ساتھ سب سے بیعت لی گئی غدیر کے دن ولایت کا پیغام بھی تھا اور امامت و ولایت کی تعیین بھی، غدیر کے دن ولایت کا پیغام بھی تھا اور سلسلہ امامت و ولایت کے لئے عمومی بیعت بھی پیغمبر ﷺ کے بعد آنے والی امامت بھی ذکر ہوئی اور اس کا تا قیام قیامت تسلسل بھی اب کونسا ابہام باقی رہ گیا تھا جو مسلمانوں کی صفوں میں گھسے ہوئے منافقوں کیلئے شک و شبہ کی گنجائش فراہم کرتا ؟

اب کونسی خالی جگہ باقی تھی کہ حکومت کے پیاسے اپنے قدم رکھنے کی جگہ پاتے ؟ یہی وجہ تھی کہ ان کے سینوں میں بغض و حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور دست بشمشیر ہو گئے۔

3۔ اہلبیت علیہم السلام کی مظلومیت کے اسباب :

اگرچہ مخالفین اورمنافقین رسول خدا ﷺ کے زمانے میں باوجود فکری اور سیاسی پروپیگنڈے کر کے مسلمانوں کے درمیان کامیابی حاصل نہ کرسکے تاکہ اپنی سازشوں کو عملی جامہ پہنا سکیں ، لیکن آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد جو بھی سازش کر سکتے تھے کی جب جناب زہرا سلام اللہ علیہا احد میں حضرت حمزہ کے مزار پر عزاداری میں مشغول تھیںتو آپ سے سوال کیا گیا :

(لوگ آپ کے اور علی کے خلاف کیوں ہو گئے ہیں اور آپ کے مسلّم حق کو کیوں غصب کرلیا ہے حضرت زہرا سلام اللہ علیہا نے جواب دیا :

" لٰکِنَّھٰا اَحْقٰاد بَدْرِیَّة وتَرات اُحُدِیَّة کٰانَتْ عَلَیْھٰا قُلُوْبُ النِّفٰاق مُکْتَمِنَةً لِاِمْکٰان الْوُشٰاةِ فَلَمّٰا اِسْتَھْدَفَ الَمْرُ اُرْسِلَتْ عَلَیْنٰا شٰابیْبُ الْآثٰارِ ."

(یہ سارا کینہ و حسد جنگ بدر اور جنگ احد کا انتقام ہے جو منافقوں کے دلوں میں پوشیدہ تھا اور جس دن سے انہوں نے حکومت پر غاصبانہ قبضہ کیا ہے اپنے دلوںمیں موجودکینہ اورحسد کی آگ

ہم پر برسانا شروع کردی۔)[1]

انہوں نے اسکے بعد سے ئمہّ معصومین علیہم السّلام کو امامت اور رہبریت کی فرصت مہلت نہ دی، اور حضرت علی کے پانچ سالہ دور حکومت کو تین جنگوں کی تحمیل کے ذریعہ خاک و خون میں ملادیا اور تاریخ کے اوّل مظلوم کے دل کا خون کردیا۔

جیسا کہ حضرت امیر المؤمنین نے فرمایا!

"اَمٰا وَاللهِ اِ نْ کُنْتَ لَفیْ سٰا قَتِہٰاحَتّیٰ تَوَلَّتْ بِحَذٰافیرِھٰا: مٰا عَجَزْتُ وَلا جَبُنْتُ ، وَاِنَّ مَسیْرِیْ ھٰذٰا لِمِثْلِھٰا ؛ فَلاَنْقُبَنَّ الْبٰاطِلَ حَتّیٰ یَخْرُجَ الحَقُّ مِنْ جَنْبِہِ مٰا لِیْ وَلِقُرَیْشٍ ! وَاللهِ لَقَدْ قٰا تَلْتُھُمْ کٰافِرِیْنَ ، وَلَاُ قٰا تِلَنَّھُمْ مَفْتُوْنِیْنَ وَاِنّیْ لَصٰاحِبُھُمْ بِالْاَمْسِ کَمٰا اَنٰا صٰاحِبُھُمُ الْیَوْم وَاللهِ مٰا تَنْقِمُ مِنّٰا قُرَیْشٍ لاَّ نَّ اللهَ أخْتٰارَنٰا عَلَیْھِمْ ،فَاَدْخَلْنٰا ھُمْ فِیْ حَیِّزِنٰا ، فَکٰانُوْ ا کَمٰا قٰالَ الْاَوَّلُ :

اَدَمْتَ لَعَمْرِیْ شُرْبَکَ الْمَحْضَ صَابِحاً
وَ کْلَکَ بِالزُّ بْٰدِ ا لْمُقَشَّرَةَ ا لْبُجْرَا
وَ نَحْنُ وَ ھَبْنٰاکَ الْعَلَا ئَ وَ لَمْ تَکُنْ
عَلِیّاً ، وَحُطْنٰا حَوْلَکَ الجُرْدَ وَالسُّمْرَا

---

(1)۔ بحار الانوار، ج 43، ص 156 اور مناقب ابن شہرآشوب، ج 2، ص 205

آگاہ ہو جاو! کہ بخدا قسم میں اس صورت حال کا تبدیل کرنے والوں میں شامل تھا یہاں تک کہ حالات مکمل طور پر تبدیل ہو گئے اور میں نہ کمزور ہوا اور نہ خوف زدہ ہوا اور آج بھی میرا یہ سفر ویسے ہی مقاصد کے لئے ہے میں باطل کے شکم کو چاک کر کے اس کے پہلو سے وہ حق نکال لوں گا جسے اس نے مظالم کی تہوں میں چھپا دیا ہے، میرا قریش سے کیا تعلق ہے میں نے کل ان سے کفر کی بنا پر جہاد کیا تھا اور آج فتنہ اور گمراہی کی بنا پر جہاد کروں گا میں ان کا پرانا مد مقابل ہوں، اور آج بھی ان کے مقابلہ پر تیار ہوں ۔

خدا کی قسم قریش کو ہم سے کوئی عداوت نہیں مگر یہ کہ پرور دگار نے ہمیں منتخب قرار دیا اور ہم نے ان کو اپنی جماعت میں داخل کرنا چاہا تو وہ ان اشعار کے مصداق ہو گئے ۔[1]

ہماری جان کی قسم یہ شراب ناب صباح یہ چرب چرب غذائیں ہمارا صدقہ ہے

ہمیں نے تم کو یہ ساری بلندیاں دی ہیں وگرنہ تیغ و سناں بس ہمارا حصہ ہے

اور انکے بعد جلّاد صفت، حکومت کے طلبگار بنی امیّہ نے پھر انکے بعد بنی عبّاس نے جو بھی ظلم کرنا چاہا کیا تمام ائمہ علیہم السّلام کو یا زہر دے کر یا شمشیر کے ذریعہ شہید کر دیا، وہ یہ سمجھتے تھے کہ طاقت و تلوار انکے پاس ہے اس لئے حاکم ہیں، لیکن یہ انکی خام خیالی تھی اور وہ مسلمانوں کے دلوں کو نہ جیت سکے اس کے اہلبیت کا وجود دنیا میں موجود تھا ۔

اَولادِ رسول ﷺ کے پاک و اطہر خون کی برکت سے خدا وند عالم کے دین کامل کو بقا حاصل ہوئی، خون شہیداں رائیگاں نہ جائے گا، جب تک خون باقی ہے اسکی برکت بھی باقی ہے ۔

(ا)۔سناد و مدارک مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ کتاب ارشاد، ص 154/117: شیخ مفید استاد سیّد رضی (متوفیٰ 413ھ) 2۔ کتاب الخصائص، ص 70: نسائیؒ (متوفیٰ 303ھ)

3۔ خصائص الائمہ: سیّد رضی (متوفیٰ 406ھ) 4۔ شرح قطب راوندی، ج 1 ص ،28: ابن راوندی (متوفیٰ 573ھ)

5۔ نہج البلاغہ، نسخۂ خطی، ص 28: نوشتۂ ابن مؤدّب (499ھ)

6۔ نہج البلاغہ، نسخۂ خطی، ص 30: نوشتۂ (421ھ)

7۔ بحار الانوار، ج 32، ص 114/76: مرحوم علاّمہ مجلسی (متوفیٰ 1110ھ)

8۔ بحار الانوار، ج 18، ص 226: مرحوم علاّمہ مجلسی (متوفیٰ 1110ھ)

چھٹی فصل

حجۃ الوداع اور غدیر کے موقع پر پیغمبر اسلام ﷺ کا خطبہ

1 ۔ شناخت خدا :

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

تمام تعریفیں اس خدا کے لئے مخصوص ہیں جو اپنی وحدانیت میں بلند، یکتائی میں اکیلا، اپنی سلطنت اور قدرت میں بالا تر ہے، اسکی قدرت کے ستون محکم اور استوار ہیں، اسکا علم ہر چیز کو شامل ہے، اور ہر جگہ موجود ہے، اور ہر موجود پر اپنی قدرت اور حجّت کے ساتھ حاوی ہے، وہ ہمیشہ سے عظیم ہے، اور ہمیشہ صاحب و لائق تعریف ہے، وہ بلندیوں کو وجود بخشنے والا ہے۔

اور زمین کے فرش کو بچھانے والا ہے زمین آسمان کا حاکم پاک ومقدس اور وہی روح اور فرشتوںکا پروردگار ہے اسکی بخشش اور عطاء ہر موجود کو شامل ہے، اور سب کے لئے فراوان اور وسیع ہے، تمام دیکھنے والوں کو دیکھتا ہے، اور کوئی آنکھ بھی اسکو نہیں دیکھ سکتی۔

وہ ایسا بخشنے والا اور غفور ہے جسکی رحمت کا سایہ سب کے سروں پر ہے، اور جس نے سب پر اپنی عطائے نعمت کے سبب احسان کیا ہے، گنہگاروں کو سزا دینے میں جلدی نہیں کرتا، اور مستحقین عذاب کو عذاب دینے میں جلدی سے کام نہیں لیتا، خدا ہر شی پر احاطہ کئے ہوئے ہے اور ہر شی پر قدرت رکھتا ہے، اسکا مثل کوئی نہیں ہے، اس نے ہر لا وجود شی کو وجود بخشا۔

وہ خدا جسکی حکومت عدالت پر استوار ہے، اسکے سوا کوئی خدا نہیں وہ صاحب قدرت اور دانا ہے وہ آنکھوں کی بصارت سے بالا تر ہے، لیکن وہ ہر شی کو دیکھتا ہے، وہ مہربان ہے او رہر چیز سے آگاہ ہے، کوئی بھی اسکی حقیقی صفات کا مشاہدہ نہیں کر سکتا اور اسکے ظاہر و باطن کے بارے میں کچھ نہیں جانتا مگر ان چیزوں کے ساتھ جو اس نے اپنی شناخت کے لئے خود بیان فرمائیں ہیں میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ ایسا خدا ہے جسکے نور اور پاکیزگی نے زمانے کو پُر کیا،

اور اس کا نور ہمیشہ سے ہمیشہ تک ہے ، اسکا حکم بغیر کسی مشورے کے جاری ہوتا ہے اور موجودات کی خلقت مینٓاسکا کوئی شریک نہیں ہے ، اسکی تدبیر میں کوئی تبدیلی نہیں ، اس نے بغیر کسی نمونے کے اشیا کو صورت بخشی ، اور دوسروں کی مدد کے بغیر خلق کیا ، جس چیز کو بھی اس نے چاہا خلق کردیا اور ظاہر کردیا۔

وہ ایسا خدا ہے جسکا کوئی ثانی نہیں ہے ، اسکی بنائی ہوئی ہر شی مستحکم ہے ، اور خوبصورتی میں اسکی کوئی مثال نہیں ہے وہ ایسا عادل خدا ہے جو ستم نہیں کرتا ، اور ایسا صاحب کرامت ہے کہ ہر چیز کی بازگشت اسکی جانب ہے ۔

اور میں گواہی دیتا ہوں کہ ہر چیز اس کی قدرت کے سامنے جھکی ہوئی ہے اور اس کے خوف وہیبت سے ہر چیز ہراساں ہے ۔

خدا تمام مملکتوں کا مالک ہے ، اور آسمانوں کو اپنی جگہ ٹہرائے ہوئے ہے ، اور چاند و سورج کو ان کے محور پر چلانے والا ہے اور یہ اپنے معینہ راستے سے ہٹتے نہیں ، رات کو دن میں اور دن کو رات میں پے در پے لانے والا ہے وہ ہر جابر و ظالم کے غرور کو توڑنے والا اور ہر غارت گر اور تباہی مچانے والے شیطان کو نابود کرنے والا ہے ۔

خدا کا کوئی دشمن اور شریک نہیں ہے وہ اکیلا ہے اور ہر شی سے نیاز ہے ، نہ ہی وہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ ہی اسکی کوئی اولاد ہے ، اور اسکی ہمسری اور برابری کرنے والی کوئی شی نہیں ہے وہ خدا یگانہ اور بزرگوار ہے ، جس چیز کا ارادہ کرے وجود میں آجاتی ہے وہ جاننے والا اور شمار کرنے والا ہے ، اور وہ مارنے اور زندہ کرنے والا ہے ، اور فقر و غنیٰ دینے والا ہے ، وہ ہنساتا اور رُلاتا ہے ، قریب اور دور کرتا ہے ، روکنے اور دینے والا ہے ، وہ لائق بادشاہی ہے ، اور تمام تعریفیں اس ہی کے لئے مخصوص ہیں ، نیکیاں اسکے ہاتھ ہیں اور وہ ہر شی پر قادر ہے رات کو دن ارور دن کو رات میں تبدیل

کرنے والا ہے ، اسکے سوا کوئی خدا نہیں ہے جو صاحب عزّت اور مغفرت کرنے والا ہے ، دعائوں کو برلانے والا ہے جزادینے والاہے ، سانسوں کا شمار کرنے والا ہے اور جنوںاور انسانوں کا پروردگار ہے اسکے لئے کچھ بھی مشکل نہیں ہے رونے والوں کے نالے اسکا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، اور گڑگڑانے والوں کا گڑگڑانا اس پر اثر انداز نہیں ہوتا ، وہ نیکی کرنے والوں کا محافظ اور ہدایت یافتہ کو کامیاب کرنے والاہے ، وہ مومنین کا مولا اور دونوں جہان کا رب ہے وہ ایسا خدا ہے جس کا ہر مخلوق شکر ادا کرتی ہے، وہ ہر حال میںخوشی و غمی ، سختی وآسانی میں لائق تعریف ہے ۔

2 ۔ پیغمبر ﷺ کا ایمان اور خدا کی طرف جھکاؤ:

میں خدا ،فرشتوں، آسمانی کتابوں ، اور اپنے سے پہلے پیغمبروں کی رسالت پر ایمان رکھتا ہوں ،میں خدا کے حکم کومانتا ، اورہر اس حکم کی اطاعت کرتا ہوں جو اسکی خوشنودی کا باعث ہو ، اس کو بجالانے میں جلدی کرتا ہوں ، اسکی رضا کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں ،کیونکہ میں اطاعت کا مشتاق او ر اسکے عذاب سے خوفزدہ ہوں ، اس لئے کہ وہ ایسا خدا ہے جسکے سامنے کسی کا حیلہ کارگر نہیں ،اور سب اسکے ستم سے محفوظ ہیں میں اس کے لائق عبادت ہونے کا اعتراف کرتا ہوں ، اور اسکی ربوبیت وپرورد گاری کا شاہد ہوں اس نے جو مجھ پر وحی بھیجی ہے اس کو انجام دوں گا ، کیونکہ اگر انجام نہ دوں تو اس کے عذاب کا خوف ہے ، اور جس عذاب سے کوئی چھٹکارا دلانے والا نہیں ،چاہے کتنا ہی بڑا مفکّر اوراندیشمند ہی کیوں نہ ہو ۔

3۔ حضرت علی کی ولایت کا اعلان:

اسکے سوا کوئی خدا نہیں ہے، اس نے مجھ سے فرمایا ہے کہ جو کچھ اس نے مجھ پر نازل فرمایا ہے اگر تم لوگوں تک نہ پہنچاؤں تو گویا میں نے وظیفۂ رسالت کو انجام نہیں دیا، پھر اس نے اس بات کی ضمانت دی ہے کہ شرِ دشمنان سے مجھے محفوظ رکھے گا، وہ ہے خدا مہربان کفایت کرنے والا، تو اس نے مجھ پریوں وحی نازل فرمائی ہے۔

خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے،

اے پیغمبر اکرم ﷺ! جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے علی کے بارے میں نازل ہوا ہے اس کو پہنچا دو، اگر تم نے یہ پیغام نہ پہنچایا تو گویا اس کی رسالت کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا اور تم ڈرو نہیں خدا تم کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

اے لوگو میں نے اب تک جو کچھ مجھ پر نازل ہوا اسکی تبلیغ میں کوتاہی نہیں کی ہے، اور ابھی جو اس آیت کے توسط سے مجھ پر نازل ہوا ہے اس کو تم تک پہنچانے والا ہوں جبکہ یہ آیت نازل ہو چکی ہے ایک حقیقت تم لوگوں کے سامنے واضح اور آشکار طور پر کہونگا۔

حقیقت میں جبرئیل تین بار مجھ پر نازل ہوا اور خدا کا سلام پہنچایا، اور یہ پیغام لایا کہ اس سرزمین "غدیر خم" پر توقّف کروں اور تمہارے سیاہ سفید کو بیان کروں! حضرت علی ابن ابی طالب میرے بعد میرے وصیؑ اور جانشین اور تم لوگوں کے امام ہیں، اس کی نسبت میرے ساتھ ایسی ہے جیسی ہارون کی موسیٰ پیغمبر کے ساتھ تھی، فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں آئے گا، خدا اور رسول کے بعد علی تمہارے رہبر اور امام ہیں، اور خداوندعالم نے اپنی کتاب قرآن مجید میں یہ آیت علی کی ولایت کے بارے میں مجھ پر نازل کی ہے

بتحقیق تمہارا رہبر اور سرپرست خدا اور اسکا رسول ، اور وہ مومنین جو پابندی سے نماز ادا کرتے ہین ، اور حالت رکوع یںٔزکواۃ دیتے ہیں ۔(سورہ مائدہ ایت 55)

اور حضرت علی ابن ابی طالب نے نماز قائم کی اور حالت رکوع میں زکواۃ دی ، اور خدا بزرگ اور برتر کا ہر حال میں شکر ادا کیا ۔

4۔ حضرت علی کے لئے بیعت لینے میں پیغمبر ﷺ کی احتیاط کے اسباب :

میں نے جبرئیل سے اس بات کی درخواست کی کہ خدا سے اس حکم کی بجاآوری کے لئے معافی طلب کرے کیونکہ میں اس بات سے اچھی طرح واقف ہوں کہ ! تمہارے درمیان پرہیزگار بہت کم اور منافق بہت زیادہ ہیں ،گنہگار، حیلہ گر اور اسلام کا مذاق اڑانے والے بہت زیادہ ہیں ، وہ لوگ کہ جن کی شناخت قرآن میں خود خدا نےیوں کروائی ہے :

(اپنی زبانوں سے وہ جو کچھ کہتے ہیں ان کے دل میں نہیں ہے ، اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ یہ دوغلا پن کوئی بہت سادہ سی بات ہے، حالانکہ پروردگار کے نزدیک بہت بڑی ہے ۔)

اور بہت ساری آزار اور تکلیفیں یںٔمنافقوں کی طرف سے جنہوں نے ہمیشہ مجھے تکلیف پہنچائی ہے ،یہاں تک کہ انہوں نے میرا نام "گوش " رکھ دیا ، یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ دوسرے کہتے ہیں میں سنتا ہوں کیونکہ انہوں نے یہ دیکھا ہے کہ میں ہمیشہ علی کے ساتھ ہوں اور میں انکی اور انکے نظریّات کی طرف توجّہ دیتا ہوں،یہاں تک کہ خدا وند عالم نے انکی اس اہانت کا جواب دینے کے لئے قرآن مجید میں یہ آیت نازل کی ۔ (سورہ توبہ آیت 61)

ان میںٔسے بعض نے پیغمبر کو ستایا اور کہا کہ وہ گوش(کان) ہیں ، اے رسول تم کہدو کان تو ہیں مگر تمہاری بھلائی سننے کے کان ہیں اور خدا پر ایمان اور مومنین کی باتوں پر یقین رکھتے ہیں ۔

اگر میں ابھی چاہوں تو منافقوں کا نام و نشان کے ساتھ تعارف کروا دوں، یا انگلی سے ان کی طرف اشارہ کردوں، لیکن خدا کی قسم انکے سلسلے میں، میں بزرگواری سے کام لے رہا ہوں اور ان کو رسوا نہیں کرونگا، ان تمام باتوں کے باوجود خداوند عالم مجھ سے اس وقت تک خشنود نہیں ہوگا جب تک یہ آیت جو اس کی طرف سے نازل کئے گئے پیغام کو تم تک نہ پہنچادوں، اس نے فرمایا ہے کہ (اے پیغمبر ﷺ! جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا ہے اس کو پہنچا دو اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو سمجھ لو تم نے اس کا کوئی پیغام نہیں پہنچایا اور تم ڈرو نہیں، خدا تمہیں لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔)

5۔ ائمہ معصومین (ع) کی امامت کا تعارف:

اے لوگو! جان لو کہ خداوند عالم نے علی کو تمہارا سرپرست، ولی، پیشوا اور امام مقرّر کر دیا ہے؛ انکی اطاعت تمام مہاجرین و انصار، اسلام کے نیک پیرو کاروں، ہر شہری اور دیہاتی، عرب و عجم، آزاد و غلام، چھوٹے بڑے، کالے گورے، اور خداوند عالم کی عبادت کرنے والے تمام لوگوںپر واجب ہے، اس کا حکم مانا جانا چاہیے، اس کا ہر کلام و سخن مناسب ہے، اسکے ہر دستور کی اطاعت واجب ہے، جو اسکی مخالفت کرے اس پر لعنت ہے، اور جو اس کے فرمان کی اطاعت کرے اس کی بخشش ہے، اس کی تصدیق کرنے والا مومن اور تکذیب کرنے والا کافر ہے، ہر وہ شخص جو علی کی بات سنے اور اس کی اطاعت کرے خدا اس کو بخش دے گا۔

اے لوگو! یہ وہ آخری مقام ہے کہ جہاں میں تمہارے درمیان کھڑے ہو کر بات کر رہا ہوں، اس لئے میری بات اچھی طرح سن لو اور اس پر عمل کرو، اور اپنے پروردگار کی اطاعت کرو وہی خدا تمہارا پرودگار معبود اور سرپرست اور اس کے بعد اس کا نبی میں محمد ﷺ جو ابھی

تمہارے درمیان کھڑا بات کررہا ہوں تمہارا سرپرست ہوں، پھر میرے بعد علی خدا کے حکم سے تمہارے سرپرست اور امام ہیں اور پھر انکے بعد امامت میری اولاد میں جو کہ علی سے ہوں گے قیامت تک کے لئے برقرار رہے گی، یہاں تک کہ تم روز قیامت خدا اور اس کے رسول سے ملاقات کرو۔

لوگو! حلال خدا کے علاوہ کچھ بھی حلال نہیں، اور حرام خدا کے علاوہ کچھ حرام نہیں، اس نے مجھے حلال و حرام کے بارے میں بتایا، اور میں نے اس علم ودانش کی بنیاد پر جو میں نے خداوند عالم سے حاصل کیا ہے، اسکی کتاب میں سے حلال و حرام کو تمہارے لئے واضح کردیا ہے۔

اے لوگو! ایسا کوئی علم نہیں ہے جسے خدا ئے منّان نے میرے سینے میں نہ رکھا ہو؛ اور میں نے یہ تمام علوم حضرت علی کو تعلیم فرمائے ہیں علی تمہارے امام اور پیشوا ہیں

6۔ حضرت علی کے سلسلے میں لوگوں کی ذمّہ داریاں:

اے لوگو! علی کے سلسلے میں گمراہ نہ ہونا، اور اس سے دوری اختیار نہ کرنا، اس کی ولایت سے منحرف نہ ہوجانا وہ حق کی ھدایت کرنے والا اور حق پر عمل کرنے والا ہے باطل کو نابود کرنے والا اور باطل سے روکنے والا ہے اور خدا کی راہ میں کسی برا بھلا کہنے والے کی کوئی پروا نہیں کرتا،

بتحقیق علی وہ پہلا شخص ہے جو خدا اور اسکے رسول ﷺ پر ایمان لایا، علی وہ شخص ہے جس نے اپنی جان کو رسول خدا ﷺ پر فدا کردیا، وہ ہمیشہ رسول ﷺ کا ساتھ دیا، ایک دن ایسا تھا جب علی کے سوا مردوں میںسے کوئی نہ تھا جو میرے ساتھ خدا کی عبادت کرتا۔

اے لوگو! علی کودوسروں سے افضل اور برتر جاننا کیونکہ خدا نے اسکو برتری دی ہے، اور اسکی امامت و ولایت کو قبول کرنا کیونکہ خدا نے اس کو تمہارا امام مقرّر کیا ہے۔

اے لوگو! علی خدا کی طرف سے تمہارا امام ہے اور خدا اس کی امامت کے منکروں کی توبہ ہرگز قبول نہیں کرے گا یہ خدا وندعالم کے لئے حتمی ہے کہ وہ منکر ولایت علی کیساتھ ایسا سلوک کرے ؛اور لازمی ہے کہ وہ منکر کو عذاب دے ایسا سخت و دردناک عذاب جو ہمیشہ کے لئے ہے لہٰذا اس کی مخالفت سے بچو کیونکہ مخالفت کی سزا جہنم کی آگ ہے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں ؛ وہ آگ جو کافروں کے لئے آمادہ کی گئی ہے ۔

اے لوگو! خدا کی قسم مجھ سے پہلے آنے والے تمام نبیوں اور رسولوں نے تمہیںاس بات کی بشارت دی ہے کہ میںآخری نبی ہوں ؛ میں آسمان و زمین میں موجود ہر مخلوق پر خدا کی حجت ہوں لھذا جو بھی میری نبوّت میں شک کرے دوران جاہلیت کے کافروں کی طرح ایک کافر ہے اور جو بھی میرے کلام میں سے بعض میں شک کرے تو گویا اس نے میرے سارے کلام میں شک کیا ، اور میری گفتار میں شک کرنے والا آتش جہنّم میں ڈالا جائے گا۔

اے لوگو !مجھے یہ فضیلت خدا وند عالم نے عطا کی ہے اور اس لحاظ سے مجھ پر احسان کیا ہے اور تمام تعریفیںاس خدا کے لئے ہیں جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا اور میں ہر حال میں اس کا شکر گزار ہوں۔

اے لوگو! علی کو دوسروں سے برتر اورافضل جاننا کیونکہ وہ انسانوںمیں خواہ مرد ہو یا عورت میرے بعد سب سے افضل ہے؛ خدا وند عالم ہماری اور ہمارے اہل بیت کی برکت سے اپنے بندوں کو روزی دیتا ہے اور مخلوقات کے سلسلۂ وجود کی ضمانت دیتا ہے۔

ملعون ہے ،ملعون ہے ، مغضوب ہے ، مغضوب ہے وہ شخص جو میرے سخن کا صرف اس وجہ سے انکار کرتا ہے کہ یہ اسکی خواہشات کے منافی ہے ؛ جان لو کہ جبرئیل نے مجھے خدا کی طرف سے خبر دی ہے کہ ! جو شخص علی کو دشمن رکھے ؛ اور اسکی ولا یت کو قبول نہ کرے اس پر میری لعنت

اور غضب ہے چنانچہ ہر کسی کو اس بات کی فکر ہونی چاہیے کہ وہ قیامت کے لئے کیا بھیج رہا ہے؟ لوگو خدا کی مخالفت کرنے سے ڈرو اور ثابت قدمی کے بعد گمراہی میں نہ پڑ جانا، بتحقیق جو کچھ تم کرتے ہو خدا تمہارے ہر فعل سے آگاہ ہے۔

7۔ فضائل علی ابن ابی طالب :

اے لوگو! حضرت علی وہ ہیں جن کو خدا وندہ عالم نے قرآن مجید میں جنب اللہ کے نام سے یاد کیا ہے اور فرمایا ہے (کہ تم میں سے بعض کہنے لگے کہ ہائے افسوس میری اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کا تقرب حاصل کرنے میں کی)

اے لوگو قرا ان میں تدبر و تفکر کرو اور اس کی آیات کو سمجھنے کی کوشش کرو، محکمات پر عمل کرو اور متشابہات کی پیروی نہ کرو، خدا کی قسم میرے بعد تمہارے لئے کوئی قرآن کی تفسیر نہیں کر سکتا مگر وہ کہ جس کا ہاتھ میں نے پکڑ کر بلند کیا ہو۔ (حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کیا)

اور میں آپ کو آگاہ کر رہا ہوں، جس جس کا میں مولا اور سرپرست ہوں میرے بعد حضرت علی اس اس کے مولا اور سرپرست ہیں وہ علی ابو طالب کا بیٹا میرا بھائی اور جانشین ہے اور اس کی ولایت و امامت کو خدا وند عالم نے مجھ پر نازل فرمایا ہے۔

اے لوگو یہ علی اور میرے پاک فرزند، ثقل اصغر ہیں اور قرآن مجید ثقل اکبر ہے، یہ دونوں ایک دوسرے کی خبر دیتے ہیں اور ایک دوسرے کی تائید و تصدلق کرتے ہیں یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ روز قیامت حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات کریں۔

یہ خدا وند عالم کی طرف سے اس کی مخلوق پر امین وحاکم ہیں، آگاہ رہنا جو کچھ لازم تھا اس کی وضاحت کر دی اور اپنے مطلب ومقصد کو بیان کر دیا خدا وند عالم نے یوں بیان فرمایا تھا، اور میں نے خدا وند عالم کے پیغام کو تم تک پہنچا دیا۔

اور آگاہ رہنا کہ میرے بھائی علی کے سوا کوئی امیرالمومنین نہیں ہے اور میرے بعد علی کے سوا کسی کو مومنین پر حکومت کرنے کا حق نہیں ہے، اور اس وقت حضرت علی کا بازو پکڑ کرآپ کو اتنا بلند کیا کہ آپ کے قدم مبارک حضرت رسول اکرم ﷺ کے زانوں تک آگئے، اور فرمایا :

اے لوگو ! یہ علی ابن ابی طالب میرے بھائی ، وصی، میرے علم کے وارث اور میری امت پر میرے خلیفہ ہیں جو کتاب خدا کی تفسیر کرنے والے اور لوگوں کو قرآن کی طرف دعوت کرنے والے اور خوشنودی خدا کے لئے عمل کرنے والے اور دشمنان قرآن سے جنگ کرنے والے اور قرآن کی اطاعت کرنے والوں کو دوست رکھنے والے اور معصیت خدا سے روکنے والے ہیں ، حضرت علی رسول خدا ﷺ کے خلیفہ وجانشین مومنوں کے امیر اورہدایت کرنے والے امام ہیں اور خدا وند عالم کے حکم سے ، ناکثین [1] ، قاسطین [2]، اور مارقین [3]، کو قتل کرنے والے ہیں یہ جو کچھ کہہ رہا ہوں یہ میرے پروردگار کا حکم ہے ۔

اے پروردگار اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھتا ہے اور اس کے ساتھ دشمنی کر جو علی کو دشمن رکھتا ہے اور جو حضرت علی کی امامت کا انکار کرے اسے اپنی رحمت سے دور کردے اور جو ان کے حق کو چھینیں ان پر غضب ناک ہو جا ۔

پروردگار تو نے یہ فرمان مجھ پر نازل کیا ہے اور امت کی رہبریت کو میرے بعد حضرت علی

---

(1) ۔ ناکثین سے مراد اصحاب جمل ہیں جنہوں نے حضرت علی کی بیعت کرنے کے بعد پیمان شکنی کی ۔

(2) ۔ قاسطین سے مراد معاویہ اور اس کے طرف دار ہیں جنہوں نے جنگ صفین میں معاویہ کا ساتھ دیا تھا۔

(3) ۔مارقین سے مراد خوارج جنگ نہروان کا گروہ ہے جو دین خدا سے خارج ہو چکا تھا ۔

اور اولاد علی کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کی امامت و ولایت کو لوگوں میں بیان کر دوں ، اس لحاظ سے تو نے اپنے بندوں پر دین مکمل کر دیا اور ان پر اپنی نعمتیں تمام کر دیں اور دین اسلام سے راضی ہو گیا ۔

اور فرمایا :(جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کی خواہش کرے تو اس کا وہ دین ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور وہ روز قیامت سخت گھاٹے میں رہے گا ،) پرور دگار میں تجھ کو گواہ بنا رہا ہوں اور آپ کی گواہی میرے لئے کافی ہے کہ میں نے آپ کا فرمان پہنچا دیا۔

اے لوگو! خدا وند عالم نے تمہارے دین کو حضرت علی کی امامت کے ذریعے کامل کر دیا لھذا جس نے بھی حضرت علی اور آپکے بیٹوں کی امامت کا اعتراف نہ کیاتو ان کے اعمال حبط کئے جائیں گے اور ان کو ہمیشہ کے لئے جھنم میں ڈالاجائے گا اور ان کے عذاب میں کوئی تخفیف نہیں کی جائے گی اور ان کو کوئی مہلت دی جائے گی ۔

اے لوگو! یہ حضرت علی ابن ابی طالب ہے جس نے سب سے زیادہ میری مدد کی ہے اور تم سب سے یہ میرے زیادہ نزدیک اور عزیز ہے خدا وند عالم اور اس کا رسول ﷺ اس سے راضی و خوشنود ہیں قرآن میں جو آیت بھی خوشنودی خدا پر دلا لت کرتی ہے وہ حضرت علی کی شان میں ہے

اور جہاں بھی خدا وند عالم نے مومنین کو خطاب کیا سب سے پہلے اس کی نظر حضرت علی پر تھی اور قرآن مجید میں جو بھی مدح و ستائش کی گئی وہ حضرت علی کی خاطر ہے اور سورہ ، ھل اتی علی الاانسان ، میں جس بہشت کا ذکر کیا گیا وہ حضرت علی کے لئے ہے ، اور سورہ حضرت علی کے سوا کسی کے بارے میں نازل نہیں کی گئی اور اس میں حضرت علی کے علاوہ کسی کی مدح و ثنا نہیں کی گئی ،

اے لوگو! حضرت علی دین خدا کی مدد کرنے والے اور رسول خدا ﷺ کی حمایت کرنے والے ہیں اور وہ پاک وپاکیزہ پرہیزگار وہدایت کرنے والے ہیں تمہارا پیغمبر بہترین پیغمبر۔ تمہارا امام بہترین امام، اوراس کے بیٹے بہترین جانشین الٰہی ہیں۔

اۓ لوگو! تمام پیغمبروں کی ذریت ونسل ان کے صلب سے ہیں لیکن میری ذریت ونسل حضرت علی سے ہوگی۔

اے لوگو !وہی شیطان جس نے حضرت آدم کو حسد کی وجہ سے جنت سے نکلنے پر مجبور کر دیا، تم حضرت علی سے حسد نہ کرنا گرنہ تمہارے اعمال حبط ہوجائیں گے اور تمہارے قدم ڈگمگا جائیں گے وہ حضرت آدم جو پیغمبر خدا تھے ایک ترک اولی کی وجہ سے زمین پر اتار دے گئے پس تمہارا کیا حال ہو گا ؟ تمہارے درمیان تو دشمن خدا بھی موجود ہیں۔

اے لوگو! شقی وبدبخت کے علاوہ کوئی بھی علی سے دشمنی نہیں کرے اور جو پرہیزگار ہو گا وہ علی کو دوست رکھے گا اور مومن مخلص کے علاوہ کوئی علی پر ایمان نہیں لائے گا اور خدا کی قسم، سورہ و العصر، حضرت علی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے زمانہ کی قسم انسان گھاٹے میں ہیں، مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کرتے رہے اور آپس میں حق کا حکم اور صبر کی وصیت کرتے رہے۔

آگاہ ہو جائو علی وہ ہیں جو ایمان لائے اور رضایت خدا وندعالم پر راضی رہے اور صبر کیا اے لوگو میں خدا وند عالم کو گواہ بنا کر یہ کہہ رہا ہوں کہ میں نے اپنی رسالت تم تک پہنچا دی اور رسول خدا کا کام صرف حکم کو پہنچانا ہے۔

اے لوگو خدا کا تقویٰ اختیار کرو جیسے تقوی کا حق ہے، اور جب بھی مرنا تو دین اسلام پر مرنا۔

اے لوگو! خدا اس کے رسول اور وہ نور جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے اس پر ایمان لے آئو قبل اس کے کہ تمہارے چہرے نابود ہو جائیں یا دین اسلام سے منصرف ہو جائو۔

اے لوگو! خدا وند عالم کی طرف سے میرے اندر نور موجود ہے جو میرے بعد حضرت علی میں ہو گا اور ان کے بعد ان کے بیٹو ں میں حضرت مھدی تک موجود رہے گا اور وہ مھدی وہ ہوں گے جو ہمارے اور خدا وند عالم کے حق کو دنیا میں نا فذ کریں گے ، اور خدا وند عالم نے ہمیں تمام مقصرین ، دشمنوں ، مخالفوں ، خیانت کاروں ، گناہ کاروں ، اور ظالموں پر قیامت تک کے لئے حجت قرار دیا ہے ۔

8 ۔ مخالفتوں کا بچائو :

اے لوگو! میں تمہیں ہوشیار کرتا ہوں کہ میں خدا کا رسول بنا کر تمہاری جانب بھیجا گیا ہوں اور مجھ سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر آے اگر میں مرجاؤں یا قتل کر دیا جاؤں تو تم زمانۂ جاہلیت کی طرف پلٹ جا ؤ گے؟ اور جو پلٹ جائے تو اس میں خدا کا کو ئی نقصان نہیں ہے خدا شکر گزاروں کو بہت جلد قیامت میں پاداش دے گا آگاہ رہنا کہ علی صبر و شکر گزاری میں معروف ہے اور اس کے بعد میرے فرزند (جو علی کے صلب سے ہیں) بھی ایسے ہی ہو نگے ۔

اے لوگو! اپنے اسلام قبول کرنے کی خاطر خدا پر احسان نہ جتاؤ وہ تم پر غضبناک ہو جائے گا اور تمہیں عذاب سے دچار کر دے گا بتحقیق وہ ہر خطا کار کی سزا ہے ۔

اے لوگو! میرے بعد فاسد رہنما آئیں گے جو لوگوں کو جہنم کی طرف لے جائیں گے اور قیامت کے دن کوئی مدد نہیں کریں گے ، اے لوگو! خدا اور اس کا رسول ان سے بیزار ہیں اے لوگو ! وہ فاسد رہنما ، انکے حواری و پیروکار اور انکے مددگار آتش جہنّم میں سب سے

نچلے مقام پر ہیں؛اور متکبّروں کے لئے کتنا برا مقام ہے، آگاہ رہنا ! وہ لوگ ایک دستاویز (حضرت علی کی امامت کی مخالفت میں ایک تحریر) لکھنے والے ہیں،[1] لھذا تم سب پر لازم ہے کہ اس شرمناک دستاویز میں غور و فکر سے کام لینا جو کچھ لوگوں کے علاوہ سب کو گمراہی کی طرف لے جائے گی۔

اے لوگو ! علی اور انکے بیٹوں کی امامت کو قیامت تک کی لئے تمہارے درمیان باقی رکھ رہا ہوں ، اور میں جس چیز کے ابلاغ پر م مور تھا تم تک پہنچادی کہ ہر انسان ،حاضر غائب،شاہد اور غیر شاہد ، اور ہر اس پر جو اب تک پیدا ہوا ہے یا پیدا نہیں ہوا سب پر حجّت تمام ہوگئی ہے ۔

لہٰذا حاضرین غائبین کو ؛ ہر باپ اپنی اولاد کو تا قیامت مسئلۂ امامت علی اور ان کے بیٹوں کی امامت کے بارے میں بیان کرتے رہیں ، کیونکہ بہت جلدی خلافت الٰہی کو بادشاہی میں تبدیل کرکے غصب کر لینگے ؛ آگاہ رہنا ! خدا نے ولایت کا غاصبوں اور ان کے طرفداروں پر لعنت کی ہے ؛ وہ جلد ہی جن و انس کا حساب لے گا اور ان میں سے گنہگاروں پر جہنّم کی آگ برسائے گا ،وہاں کوئی ان کی مدد کرنے والا نہیں ہو گا خدا ایسا نہیں کہ برے بھلے کی تمیز کیے بغیر جس حال میں تم ہو اسی حالت پر تمہیں چھوڑ دے اور خدا ایسا بھی نہیں کہ تمیں غیب کی باتیں بتا دے ۔

اے لوگو! جس آبادی اور شہر کے لوگوں نے بھی وعدہ الہی کا انکار کیا خداوند نے انہیں ہلاک کر دیا ۔

1۔ ایک دستاویز ہے جسکو ابو سفیان اور مخالفان ولایت کی ایک جماعت نے ابو بکراور ایک گروہ سے دستخط لئے اس تحریر کا محرر سعید بن عاص تھا اور انکا مقصد یہ ظاہر کرنا تھا کہ پیغمبر ﷺ نے اپنے بعد کوئی خلیفہ اور جانشین مقرّر نہیں کیا۔

اور خدا نابود کردے گا ہر اس شہر اور جمیعت کو کہ جہاں کے رہنے والے ظالم ہوں ؛ جیسا کہ قرآن مجید میں آیا ہے ؛ ای لوگو! یہ علی تمہارا امام ، سرپرست اور تمہارے درمیان خدا کا وعدہ ہے؛ اور خدا نے جو وعدہ دیا ہے اسے انجام دے گا ۔

اے لوگو ! بتحقیق بہت سارے انسان ماضی میں گمراہ ہو چکے ہیں اور خدا وند عالم نے گذشتہ گمراہوں کو نابود کر دیا اور آئندہ آنے والے گمراہوں کو بھی نابود کردے گا ؛

جیسا کہ فرمایا! (آیا پہلے کے انسانوں کو ہم نے ہلاک نہیں کر دیا ؟ اور آئندہ آنے والوں کو اس ہی راستے پر نہیں چلاتے ؟ ہم گنہگاروں کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں ؛ او ر اس دن جھٹلانے والوں کی مٹی خراب ہے۔

اے لوگو ! خدا وند عالم نے مجھے چند امور کا امر اورچند امور کی نہی فرمائی ہے ؛اور میں نے بھی علی کو اس امر و نہی سے آشنا کردیا ہے ، لھذا علی خدا کی طرف سے اوامر و نواہی کو جانتے ہیں ؛تو تم لوگ اس کے امر کو سنو تاکہ سعادت مند ہو جاؤ ، اور اسکی پیروی کروتاکہ ہدایت یافتہ ہو ، اور ہمیشہ اسکی راہ پر چلو اور تمہیں تمہاری الگ الگ راہیں کہیں علی کی راہ سے جدا نہ کردیں ۔

اے لوگو !میں وہ مستقیم راستہ ہوں جسکی پیروی کا خدا وندعالم نے تمہیں حکم دیا ہے ؛ اور میرے بعد علی اور اسکے بعد میرے بیٹے علی کے صلب سے خدا کا مستقیم راستہ ہیں ؛وہ ایسے امام ہیں جو لوگوں کو حق کی ہدایت کرتے ہیں اور حق کے ذریعے عدالت قائم کرتے ہیں ، اسکے بعد ان آیات کی تلاوت فرمائی!

(شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور رحم والا ہے ؛ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں ؛جو عالمین کا رب ہے ؛ بخشنے والا اور مہربان ہے ؛ روز قیامت کا مالک ہے ، خدایا ہم تیری ہی عبادت کرتے

ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں ؛ ہم کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھ ان کی راہ جنھیں تو نے اپنی نعمت عطا کی ہے نہ ان کی راہ جن پر تیرا غضب ڈھایا گیا ہے اور نہ گمراہوں کی راہ ۔)

اے لوگو! یہ سورۂ حمد میرے ، علی اور ان کے فرزندوں کی شان میں نازل ہوئی ہے اور ان کے ساتھ مخصوص ہے وہ خدا کے دوست ہیں اور انہیں کسی کا کوئی ڈر اور خوف نہیں ہے ۔

9 ۔ علی کے دوست اور دشمن :

آگاہ رہنا! خدا کی حزب کامیاب ہے آگاہ رہنا ! کہ علی کے دشمن جدائی ، تفرقہ اور نفاق ڈالنے والے ہیں ؛ایک دوسرے کے دشمن ، تجاوز کرنے والے اور شیطان کے دوست ہیں ؛اور آگاہ رہنا ۔ حضرت علی اور ان کے بیٹوں کے دوست وہ لوگ ہیںؓجن کا ذکر خدا وند نے قرآن میں یوں بیان فرمایا ہے کہ۔

اے پیغمبر ﷺ ! جو لوگ خدا اور روز قیامت پر ایمان رکھتے ہیں انکو خدا اور اس کے رسول اکرم ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی کرتے ہوئے نہیںپاؤ گے اگرچہ وہ ان کے اجداد ، اولاد بھائی اور خاندان کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں کیونکہ خدا نے ان کے دلوں میں ایمان ڈال دیا ہے اورخود انکی مدد فرمائی ہے اور ان کو جنّت کے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ ہمیشہ ان میں رہیں گے خدا ان سے راضی ہے ، اور وہ بھی اپنے خدا سے راضی ہیں وہ خدا کی جماعت (حزب) ہیں ؛ آگاہ رہنا ! خدا کا گروہ کامیاب اور سعادتمند ہے ۔)

(سورہ مجادلہ آیت /22) اے لوگو آگاہ رہنا ! علی اور اولاد علی کے دوست وہ لوگ ہیں کہ جنکی تعریف خدا وند عالم نے کچھ اس طرح سے فرمائی ہے (جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو ظلم و ستم سے آلودہ نہیں کیا ؛ وہ خدا کے عذاب سے امان میںہیں اور ہدایت یافتہ ہیں۔ (سورۂ انعام آیت /82)

آگاہ ہو جاؤ! علی اور اولاد علی کے دوست وہ لوگ ہیں کہ جن کو خدا وند عالم نے اس طرح سے سراہا ہے کہ! (جو لوگ جنّت میں داخل کئے جائیں گے اور امان میں ہونگے اور خدا کے فرشتوں سے اس حال میں ملاقات کریں گے کہ وہ انکا خیر مقدم کر رہے ہونگے ، اور ان کو ہمیشہ کے لئے جنّت کی بشارت دیں گے)

آگاہ ہو جاؤ! علی اور اولاد علی کے دوست وہ لوگ ہیں جن کے بارے میںخدا وند عالم نے ارشاد فرمایا (ایسے لوگ بہشت میں د اخل ہوں گے اور وہاں انھیں بہ حساب روزی ملے گی)

آگاہ ہوجاؤ! کہ علی اور اولاد علی کے دشمن وہ لوگ ہیں (جن کو دوزخ کی آگ میںڈھکیلا جائے گا)

آگاہ ہو جاؤ! کہ علی اور اولاد علی کے دشمن وہ لوگ ہیں (دوزخ کی آگ کے بھڑکنے کی آوازیں سنتے ہیں؛ وہ بھسم کرنے والے شعلوں کو دیکھتے ہیں اور داخل ہونے والا ہر گروہ دوسرے گروہ پر لعنت و ملامت کرتا ہے۔)

آگاہ ہو جاؤ! کہ علی اور اولاد علی کے دشمن وہ لوگ ہیں جنکے بارے میں خداوند عالم نے فرمایا! (جب انہیں دوزخ میں ڈالا جائے گا تو سوال ہوگا کہ کیا تمہارا کوئی پیغمبر نہ تھا؟ تو جواب دیں گے تھا لیکن ہم نے اسکو جھٹلایا اور کہا کہ کچھ بھی تم پر نازل نہیں ہوا ، تو حقیقت میں کافر سخت گمراہی میں پڑے ہیں۔)

آگاہ ہو جاؤ!کہ علی اور اولاد علی کے دوست وہ لوگ ہیں جو خلوت و جلوت ہر حال میں خدا سے ڈرتے ہیں اور انکے لئے مغفرت اور خدا کا بہت بڑا انعام ہے۔

اے لوگو! ہمارے دوست اور ہمارے دشمن ہمیشہ جنّت اور دوزخ کے درمیان ہیں ،

(ہمارا دشمن وہ ہے کہ خدا جسکی سرزنش اور اس پر لعنت کرے؛ (اور ہمارا دوست وہ ہے جسکو خدا نے سراہا اور اسکو دوست رکھتا ہے۔)

اے لوگو! میں ڈرانے والا پیغمبر ہوں اور علی ہدایت کرنے والا ہے۔

10۔ حضرت مہدی (عج) کی حکومت کا تعارف :

اے لوگو ! میں پیغمبر ہوں اور علی میرا جانشین ہے ، آگاہ ہو جاؤ ہمارا آخری امام حضرت مہدی قائم ہے۔

آگاہ ہو جاؤ ! کہ تمام ادیان پر حاوی اور کامیاب ہو گا۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ ستمگاروں اور ظالموں سے انتقام لے گا ۔

آگاہ ہو جاؤ! وہ شرک و فساد کے مستحکم قلعوں کے بند دروازوں کو کھولے گا اور ان کو نیست و نابود کردے گا۔

آگاہ ہو جاؤ !وہ مشرکوں کو چاہے وہ کسی بھی قوم و ملّت سے تعلق رکھتے ہوں نابود کرنے والا ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ !وہ خدا وند عالم کے دوستوں کے خون کا حساب لینے والا ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ !وہ خدا کے دین کی مدد کرنے والا ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ !وہ حقیقت کے پیاسوں کو سیراب کرنے والا ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ !وہ ہر عالم کی فضیلت و برتری اور ہر نادان کے جہل و کم عقلی سے واقف ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ !وہ خدا کا برگزیدہ اور اسکی طرف سے منتخب امام ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ ! وہ ہر علم کا وارث ہے اور اس کا علم ہر علم سے برتر اور بہتر ہے ۔

آگاہ ہو جاؤوہ خدا وند عالم کا تعارف کروانے والا اور احکام اور راہ ایمان کو روشن کرنے والا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ ! وہ شجاع اور صحیح عمل کرنے والا ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ ! مخلوقات کے امور اس کو دے دئے گئے ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ ! تمام گذشتہ انبیاء نے اس کے ظہور کی بشارت دی ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ ! وہ آخری حجّت خدا ہے ، اور اس کے بعد کوئی حجّت نہیں آئے گی اور جہان میں کوئی ایسا حق نہیں جو اس کے ساتھ نہ ہو اور کوئی علم نہیں جو اس کے پاس نہ ہو۔

آگاہ ہو جاؤ !کہ کوئی اس پر غالب نہیں ہو سکتا ، اور اسکے علاوہ کوئی مددگار نہیں ہے ۔

آگاہ ہو جاؤ ! وہ زمین میں خدا کا ولی ہے اور مخلوق کے درمیان اسکا قاضی ہے اور ظاہری اور باطنی اسرار و رموز خداوندی کا امین ہے۔

اے لوگو ! میں نے حکم خدا کو تمہارے لئے بیان کر دیا اور تم لوگوںکو سمجھا دیا ؛ اور یہ علی میرے بعد تمہیں حقائق سمجھائیں گے ۔

آگاہ ہو جاؤ ! میں اپنے خطبہ کے اختتام پر اپنے ساتھ علی کی بیعت کرنے کی دعوت دوں گا اس کی بیعت کا اعتراف کروں گا ۔

آگاہ ہو جاؤ ! میں نے خدا کی بیعت کی ہے ، اور علی نے میری بیعت کی ہے ، اور میں خداوند عالم کی طرف سے علی کے لئے تم لوگوں سے بیعت لوں گا جو بھی عہد شکنی کرے گویا اسنے اپنے آپ پہ ستم کیا ہے، کیونکہ خداوندے عالم فرماتا ہے جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا ہی سے بیعت کرتے ہیں خدا کی قوت و قدرت سب کی قوت پر غالب ہے تو جو عہد کو توڑے گا تو اپنے نقصان کے لئے عہد توڑتا ہے اور جس نے اپنے عہد کو پورا کیا تو اس کو عنقریب خداوند عالم اجر عظیم عطا فرمائے گا ۔ (سورۂ فتح آیت/10)

11۔حج کی اہمیت اور احکام الٰہی :

بتحقیق حجؔ و عمرہ شعائر خداوندی میںسے ہیں ،جو بھی حج و عمرہ کا قصد رکھتا ہے، وہ صفا و مروہ کے درمیان طواف کر سکتا ہے جو اعمال صالح انجام دے گا خدا اسکو جزا دینے والا اور اسکے عمل سے آگاہ ہے ۔

اے لوگو! خانۂ کعبہ کی زیارت کے لئے جاؤ جو گھرانا بھی مکّہ میں داخل ہو خدا اسے غنی کر دے گا ، اور جو خاندان مکّہ سے منہ موڑے گا وہ فقر میں بتلا ہو جائے گا ۔

اے لوگو ! جو مومن بھی حج کرے گا ، تو اسکے گذشتہ گناہ بخش دئے جائیں گے ، گویا حج کے بعد نئے سرے سے اس نے اپنی زندگی کا آغاز کیا،

اے لوگو! حجّاج بیت اللہ الحرام کی مدد ہوتی ہے؛ اور انکے سفر میں جو بھی اخراجات ہوتے ہیں وہ انکے لئے آخرت کا ذخیرہ ہے، خداوند عالم اعمال صالح انجام دینے والوں کی جزا کو ضایع نہ ہونے دے گا۔

اے لوگو! ضروری استطاعت اور کامل دین کے ساتھ حج انجام دو، اور مراسم حج سے اس وقت تک نہ پلٹنا جب تک تمہارے گناہ معاف نہ ہو جائیں۔

اے لوگو! نماز قائم کرو؛ اور زکوۃ ادا کرو جس طرح خداوند عالم نے حکم دیا ہے؛ اگر کچھ مدّت تمہاری ایسی گزری کہ جس میں تم نے احکامات الٰہی کی بجاآوری نہ کی یا بھول گئے ؛تو علی تمہارے درمیان تمہارا صاحب امر اور احکام خداوندی کو تمہارے سامنے بیان کریں گے، علی وہ شخص ہیں جس کو خدا نے میرا جانشین مقرّر کیا ہے، وہ تمہارے سوالات کے جوابات دیں گے ؛اور جو کچھ تم نہیں جانتے وہ سب تمہارے لئے بیان فرمائیں گے۔

آگاہ ہو جاؤ! حلال حرام اتنے زیادہ ہیں کہ ایک مجلس میں تمہارے سامنے بیان نہیںکئے

جاسکتے اور ان تمام کا تعارف نہیں کروایا جا سکتا اور ان کے امر و نہی کا حکم نہیں دیا جا سکتا ، پس خدائے صاحب عزّت و جلال کی طرف سے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ علی امیر المؤمنین کے لئے تم لوگوں سے بیعت لوں ؛ اور انکے بعد آنے والے اماموں کی بھی بیعت کرو، وہ امام جو سب مجھ سے اور علی سے ہیں ؛ اور انکا آخری قائم مہدی ہے جو قیامت تک حق سے فیصلہ کرے گا۔

اے لوگو! ہر حلال جو تمہیں میں نے بتایا ؛ اور ہر حرام جس سے میں نے تمہیں روکا ہے، اس کا حکم ہمیشہ کے لئے ہے نہ میں ان سے پلٹا ہوں اور نہ ہی میں نے ان میں کوئی تبدیلی کی ہے، اس حقیقت کو ہمیشہ یاد رکھنا ، اور محفوظ کر لینا ، اسکی تلقین کرنا اور اس میں کوئی تبدیلی نہ کرنا، بتحقیق میں مکرّر کہہ رہا ہوں ! نماز قائم کرو ، زکوۃ ادا کرو ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہنا ؛ آگاہ ہو جاؤ اصل میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میرے فرامین پر عمل کرنے کا نام ہے ، لھذا میری وصیّت سب تک پہنچادو ، اسکو انجام دینے کا حکم دو ، اور اسکی مخالفت سے لوگوں کو ڈراؤ ؛کہ یہ میرے صاحب عزّت و جلال خدا کا حکم ہے ، جان لو کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر امام معصوم کے وجود کے بغیر وجود میں نہیں آسکتے ۔

اے لوگو ! علی کے بعد آنے والے اماموں (جو سب اسکی اولاد ہیں)کا تعارف قرآن نے کروایا ، اور میں نے بھی تمہارے سامنے تعارف کروا دیا ہے کہ وہ سب مجھ سے اور میں ان سے ہوں ؛ جیسا کہ خدا وند عالم خود قرآن میں ارشاد فرما رہا ہے :

(ہم نے امامت کو ایک ہمیشہ رہنے والی حقیقت کی صورت میں اولاد پیغمبر ﷺ میں قرار دیا ہے ۔) سورہ زخرف آیت28

اور میں بھی کہتا ہوں کہ جب تک تم لوگوں نے قرآن و عترت سے تمسّک کیا ہرگز گمراہ نہ ہو گے ۔

اے لوگو! تقویٰ ،تقویٰ ، روز قیامت سے ڈرو جیسا کہ خدا وند عالم نے ارشاد فرمایا ہے !

(روز قیامت کا زلزلہ کوئی معمولی نہیں ایک بہت بڑی چیز ہے) موت کو یاد کرو ؛ خدا وند عالم کی بارگاہ میں حساب کتاب ، اپنے اعمال کی ترازو اور محاسبہ کو یاد رکھو ؛جزا و سزا کو یاد رکھو جو بھی اعمال نیک کے ساتھ آیا اسے اسکی جزا ملے گی اور جو بھی برائیوں کے ساتھ آئے جنّت سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے گا ۔

12۔ علی کی عمومی بیعت کا حکم :

(اے مسلمانوں ! تمہاری تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے کہ تم لوگ خود اپنے ہاتھوں سے اس تپتے ہوئے صحرا میں میرے ہاتھ پر بیعت کر سکو لھذا خدا وند عالم کی جانب سے مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تم لوگوں سے ولایت علی اور انکے بعد آنے والے اماموںکی امامت "جو میری اور علی کی اولاد میں سے ہیں'' کے بارے میں اقرار لے لوں اور میں تم لوگوں کو اس بات سے آگاہ کر چکا ہوں کہ میرے فرزند علی کے صُلب سے ہیں ۔

لہٰذا تم سب لوگ کہو کہ (یارسول اللہ ﷺ ہم آپکا فرمان سن رہے ہیں اور اسکو تسلیم کرتے ہیں،اس پر راضی ہیں اورآپکے اِس حکم کی اطاعت کرتے ہیں جو کہ خدا وند عالم کی طرف سے آپ نے ہم تک پہنچایا جو ؛ ہمارا رب ہے ، ہم اس پیمان پرجو کہ حضرت علی کی ولایت اور ان کے بیٹوں کی ولایت کے، سلسلے میں ہے اپنے جان و دل کے ساتھ اپنی زبان اورہاتھوں کے ذریعہ آپکی بیعت کرتے ہیں، اس بیعت پر زندہ رہیں گے ، مریں گے اور اٹھائے جائیں گے ؛ اس میں کسی قسم کی تبدیلی اور تغیر نہ کریں گے ، اس میں کسی قسم کا شک و تردید نہیں کرتے ، اور اس سے رو گردانی نہیں کریں گے ، اور اس عہد و پیمان کو نہیں توڑیں گے ؛ خدا وند عالم اور آپ کی اطاعت کرتے ہیں اور علی امیر المؤمنین اور انکے بیٹوں کی اطاعت کریں گے؛ کہ یہ سب؛ امّت کے امام ہیں وہ امام جن کا آپ نے تذکرہ کیا ہے آپکی اولاد میں سے

ہیں اور حضرت علی کے صلب سے امام حسن،اور امام حسین کے بعد آئینگے ۔) حسن اور حسین علیہما السلام کے میرے نزدیک مقام کے بارے میں پہلے تمہیں آگاہ کر چکا ہوں ، خدا وند عالم کے نزدیک انکی قدر و منزلت کا تذکرہ کر چکا ہوںاورامانت تم لوگوں کو دے دی یعنی کہہ دیا کہ یہ دو بزرگوار ہستیاں جوانان جنّت کی سردارہیں ؛ اور میرے اور علی کے بعد امّت مسلمہ کے امام ہیں، تم سب مل کر کہو کہ! ہم اس حکم میں خدا کی اطاعت کرتے ہیں ؛اور اے رسول خدا ﷺ آپ کی حضرت علی کی حسنین علیہما السلام کی؛ اور انکے بعد آنے والے اماموں کی اطاعت کرتے ہیں کہ جن کی امامت کا آپ نے تذکرہ کیا اور ہم سے عہد و پیمان لیا ہمارے دل و جان ، زبان اور ہاتھ سے بیعت لی جو آپکے قریب تھے یا زبان سے اقرار لیا ، اس عہد و پیمان میں تبدیلی نہ کریں گے اور خدا وند عالم کو اس پر گواہ بناتے ہیں جو گواہی کے لئے کافی ہے اور اے رسول خدا ﷺ آپ ہمارے اس پیمان پر گواہ ہیں ،اورہر مؤمن پیروکار ظاہری یا مخفی ، فرشتگان خدا ، خدا کے بندے اور خدا ان سب لوگوں کا گواہ ہے۔)

اے لوگو ! کیا کہتے ہو ؟ بتحقیق خدا زبان سے نکلی ہوئی ہر آواز اور دل میں موجود ہر نیّت سے آگاہ ہے ، لھذاجو بھی ہدایت کے راستے پر چلے گا اسنے اپنے ساتھ بھلائی کی ہے ،اور جو گمراہ ہو گیا اس نے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال دیا اور جو اپنے امام کی بیعت کرے اس نے خدا وند عالم کی بیعت کی کہ جسکی قدرت تمام قدرتوں پر حاوی ہے ۔

اے لوگو! پرہیزگار ہو جاؤ ، علی امیر المؤمنین کی بیعت کرو اور حسن و حُسین علیہما السلام اور انکے بعد آنے والے اماموں کی بیعت کرو ،کہ یہ سب ہمیشہ باقی رہنے والا پاک کلمہ ہیں ، خدا حیلہ باز و دھوکے باز کو ہلاک کر دیتا ہے جو وعدہ وفا کرے اور عہد پر قائم رہے خدا کی رحمت اسے دیکھ رہی ہے ؛ اور جو عہد شکنی کرے ؛ اسنے اپنے خسارے میں عمل کیا ہے ۔

اے لوگو ! جو کچھ میں نے تمہارے لئے کہا ہے اس کا اقرار کرو اور علی کو بعنوان امیر المؤمنین سلام کرو اور کہو! (ہم نے سن لیا اور اسکی اطاعت کرلی ، خدایا! ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اور تیری طرف ہی پلٹیں گے ۔) اور کہو (اس خدا کی حمد و ثنا جس نے ولایت علی کی جانب ہماری ہدایت کی ، اور اگر خدا ہماری ہدایت نہ فرماتاتو ہم ہر گزہدایت یافتہ نہ ہوتے ۔)

اے لوگو ! بتحقیق فضائل علی جو خدا وند عالم نے قرآن مجید میں ذکر کیے ہیں بہت زیادہ ہیں اور ان تمام فضائل کو ایک خطبہ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہے ، لھذا اگر کوئی تمہارے سامنے حضرت علی کے فضائل بیان کرے تو اس کی تصدیق کرو ۔

اے لوگو ! جس نے بھی خدا اس کے رسول ﷺ اور حضرت علی اور اسکے بعد آنے والے اماموں کی اطاعت کی جنکا تعارف میں نے کروایا ہے ؛تو بتحقیق وہ بڑی سعادت پر پہنچ گیا ۔

اے لوگو ، جس نے حضرت علی کی بیعت کرنے میں سبقت کی اور امیرالمومنین کہہ کر سلام کیا وہ کامیاب ہوا اور اس کے لئے جنت نعیم ہے۔

اے لوگو ! ایسی بات کہو جس سے خدا خوشنود اور راضی ہو جائے ، پس اگر تم سب کے سب اور سارے اہل زمین کافر ہو جاؤ ، تو اس سے خدا کو کوئی نقصان نہیں ہو گا ؛ خدایا !تمام مؤمنین اور مؤمنات کی مغفرت فرما ؛ اور کافروں پر اپنا قہر و عذاب نازل فرما ؛تمام تعریفیں اس خدا کے لئے مخصوص ہیں جو عالمین کا رب ہے ۔

خطبہ کے اسناد و مدارک مندرجہ ذیل ہیں :

1۔ احتجاج ، ج 1، ص 66 : طبرسی 2۔ اقبال الاعمال ، ص 455 : ابن طاؤوس

3۔ کتاب الیقین ، باب 127 : ابن طاؤوس 4۔ التحصین ، باب 29 : ابن طاؤوس

5۔ روضۃ الواعظین ، ص 89 : فتّال نیشابوری6۔ البرہان ، ج 1، ص 433 : بحرانی

7۔ اثبات الہداۃ ، ج 3 ، ص 2 : عاملی8۔ بحارالانوار ، ج 37 ، ص 201 : علامہ مجلسی

9۔ کشف المہم ، ص 51 : بحرانی10۔ تفسیر صافی ، ج 2 ، ص 539 : فیض کاشانی

اور مزید 36 مدارک جو کتاب (روش مناظرہ حضرت امیر المؤمنین با دوستان و دشمنان) میں ذکر کئے گئے ہیں

فہرست منابع کتاب

آ

آغانی:-----------ابو الفرج اصفہانی

الف

احتجاج-----------طبرسی

اثباۃ الہداۃ-----------حرّ عاملی

اقبال العمال-----------ابن طائووس

ارجح المطالب-----------..امرتسری

اسباب النّزول -----------..واحدی

الاتقان-----------.سیوطی

ارشاد القلوب-----------.دیلمی

الاکتفاء -----------.وصابی شافعی

الاربعین فی فضائل امیر المؤمنین جمال الدین شیرازی

ارشاد----------- شیخ مفید

امالی----------- شیخ طوسی

اعیان -----------.ابن عقدہچ

امالی----------- شیخ مفید

احقاق الحق-----------..قاضی شہید نور اللہ شوشتری

اسنی المطالب -----------ابو الخیر جزری

اعلام النّبوَۃ-----------. ماوردی

اکمال الدّین -----------.. شیخ صدوق

اصول کافی-----------.مرحوم کلینی

امالی-----------.. شیخ صدوق

اختصاص----------- شیخ مفید

الانصاف فی الامامۃ-----------..ابن قبۃ رازی

امالی -----------ہلال ابن حفّار

افصاح فی الامامۃ----------- شیخ مفید

الانصاف -----------.ابن کعبی بلخی

الا وائل -----------ابن ہلال عسکری

اخبار الطوال-----------.دینوری

انساب الاشراف-----------.بلاذری

ب

بحار الانوار-----------مرحوم علّامہ مجلسی

البدایۃوالنہایۃ-----------ابن کثیر

بشارۃ المصطفیٰ -----------.طبری

دردا لطالع-----------.

بدیع المعانی-----------..

البدء والتاریخ -----------. مقدّسی

البیان-----------..جاحظ

ت

تاریخ الخلفائ------------ سیوطی

تذکرۃ الخواص ------------.ابن الجوزی

تفسیر عیاشی ------------عیاشی سمر قندی

تفسیر برہان ------------.بحرانی

التحصین------------بن طاووس

تفسیر صافی------------.. فیض کاشانی

تفسیر شاہی ------------. محبوب العالم

تاریخ دمشق------------.ابن عساکر

تفسیر المنار------------.رشید رضا

تفسیر الدرّ المنثور------------.سیوطی

تفسیر روح المعانی ------------.. آلوسی

تاریخ طبری------------طبری

تاریخ بغداد------------خطیب بغدادی

تفسیر ابن کثیر------------.بن کثیر

تاریخ یعقوبی ------------.یعقوبی

تفسیر ابی السعود------------. عمادی

تفسیر کشّاف ------------. زمخشری

تفسیر فخر رازی ------------.فخر رازی

تفسیر المیزان ------------. علاّمہ طبا طبائی

تفسیر الخازن------------.

تیسیر الوصول-----------.ابن الدیبع

تاریخ الاسلام -----------.ذہبی

تفسیر فرات کوفی-----------فرات کوفی

تظلّم الزہراء -----------.

تحف العقول-----------.ابن شعبۂ حرّانی

توحید ----------- شیخ صدوق

تجارب الامم -----------.ابن مسکویہ

تہذیب----------. شیخ طوسی

ج

جامع الاحکام القرآن -----------..قرطبی

جاہر العقدین سمہودی

جامع ترمذی ترمذی

جمع بین الصحیحین حمیدی

جامع الاصول ابن ثیر

جامع الصغیر-----------.سیوطی

الجمل----------. شیخ مفید

ح

حبیب السّیر-----------.خواند میر

حلیۃ سمعانی-----------.

حیات محمد ﷺ -----------..ڈاکٹر ہیکل

حلیۃ الاولیاء -----------.ابو نعیم

حاوی للفتاوی -----------.سیوطی

الحکمۃ والمواعظ -----------ابن شاکر واسطی

خ

خصال.-----------. شیخ صدوق

خصائص امیر المؤمنین -----------. نسائی

الخطط-----------مقریزی

خصائص الائمۃ-----------.سیّد رضی

د

الدّرایۃ فی حدیث الولایۃ-----------.. سجستانی

دلائل النّبوّۃ-----------. بیہقی

دررا لسمطین -----------.زرندی

دستور معالم الحکم -----------.قاضی قضاعی

دعائم الاسلام -----------قاضی نعمان

ذ

ذخیرۃ المال ------------.. حفظی شافعی

ذخائر العقبی------------.محب الدّین طبری

ر

روضۃ الواعظین ------------. فتّال نیشابوری

رعاۃ الہداۃ------------.حسکانی

روضۃ النّدیۃ-------------.یمانی

ربیع الابرار ------------.زمخشری

روضۂ کافی ------------..مرحوم کلینی

رفع اللّبس والشبہات ------------دریسی

ریاض النضرۃ------------. طبری

رسائل العشر------------. شیخ طوسی

س

سیرۂ حلبی ------------ حلبی

سیرۂ نبوی ------------..زینی دحلان

سراج المنیر ------------.. شربیتی

سیرۂ ابن ہشام. ------------ ابن ہشام

سنن ابن ماجہ. ------------ابن ماجہ

السیرۃ و المغازی. ------------ابن یسار

سرّ العالمین. ------------غزالی

ش

شواہد التنزیل.------------..حسکانی

شفاء الصّدور. ------------موصلی

شرح ابن ابی الحدید. ------------..ابن ابی الحدید

شرح الکانی. ------------.الکانی

شرح المواہب. ------------زرقانی

شافی. ------------سیّد مرتضیٰ

شرح خطبۂ شقشقیہ. ------------سیّد مرتضیٰ

شرح نہج البلاغہ. ------------.قطب راوندی

ص

صراط السّوی. ------------قاری

صواعق المحرّقہ. ------------ابن حجر

صحیح بخاری. ------------.بخاری

صحیح ابی دائود. ------------ابن داوود

صحیح ترمذی. ------------ترمذی

ض

ضوء اللاّمع. ------------..

ط

طرائف.------------..ابن طاووس

طبقات الکبریٰ.------------ابن سعید

ع

عمدة القاری.------------.. عینی

عقد النّبوی.------------.عبد روس

علل الشرایع.------------.. شیخ صدوق

عیون اخبار الرِّضا.------------ شیخ صدوق

عمدة.------------ابن بطریق

عبقات الانوار.------------سیّد جزائری

علم الکتاب.------------..سیّد خواجہ حنفی

عیون المواعظ و الحکم.------------واسطی

عقد الفرید.------------ابن عبد ربّہ

غ

الغدیر.------------علّامہ امینی

غرائب القرآن.------------نیشابوری

غریب الحدیث.------------ابن سلام

غریب القرآن.------------.ہروی

غارات.------------. ابن ہلال ثقفی

غریبین.-----------ہروی

غرر الحکم.------------آمدی

ف

فتح القدیر.-----------.شوکانی

فرائد السمطین.------------ حموینی

فصول المہمۃ.-----------ابن صبّاغ

فضائل.------------.سمعانی

فردوس.-----------.ابن شیرویہ

فتح الکبیر.-----------

فصول المہمۃ.-----------. شیخ حرّ عاملی

فضائل الخمسہ.-----------فیروز آبادی

فیض القدیر.----------- شیخ عبّاس قمّی

فتوحات الاسلامیۃ.-----------

فہرست.-----------.. نجاشی

فہرست.-----------.ابن ندیم

فرقۃ الناجیہ.----------- .. قطیفی

ک

کشف المہم .-----------بحرانی

کشف الغُمّۃ.-----------..اربلی

الکشف و البیان .-----------ثعلبی

کشف الیقین .-----------.علاّمہ حلّی

کامل ابن اثیر.-----------ابن اثیر

کفایۃ الطّالب.-----------

کنزالعمّال.-----------.فاضل ہندی

کامل.-----------..مبرّد

م

ما نزل القرآن فی امیر المؤمنین .-----------. ابو بکر فارسی

ما نزل القرآن فی علی .-----------ابو نعیم

مفاتیح الغیب.----------- فخر رازی

مطالب السوٴول.-----------ابن طلحہ شافعی

مودۃ القربیٰ .-----------ہمدانی

مناقب .-----------ابن مغازلی

مناقب .-----------خوارزمی

مقتل الحسین .-----------.خوارزمی

مناقب .-----------.عبداللہ شافی

مسند احمد.-----------احمد بن حنبل

معارج الاصول.------------. زرندی

معارج العلی.------------.. صدر عالم

مجمع البیان.------------طبرسی

مشکاۃ الانوار.------------طبرسی

مقتل امیر المؤمنین .------------ ابن ابی دنیا

محاسن.------------.برقی

مسند موصلی.------------موصلی

معانی الاخبار.------------. شیخ صدوق

مناقب.------------.ابن شہر آشوب

مستدرک حاکم.------------حاکم نیشاپوری

مستدرک صحیحین.------------.حاکم

من لایحضرہ الفقیہ.------------ شیخ صدوق

منہاج البراعۃ------------.ابن راوندی

مجالس.------------.. شیخ مفید

مصابیح السنّۃ.------------.

معجم الکبیر.------------.طبرانی

مشکاۃالمصابیح.------------.

مجمع الزّوائد.------------ ہیثمی

مفتاح النجاۃ(نسخۂ خطی).------------

مطالب السئوول.------------.ابن طلحہ شافعی

محاسن.------------..برقی

المغنی. -----------.قاضی عبدالجبّار

المستقصی. -----------..زمخشری

مجمع المثال. -----------میدانی

المجلّی. -----------احسائی

مواعظ و زواجر. -----------ابن سعید عسکری

مقاتل الطّالبین -----------ابوالفرج اصفہانی

مروّج الذّہب. ----------- مسعودی

ن

النہایۃ. -----------.ابن اثیر

نظم درر السمطین. -----------زرندی

نزہۃ المجالس. ----------- صفوری

نہج البلاغہ. -----------حضرت امیر المؤمنین امام علی

نثرالدرر. -----------وزیر ابو سعید آبی

نزہۃ الادیب. -----------وزیر ابو سعید آبی

و

الولایۃ فی طریق الغدیر. -----------.طبرسی

وسیلۃ المآل. -----------باکثیر مکّی وفاء الوفاء سمہودی

ه

هدایة السعدائ.------------ابن طاووس

ی

ینابیع المودة.------------.قندوزی

فہرست

حرف اول 5

پیش لفظِ مترجم 8

ضروری وضاحت: 10

مدینہ سے لے کر مقامِ غدیر تک کے مختصر حالات (مترجم) 11

مدینہ سے مکّہ تک : 12

مقدمۂ موءلّف 15

لمحۂ فکریہ: 16

واقعۂ غدیر میں تحقیق کی ضرورت : 16

پہلی فصل 19

کیا واقعۂ غدیر صرف اعلانِ دوستی کے لئے تھا؟ 19

1 ۔ دوستانہ نظریات 20

2 ۔ حقیقتِ تاریخ کا جواب: 20

1۔ واقعۂ روزِغدیر کی تحقیق: 20

2۔ فرشتۂ وحی کا بار بار نزول: 22

3۔ پیغمبر اکرم ﷺ کی پریشانی: 24

4۔ تکمیلِ دین کا راز : 29

5۔ آپ ﷺ کے قتل کی ناکام سازش : 31

6۔ نفرین آمیز طومار کا انکشاف : 32

عہد نامہ 33

7۔بعض حاضرین کی علی الاعلان مخالفت : 36

8۔ناکام سازشیں : 37

سوّم۔رسولِ اکرم ﷺ اور علی کی دوستی 39

1۔ جنگ اُحُد میں دوستی کا اعلان : 39

2۔ جنگ خیبر میں دوستی کا اعلان : 40

3۔امام کے دوستوں کی پہچان : 44

4۔حضرت علی کی دوستی مؤمن اور منافق کی پہچان کا معیار: 44

5۔امامکی دوستی نہج البلاغہ کی زبانی : 46

چہارم ۔ خطبۂ حجۃُ الوداع پر ایک نظر 47

دوسری فصل 50

آیا واقعۂ غدیر ولایت کے اعلان کے لئے تھا؟ 50

1 سطحی طرز تفکّر اور پیام غدیر: 50

واقعاً کیا غدیر کے دن صرف اعلان ولایت کیا گیا؟ 50

2۔ ولایت کا اعلان غدیر سے پہلے: 51

1۔ ولایتِ علی کا اعلان آغاز بعثت میں: 51

2۔ جنگ تبوک کے موقع پر اعلان ولایت : (حدیثِ منزلت) 55

3۔ حضرت علیکے رہبر ہونے کا اعلان غدیر سے پہلے: 57

4۔حضرت علی کی امامت کا اعلان : 58

5 ۔پرہیزگا رونکے امام حضرت علی : 59

6۔ علی امیرُالمؤمنین : 59

انس بن مالک : 59
نقل شیخ مفید: 61
نقل ابن ثعلبه : 61
نقل بریدة بن اسلمی : 61
نقل عیّاشی: 62
7۔ اعلان ولایت بوقت نزول وحی: 63
8 ۔ حدیث ثقلین : 65
سوّم ۔ اثبات امامت تا رجعت و قیامت 66
(الف) اعلان ولایت 66
(ب) سلسلہ امامت کا اعلان 67
(ج)تا قیامت امامت مسلمین 67
(ہ) خلافت کا دعوے دار غاصب ہے 68
(و) عام اعلان (حکم اعتراف) 68
(ز)پیغمبر اکرم ﷺ اور علی کی بیعت 73
(ح) مرد و زن کا حضرت علی کی بیعت کرنا 74
تیسری فصل 78
آیا غدیر کا ہدف امام کا تعین تھا ؟ 78
غدیر کے مختلف پہلوؤں پر لوگوںکی جانب سے تنگ نظری : 78
1۔ پہلے سے تعیین شدہ امامت : 79
2۔ لوگ اور انتخاب : 83

3۔ تحقق امامت کے مراحل : 86
اوّل ۔ انتخاب الٰہی : 87
دوّم۔ پیغمبران خدا کا اعلان : 87
سوّم۔ لوگوں کی بیعت عام: 89
چوتھی فصل 96
کیا غدیر کا دن صرف پیغام ولایت پہنچانے کے لئے تھا؟ 96
ظواہر آیات غدیر کی طرف توجّہ : 96
1۔ آیات غدیر کی صحیح تحقیق : 97
2۔ تاریخ غدیر کی صحیح تحقیق : 100
3۔ مخالفتوں کی طرف توجّہ : 102
پانچویں فصل 105
آیا غدیر امام کی ولایت کا دن تھا ؟ 105
1۔ ایک اور تنگ نظری : 105
2۔ واقعۂ غدیر میں تحقیق کی ضرورت : 106
3۔ اہلبیت علیہم السلام کی مظلومیت کے اسباب : 110
چھٹی فصل 113
حجّۃ الوداع اور غدیر کے موقع پر پیغمبر اسلام ﷺ کا خطبہ 113
1 ۔ شناخت خدا : 113
2 ۔ پیغمبر ﷺ کا ایمان اور خدا کی طرف جھکاؤ : 115
3۔ حضرت علی کی ولایت کا اعلان : 116

4۔ حضرت علی کے لئے بیعت لینے میں پیغمبر ﷺ کی احتیاط کے اسباب : 117

5 ۔ ائمہ معصومین (ع) کی امامت کا تعارف:.. 119

6 ۔ حضرت علی کے سلسلے میں لوگوں کی ذمّہ داریاں:... 120

7۔ فضائل علی ابن ابی طالب : 122

8 ۔ مخالفتوں کا بچائو : 126

9 ۔ علی کے دوست اور دشمن : 130

10۔ حضرت مہدی (عج) کی حکومت کا تعارف : 132

11۔حج کی اہمیت اور احکام الٰہی : 133

12۔ علی کی عمومی بیعت کا حکم : 136

فہرست منابع کتاب 139